TEXT CUT WITHIN THE BOOK ONLY

UNIVERSAL LIBRARY
OU_222147
UNIVERSAL LIBRARY

ت ـ ٩

٣٦٩٤
369 ترشوں

اُس پار

6.57 D424
6.57 P446
C537 ٢١٩

[illegible]

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۸۹۱۵۴۳۳۳ Accession No. ۱۳۶۹۵ 13695

Author

Title

This book should be returned on or before the date last marked below.

ہوشربا۔ حیرت انگیز اور ہمیشہ یاد رہنے والی کتابوں کا بالکل نیا سلسلہ

اُس پار

کوئی فرضی افسانہ نہیں۔ مصنف کے جوش میں آئے ہوئے تخیل کا نتیجہ بھی نہیں۔ سو فی صدی سچے واقعات۔ جن کو پڑھ کر لکھنے والے کی طرح آپ بھی محو حیرت اور انگشت بدنداں رہ جائیں گے۔

مترجمہ

منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری

جن کی ترجمہ کی ہوئی کتابیں عالمگیر شہرہ حاصل کر چکی ہیں۔

دائرۂ ادبیہ

۳۱۱۔ رام گلی نمبر ۸ ۔ لاہور

بار اول

قیمت عہ

منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری کے لکھے ہوئے ناول

رینالڈس کے ترجمے

فسانہ لندن (سلسلہ اول و ثانی) نظارہ پرستان - خونی تلوار - گردش آفاق - عزم و حسن - باپ کا قاتل

جاسوسی ناول

سراب زندگی	آتشی کتا	سنہری بچھو	ڈاکٹر نکولا
انمول ہیرا	انصاف	شاہی خزانہ	تلاش اکسیر
نولکھا ہار	گمنام مسافر	مطلبی دنیا	حور ظلمات
ہیروں کا بادشاہ	لعل شب چراغ	نازک کٹار	تبدیل قسمت
خنجر بیداد	قاتل ہار	کارنامجات شرلک ہومز	مصری جادوگر
مہر خموشی	آزادی	سنہری لاش	کارنامجات آرسین لوپن
مقدس جوتا	کہنی کا پھل	خونی چکر	سنہری بال
چڑیا کی ٹکی	آرسین لوپن جاسوس	پیلا ہیرا	ستم ہوشربا
خونی ہیرا	خونی چراغ	شریف بدمعاش	چلتا پرزہ
انقلاب یورپ	بحر فنا	نقلی نواب	منزل مقصود
دغا کا پتلا	لعل مقدس	قسمت کا شکار	پراسرار نشان

متفرق ناول

وطن پرست - روحوں کا خراج - انقلاب پنجاب (اس کی اشاعت اب بند ہے)

مختصر کہانیاں

معنوعی انسان   افسانہ بنگال   پھول اور کلیاں   سنبلستان

سوانح حیات

سٹالن   روزویلٹ   ڈی ویلرا   چیمبرلین

ادبیات

نمارج شاہی حسن کے قدموں پر

ہم سے طلب کریں

پیش لفظ

اس عالم کی باقی ہر چیز کی طرح کتابوں کی دنیا میں بھی انقلاب عظیم پیدا ہو رہا ہے۔ سینما۔ ریڈیو اور حالات زمانہ ان تینوں چیزوں نے مل کر پڑھنے والوں کے مذاق میں انوکھی تبدیلیاں کر دی ہیں۔ ایک محدود حلقہ کو چھوڑ کر اب اکثر لوگ صرف ایسی چیزوں کے متمنی ہیں۔ جو ان کی حد سے زیادہ بڑھی ہوئی مصروف زندگی کے قلیل اوقات فرصت میں اس قسم کی پر کشش تفریح کا سامان پیدا کر سکیں۔ جس میں نہ ذہن و دماغ کی یک سوئی کی حاجت ہو نہ کسی فیصلہ کن نتیجہ تک پہنچنے کے لئے واقعات کے سمندر کو عبور کرنے کی۔ قصہ کی دلچسپی ایسی ہونی چاہیئے کہ آغاز مطالعہ کے بعد آنکھیں خود بخود اگلی سطر کی متجسس ہوں اور دل نتیجہ جاننے کو بے قرار۔ انہی ضرورتوں کو پیش نظر رکھ کر تراجم کا یہ بالکل نیا سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ جو ایک بار آپ کے ہاتھوں تک پہنچنے کے بعد یقیناً اپنی سفارش خود کر لے گا۔

تیرتھ رام

چھپ رہا ہے

رینالڈس کے ناول ینگ ڈچیس کا آخری حصّہ

شام جوانی جلد ۳

جن اصحاب نے اس حیرت انگیز ناول کی صرف دو ابتدائی جلدیں پڑھی ہیں اور نتیجہ معلوم نہیں کر سکے۔ وہ اب جلد ۳ ہم سے طلب کریں۔ جس کا ترجمہ منشی تیرتھ رام صاحب فیروز پوری نے کیا ہے۔ یہ وہی گوہر گم گشتہ ہے جس کے لئے آپ مدت سے چشم براہ تھے۔ قیمت ایک روپیہ

چھپ رہا ہے

واقعاتی زندگی کا سو فی صدی سچا اور نیم عریاں افسانہ

۴۲۰ عورتیں

تعداد میں نہیں۔ بلکہ اپنے کارناموں میں ۴۲۰۔ دغا۔ فریب۔ دھوکا اور مکر کی دنیا میں امٹ نام پانے والی عورتیں جنہوں نے اپنی ہوشربا تجویزوں اور حیرت انگیز کارناموں سے مردوں کو نیچا دکھایا۔ اس کے مترجم بھی منشی تیرتھ رام صاحب فیروز پوری ہیں۔ قیمت عہ

ملنے کا پتہ:- دائرۂ ادبیہ۔ ۱۱۳ رام گلی نمبر ۸ لاہور

باب ۔ ۱

ننگے آدمی کا راز

ہنری ایم۔ بیلچر کے قلم سے

واقعات ذیل کی سب سے بڑی دلچسپی اُن کے نفسیاتی پہلو سے تعلق رکھتی ہے۔ اور اس لحاظ سے مجھ کو پورا یقین ہے۔ کہ ناظرین ان کو گہری توجہ کے ساتھ پڑھیں گے۔ میں نے سارے حالات کو ٹھیک اُسی پیرایہ میں قلمبند کر دیا ہے جس طرح وہ پیش آئے تھے۔ نہ اپنی طرف سے کسی بات کا اضافہ کیا اور نہ کسی واقعہ کو دبانے کی کوشش کی ہے۔ ترمیم... اگر اس کو ترمیم سمجھا جا سکتا ہے فقط یہ ہے کہ میں نے ایک دو شخصوں کے نام جو شاید ابھی تک زندہ ہوں تبدیل کر دئے ہیں۔ نیز جس مکان کا حال اس قصہ میں آیا ہے۔ اس کے پتہ میں بھی تھوڑی سی تبدیلی کی ہے۔ کیونکہ وہ مکان اب تک آباد ہے۔ اور میں نہیں چاہتا کہ اس کے متعلق کسی طرح کے بُرے تاثرات لوگوں کے دلوں پر قائم ہوں کم از کم دو مرد اور ایک عورت اس بات کی تصدیق کر سکتے ہیں کہ اس داستان کا ابتدائی حصہ واقعات حقیقی پر مبنی ہے اور اپنے متعلق میں

قسم کھا کر کہنے کے لئے تیار ہوں کہ جو واقعات مجھ کو پیش آئے ہیں نے ان کو صحیح اور اصلی صورت میں اس جگہ پیش کر دیا ہے۔

چونکہ ان واقعات کا تعلق کئی اور اشخاص سے بھی ہے اس لئے اگر یہ تحریر ان کی نظروں سے گذری تو ممکن ہے وہ مرد گندم رنگ کے راز پر کوئی مزید روشنی ڈال سکیں۔ جہاں تک میری اپنی ذات کا تعلق ہے اس جگہ سارے واقعات بالکل سیدھے اور صاف پیرایہ میں لکھ دئے گئے ہیں ترمیم یا تبدیلی جیسا میں نے پیشتر لکھا ہے محض سطحی ہے اور اس کا واقعات کی حقیقی دلچسپی پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ جہاں تک تین تبرا عظموں میں روح یا سایہ یا آسیب کی آمد و رفت کے سوال کا تعلق ہے اس کی صحت و حقیقت سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔

واقعات جو آگے چل کر پیش کئے گئے ہیں اُن کی تہ میں کونسا گہرا اداراکام کرتا ہے؟ میں نے اس سوال پر اپنی رائے اس لئے ظاہر نہیں کی کہ پڑھنے والوں کے خیالات میرے بیان سے کسی طرح متاثر نہ ہوں اور وہ سارے حالات کا مطالعہ کرنے کے بعد خود ہی جو رائے مناسب ہو قائم کریں اپنے بارہ میں مجھ کو فقط اسی قدر لکھنا ہے کہ نہ میں روحانیات کا دلدادہ ہوں نہ میرا کسی ایسی سبھا سوسائٹی سے تعلق ہے جو اس قسم کے مسائل سے دلچسپی لیتی ہو۔ میں نے اپنی عمر میں کبھی کسی روحانی عمل میں بھی حصہ نہیں لیا بلکہ انتہا یہ ہے کہ میں نے اس مضمون پر نہ کبھی کوئی کتاب پڑھی اور نہ اس طرح کے مسئلہ سے دلچسپی لی ہے۔

اس مختصر تمہید کے بعد میں واقعات کو ان کی اصلی صورت میں یعنی جس طرح وہ پیش آئے۔ بیان کرنا شروع کرتا ہوں۔

میرے حافظہ کی بعید ترین یاد جو غالباً ۱۸۶۶ء سے تعلق رکھتی ہے. ایک شخص جارج کی ذات سے وابستہ ہے۔ مجھے اتنا ہی معلوم ہے کہ اس کا نام جارج تھا۔ اور چونکہ میری آنا فینی جس کا نام تھا۔ اور جو اس شخص سے محبت کرتی تھی۔ اس کو ہمیشہ جارج ہی کہہ کر بلاتی تھی اس لئے نہ اس نے کبھی اس کا پورا نام لیا۔ نہ مجھ کو یہ جاننے کا موقعہ ملا کہ جارج کے آگے اس کا دوسرا نام کیا تھا۔ اس کی شکل و صورت مجھے اچھی طرح یاد ہے نیز یہ کہ وہ الفاظ کو عجب طرح سے لمبا کرکے کہنے کی عادت رکھتا تھا۔ اس کا تعلق لندن کی صدر مقامی پولیس سے تھا۔ یا زیادہ صحیح لفظوں میں وہ لندن ڈبلیو کے ہیرو رروڈ کے تھانہ سے متعلق تھا۔ مخفی نہ رہے کہ یہ جگہ "ڈوڈ ے آنز" نام کے شراب خانہ کے بالکل قریب واقع ہے۔

میں نہیں جانتا کہ میں اپنے بچپن میں اس شخص جارج کو بھاتا تھا یا نہیں۔ لیکن جس انداز سے وہ ان اوقات میں جب میں اپنے بچپن کے کھیلوں کی مصروفیت کی دوران میں اس کے آس پاس منڈلاتا ہوا پھرا کرتا تھا۔ لفظ "بس" مجھ سے کہتا۔ اس سے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یا تو میں اسے بچپن کے طریقوں پر چھیڑا اور تنگ کیا کرتا تھا۔ یا وہ میری ننھی سی شخصیت کو ناپسند کرتا تھا۔ مجھے اس باہمی منافقت کا بے حد افسوس ہے کیونکہ میری داستان کے ابتدائی حصّہ کا تعلق اسی قابل قدر سپاہی کی ذات سے وابستہ ہے۔ سالہا سال اس رات کے بعد گذر چکے ہیں۔ جب اس نے اپنی داستان میری ماں کو سنائی تھی (جس نے بعد ازاں اس کے حالات میرے کانوں تک پہنچائے) لیکن اس لمبے عرصے کے باوجود اس کی یاد میرے حافظہ

میں اب تک اس طرح قائم ہے گویا سارا واقعہ امٹ حرفوں میں میرے لوح دماغ پر کندہ ہو۔

مجھے اس بات کا بھی افسوس ہے کہ آغاز داستان میں ہی مجھ کو ایک مرد ثالث کی شنید پیش کرنی پڑی ہے۔ جس کے متعلق اس قسم کے حضرات جو قانونی مزاج یا عدالتی انداز رکھتے ہوں۔ اعتراضاً کہہ سکتے ہیں کہ وہ معتبر شہادت نہیں سمجھی جا سکتی۔ کیونکہ وُہ کئی شخصوں کی راہ سے گذری ہے۔ لیکن میں چاہتا ہوں ناظرین اس بنا پر کسی تعصب کو اپنے دل میں جگہ نہ دیں۔ کیونکہ جارج کے بیان کے متعلق خواہ کتنے ہی شبہات کیوں نہ ہوں۔ میرے اپنے بیان کے بارہ میں شک کی بعید تر گنجائش نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس کی تصدیق میں خود جو اب تک زندہ اور صحیح سلامت ہوں۔ اکیلا ہی نہیں کر سکتا۔ بلکہ کم از کم تین باحیات آدمی اور ہیں جو اس کے ایک ایک لفظ کی تائید کے لئے ہر وقت آمادہ نظر آئیں گے۔ جارج کا بیان حسب ذیل ہے۔ میں نے اس کو اسی سیدھے اور صاف پیرایہ میں پیش کرنا کافی سمجھا ہے۔ جس میں خود اس نے سارا حال میری ماں کو سُنایا تھا۔ اور جس کا تعلق آغاز میں ایک دوسرے ہی مضمون سے محض جزدی اور ضمنی طور پر تھا۔

ایک رات کا ذکر ہے میری ماں کسی نجی کام کے لئے مکان کے زیریں حصہ میں گئی۔ وہاں جارج چولھے کے قریب بیٹھا آگ تاپ رہا تھا مخفی نہ رہے کہ ماں نے خادمہ فینی کو خوشی سے اس بات کی اجازت دے رکھی تھی کہ جب وُہ کام پر نہ ہو تو جارج سے اس جگہ مل سکے۔ اس موقعہ پر جیسا کہ پولیس کے سپاہیوں کا دستور رہے یا توں باتوں میں چوروں اور چوری کی وارداتوں کا ذکر چھڑ گیا۔ اس پر جارج نے حسب ذیل داستان بیان کی جس کا

ہر چند اصل مضمون سے کوئی تعلق نہ تھا۔ تاہم شاید وہ ایک سپاہی کی حیثیت میں اس طریقہ پر اپنے پیشہ کی دلچسپیاں واضح کرنا چاہتا تھا۔

تین یا چار سال گذرے (میں نے شروع میں لکھا ہے کہ ان واقعات کا تعلق ۱۸۶۶ء سے ہے۔ گویا جارج نے جس زمانہ کا ذکر کیا وہ ۱۸۶۲ء یا ۶۳ء کے قریب تھا) اودھ کی کوئی بیگم جس کا نام مجھ کو یاد نہیں اس مکان میں رہا کرتی تھی (واضح ہو کہ پیڈنگٹن کے ایک سابقہ ٹاؤن کلرک نے اس بیان کی تائید کی ہے کہ ایک ہندوستانی خاتون جو شہزادیوں کی سی شان رکھتی تھی کسی زمانہ میں واقعی اس مکان میں رہا کرتی تھی خیال یہ ہے کہ اس کا کوئی مقدمہ دارالامرا میں زیر سماعت تھا وہ اس کی پیروی کے لئے انگلستان آئی تھی گویا جہاں تک جارج کے بیان کے اس حصّہ کا تعلق ہے اس کی صحت میں کسی شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں) تب یہ مکان ہاتھیوں سے علیحدہ نہیں بلکہ ملا جلا تھا اور بیگم کے ساتھ کم و بیش بیس پچیس نوکر رہا کرتے تھے جو سب کے سب ہندوستان کے رہنے والے تھے اور جب اُس قریبی سکول کے بچے جو شرلینڈ روڈ پر واقع تھا اس طرف سے گذرتے تو ان ہندیوں کی عجیب پوشش دیکھ کر بہت ڈرا کرتے تھے انہوں نے اس مکان کا نام ہی "کالا مکان" رکھا ہوا تھا۔

جو لوگ قرب و جوار میں رہتے تھے ان کا بیان تھا کہ اس گھر کے رہنے والے اپنے لئے گوشت وغیرہ کا انتظام مختلف حیوانات کو اپنے طریقہ پر مار کر کیا کرتے ہیں۔ کم از کم اتنا معلوم ہے کہ اُس گھر میں جاندار مُرغیاں اور بکریاں اکثر لائی جاتی تھیں (یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ انگلستان میں مُرغی والے عام طور پر دیہات سے مرغیوں کو مار کر ہی بھیجنے کے لئے

شہر میں لاتے ہیں اور اسی حالت میں کھانے والے ان کو خرید کر لے جاتے ہیں۔ اور دوسری قسم کا گوشت تو قصابوں کی دوکانوں پر بنا بنایا ہی بکتا ہے، لیکن ایک چیز جس کو آس پاس کے رہنے والے بہت ناپسند کرتے تھے وہ عجب طرح کی بُو تھی جو اس مکان سے آیا کرتی تھی۔ کہنے والوں کا بیان تھا کہ وہ اس قسم کی بُو ہوتی ہے جیسے کسی گرم چکنی چیزیں کالی مرچ ڈالنے سے پیدا ہو سکتی ہے ایک آدمی جو پانی کے نل لگایا کرتا تھا اسے کسی موقعہ پر اس گھر میں اس لئے بُلایا گیا کہ سردیوں کے موسم میں پالے کی شدّت سے پانی جم گیا اور نالیاں پھٹ گئی تھیں۔ اس نے واپس آکر بیان کیا کہ مکان کے پچھواڑے ایک اس طرح کا تالاب ہے جس سے ویسی ہی بُو آتی ہے جیسی سرکاری چڑیا خانہ کے سانپ گھر سے آتی ہے۔

سردیوں کے دن تھے۔ ایک رات میں واٹر روڈ پر پہرہ دیتا پھر رہا تھا (یہ سپاہی جارج کا بیان ہے) میں سینٹ سیور کے گرجا کے قریب تھا کہ آدھی رات کا گھنٹہ بجا اور ٹھیک اس وقت جب گھنٹے کی آخری آواز ہوا کو مرتعش کرتی ہوئی کانوں میں آ رہی تھی مجھے آسمان کی سمت سے ایک ہیبت ناک چیخ سُنائی دی کم از کم اس وقت مجھ کو ایسا معلوم ہوا کہ وہ چیخ کسی بُلند مقام سے آئی ہے لیکن چونکہ آپ کے مکان کا سب سے اوپر والا کمرہ پیدل چلنے کی پٹڑی کی طرف کُھلتا ہے اور جس شخص نے یہ چیخ ماری اس نے اس کھڑکی کی راہ سے جو سڑک کی جانب واقع ہے اپنا سر باہر نکالا تھا۔ اس لئے آواز ایسی معلوم ہوئی گویا آسمان کی سمت سے آئی ہو لیکن وہ ایک بڑی ہی بھیانک چیخ تھی بدن میں تھرتھری پیدا کرنے والی کم از کم اپنے بارہ میں میں کہہ سکتا ہوں کہ اس کو سُن کر میرے رونگٹے کھڑے

ہو گئے۔ اور دہشت کی لہر مجھے اپنی پیٹھ کی جانب گذرتی معلوم ہوئی۔
اس کے ایک لمحہ بعد کسی نے پیچھے سے اس شخص کو جس نے چیخ ماری تھی کمرے کے اندر کی جانب کھینچ لیا۔ لیکن چیخ کا سلسلہ اس کے بعد بھی جاری رہا گو وہ رفتہ رفتہ دور ہٹتی ہوئی معلوم ہوتی تھی گویا کوئی شخص یا اشخاص چیخ مارنے والے کو گھسیٹتے ہوئے یا ہاتھوں پہ اٹھا کر مخلی منزل کی طرف لئے جاتے ہوں۔ میں نے جھٹ دوڑ کر دروازہ پر زور زور سے دستک دی اس اثنا میں چیخ چنگھاڑ کی مدھم ہوتی ہوئی آوازوں کا سلسلہ بدستور قائم رہا۔ حتٰے کہ ایک نہایت تیز چیخ پھر ایک بار باقی آواز سے بلند تر میرے کانوں میں آئی۔ لیکن وہ فوراً ہی منقطع ہو گئی ایسا معلوم ہوتا تھا کسی نے بیچ میں ہی اس کو روک دیا ہے اس کے بعد خاموشی چھا گئی۔

میں نے دروازہ پر زور زور سے دستک دینا شروع کیا کیونکہ میں جس قدر بھی جلد ممکن ہو مکان کے اندر داخل ہونے کے لئے بیتاب تھا۔ اتنے میں شور و غل کی آوازیں سُن کر بہت سے آدمی مکان کے آس پاس جمع ہو گئے تھے جب بڑی دیر تک اندر سے کوئی جواب نہ ملا تو میں نے تھک ہار کر کھانا کھانے کے کمرہ کی کھڑکی سے کسی آدمی کو اندر بھیج کر دروازہ کھلوانے کی ترکیب سوچی میں حاضرین میں سے کسی کو اس کام کے لئے تیار کرنا چاہتا ہی تھا کہ اتنے میں دروازہ کھلا اور ایک نوجوان باہر نکلا وہ شکل و صورت سے ہندوستانی تھا سر پہ گول ٹوپی اور اس نے سونے کی کمانی کا چشمہ لگا رکھا تھا وہ بڑے اخلاق اور توجہ سے پیش آیا لیکن مجھ پہ عجب طرح کا جوش طاری تھا میں

نے اس کی حلیمی کی پروا نہ کرتے ہوئے زوردار لہجہ میں پوچھا "اس گھر میں کیا ہو رہا ہے اور یہ کون تھا جس کی چیخیں مارنے کی آواز ابھی سنائی دی تھی؟"

اس نے سودبانہ مجھے اندر آنے کے لئے کہا اور باقیوں کو باہر ہی روک کر دروازہ بند کر لیا مجھے ایک کمرہ میں لے جا کر کرسی پیش کی اور اس کے بعد کہنے لگا "آپ کو معلوم ہوگا بیگم صاحب اپنے بے شمار نوکروں کے ساتھ اس مکان میں رہتی ہیں اُن کی کنیزوں میں سے ایک کو کبھی کبھی اختناق الرحم کا دورہ ہوتا ہے لیکن فکر کی کوئی بات نہیں کچھ دوسری عورتیں اسے اس کے کمرہ میں لے گئی ہیں اور اب اس کی حالت میں اصلاح ہوتی جا رہی ہے۔"

جواب میں میں نے کہا کہ آپ مجھے اس کے پاس لے چلیں میں اپنی آنکھوں سے سب حال دیکھنا چاہتا ہوں۔

لیکن اس نے مستقل لہجہ میں میری درخواست ماننے سے انکار کر دیا اور کہنے لگا "ہم لوگ مشرق کے رہنے والے اس ملک کے باشندوں سے بالکل ہی مختلف طریق و اطوار رکھتے ہیں ہماری عورتیں کسی حال میں بھی اجنبی مردوں کے روبرو آنا منظور نہیں کرتیں"

اس کے بعد میرے لئے مزید اصرار کی گنجائش باقی نہ رہی تو بھی میں اپنے جی کا اطمینان کئے بغیر وہاں سے واپس جانا نہ چاہتا تھا لہٰذا بیس کوئی چارہ کار نہ دیکھ کر میں نے مکان کے بعض حصوں کی دیکھ بھال کی خصوصاً ان مقامات کی جن سے چیخوں کی آواز سنائی دی تھی۔ لیکن ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ اس مدھم روشنی میں جو مالک مکان کے

ہاتھ میں پکڑی ہوئی شمع یا میری لالٹین سے پیدا ہوتی تھی مجھے اس طرح کی کوئی چیز دکھائی نہ دی جو شک افزا سمجھی جا سکتی۔ ایک مقام پہ میں نے کھلی کھڑکی کے پاس جا کر دیکھا تو مجھے وُہ پختہ صحن جو مکان کے پچھواڑے واقع تھا نظر آیا اور اندھیرے میں ایسا معلوم ہوا کہ مکان کے پشتی حصہ اور دھوبی خانہ کے وسط میں ایک چھوٹا سا تالاب ہے۔ اس جگہ گھُپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ میں نے گھُورتی ہوئی نظروں سے اس تالاب کی طرف دیکھنا شروع کیا۔ صرف ایک بار مجھ کو ایک چیز اس کی سطح پہ تیرتی دکھائی دی۔ جو خدا جانے کوئی بڑی سی مچھلی یا دریائی بچھڑا، یا اسی طرح کی کوئی اور مخلوق تھی۔ میں نے اپنے پہلو میں کھڑے ہوئے ہندوستانی سے پوچھا "یہ کیا ہے؟" جواب میں اُس نے کسی پالتو آبی حیوان کا نام لیا جو اس وقت مجھ کو یاد نہیں رہا۔

اتنے میں میں رفتہ رفتہ اس نتیجہ پہ پہنچنے لگا تھا کہ شاید مجھی کو غلطی لگی ہے چیخ کی آواز معمولی تھی۔ میں نے ناحق بات کا تبنگڑ بنا کر گھر والوں کو حیران کیا اور خود بھی پریشان ہوا۔ پس کچھ کہنے کی غرض سے میں نے اس شخص سے محض اتنا کہا کہ "مہربانی سے اس بات کا خیال رکھا کیجئے کہ آپ کی وجہ سے ہمسایوں کے آرام میں خلل پیدا نہ ہو" اس کے بعد وہاں سے واپس چلا آیا۔ لیکن ایک بات میں نے اچھی طرح نوٹ کی یعنی مکان کے پچھلے حصہ سے ٹھیک ویسی ہی بُو آتی تھی جس کا حال ایک موقعہ پر نل کے ٹھیکیدار نے بیان کیا اور کہا تھا کہ وہ اُسی قسم کی بُو ہے جیسی چڑیا خانہ میں اس مقام سے آیا کرتی ہے۔ جس میں سانپ رکھے رہتے ہیں

بعد ازاں اوقات فرصت میں جب میں نے سارے واقعہ پر غور کیا تو یہی معلوم ہوا کہ گو میں نے دکھاوے کے لئے اپنے جی کی تسلی کر لی تاہم درحقیقت میرا اطمینان نہیں ہوا۔ اس سلسلہ میں یہ بھی مجھ کو یاد آیا کہ چیخ جو مجھ کو سنائی دی وہ کسی عورت کی نہیں بلکہ مرد کی تھی۔ تاہم میں نے سارا حال اپنے افسر انسپکٹر پولیس سے بیان کیا مگر اس نے جواب دیا کہ "ہمارے پاس کوئی ایسی شہادت موجود نہیں کہ ہم کسی طرح کی بازپرس کر سکیں۔ عین ممکن ہے وہ کسی عورت ہی کی آواز ہو اور تمہیں سمجھنے میں دھوکا ہوا ہو یہ غیر ملکی لوگ اپنی عورتوں کے معاملہ میں بڑے ذکی الحس واقع ہوئے ہیں ایسا نہ ہو لینے کے دینے پڑ جائیں۔ تاہم ازروئے احتیاط اس مکان کی دیکھ بھال کرتے رہنا اور اگر کوئی شک انگیز واقعہ پیش آئے تو مجھے فوراً خبر کرنا۔"

اس کے تھوڑا عرصہ بعد وہ مہارانی یا بیگم اپنے سازوسامان کے ساتھ لندن سے رخصت ہو گئی خدا معلوم اس کے مقدمہ کا فیصلہ کیا ہوا۔ بہرحال اس مرغی والے کے سوا جو برٹش گارڈن میں رہتا اور اس کو رسد مہیا کرتا تھا اور دیگر لوگوں میں کسی کو اس کے جانے کا رنج نہ ہوا۔ وہ چیخ کا واقعہ بڑی مدت تک میرے ذہن میں باقی رہا اور میرے دل کو یہ سوچ کر بارہا افسوس ہوتا تھا کہ اگر میں اس موقعہ پر ذرا سی سختی اور کرتا اور ان لوگوں سے کہتا کہ میں اس عورت کو دیکھے بغیر نہ جاؤں گا جس کا مریض ہونا بیان کیا جاتا تھا تو میرے دل کا شک ہمیشہ کے لئے رفع ہو جاتا۔ مدتوں یہ خیال مجھ کو بیتاب کرتا رہا کہ شاید اس روز کسی مرد کو اس مکان کی چار دیواری میں قتل کیا گیا تھا

اور یہ میرا اپنا قصور ہے کہ میں ایک مرتبہ مکان کے اندر جا کر بھی کچھ معلوم نہ کر سکا۔

۲

یہاں پر پولیس کے سپاہی جارج کی داستان ختم ہوتی ہے اور میں تصور ہی کے کانوں سے کئی شخصوں کو یہ کہتے ہوئے سُنتا ہوں کہ یہ کیا بے معنی حکایت ہے پولیس کے ایک سپاہی نے گشت کرتے ہوئے کسی عورت کو چیخ مارتے سُنا اور جب وُہ اس کی تحقیقات کرنے گیا تو اسے کوئی سُراغ نہ مل سکا یہ تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس نے رات کے کھانے پر ذرا زیادہ پی لی ہوگی دماغ کی کندی نے ذرا سے واقعہ کو راز کی حیثیت میں پیش کر کے دکھا دیا ورنہ بات کچھ بھی نہ تھی۔ لیکن ٹھیریئے اور آگے چل کر دیکھئیے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ بات واقعہ میں اتنی بے حقیقت نہ تھی۔

جس مکان کا قصّہ ان سطور میں بیان کیا جا رہا ہے اس کی تاریخ میں حصّہ لینے والا دوسرا شخص ایک خوبصورت خاتون ہے۔ جس نے اپنے زمانہ میں کئی دلچسپ ناول لکھے تھے اس کے زمانہ سکونت میں یہ مکان باقیوں سے علیحدہ کر دیا گیا اور انجام کار اسی کے شوہر سے میرے کنبہ کے لوگوں نے ۱۸۶۷ء یا ۱۸۶۸ء میں وُہ مکان کرائے پر لیا۔ میں نہیں جانتا وہ خاتون بھی اس معمے کے حل میں کسی طرح کی مدد دے سکتی تھی یا نہیں لیکن اس کے بعد وُہ زمانہ آتا ہے جس کے سارے واقعات میری آپ بیتی سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان سارے حالات کے لئے جو آگے چل کر بیان کئے جائیں گے۔ میں ذاتی طور پر ذمّہ دار ہوں۔ ممکن ہے کوئی دوسرا شخص جس کا حال مجھ کو معلوم نہیں ایسا ہو کہ وہ بھی میرے بیان کی تصدیق کر سکے۔ لیکن میں

اپنے بارہ میں پھر ایک مرتبہ کہتا ہوں کہ ان حالات میں جنہیں میں قلمبند کرتا ہوں میں نے سرمو مبالغہ آرائی نہیں کی

اور اب چونکہ میں بطور خود گواہوں کے کٹہرے میں کھڑا ہوں اس لئے اس بارہ میں اور بھی زیادہ محتاط ہوں کہ کوئی چھوٹی سے چھوٹی بات ایسی درج نہ ہو جائے جو محتاج تصدیق ہو۔ اس داستان کے سلسلہ میں میرے تجربات کا آغاز فروری ۱۸۸۱ء کے آخری اتوار سے ہوا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اس روز سینٹ میری میگڈالن کے گرجا میں ڈاکٹر وسٹ کے زیر اہتمام بچوں کے لئے ایک وعظ کا جلسہ منعقد ہوا تھا۔ میں جب وعظ سن کر واپس آیا تو میرا ایک ہم عمر دوست ریمنڈ میرے ہمراہ تھا۔ ساتھ ہی ساتھ چلتے ہم ڈی لا بیر ٹیرس کی راہ سے گذرے۔ مکان سے تھوڑے فاصلہ پر وہ مجھ سے جدا ہو گیا اور میں سیدھا اپنے مکان پر جا پہنچا میں جب پہلی دو منزلوں کی سیڑھیوں کو طے کر چکا تو مجھے کمرہ نشست میں گھر کے آدمیوں کی سہ پہر کی چائے پیتے ہوئے باتیں کرنے کی آواز سنائی دی لیکن میں اس طرف جانے کی بجائے سیدھا اپنی خوابگاہ کو ہو لیا۔ تاکہ گیتوں کی کتاب جو میرے پاس تھی وہاں رکھ دوں اور بالوں میں کنگھی کر کے پھر چائے پینے کے کمرہ میں جاؤں میری عمر دس سال کی تھی اور میں درجہ اوسط کے کسی کند ذہن لیکن اچھے صحت ور انگریز لڑکے کی طرح تھا میرے خیالات سنتے ہوئے وعظ کی نسبت بہت زیادہ آنے والی دعوت کی طرف لگے ہوئے یعنی میں سوچتا تھا کہ اب چل کر کیک اڑائیں گے اور چائے نوش کریں گے۔ میں یہ بات پھر ایک دفعہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اس داستان کے آغاز میں میں نے جو حالات سچائی جا مع کے بیان کردہ

لکھے ہیں ان سے میں اس زمانہ میں بالکل لاعلم تھا۔ مجھے یہ بھی معلوم نہ تھا کہ ہندوستانی کیسے لکھتے ہیں یا ہندوستانی قوم کے لوگ کیسے ہوتے ہیں۔ کیونکہ امر واقعہ یہ ہے کہ میں نے اس زمانہ تک مشہور ناولسٹ فینی مور کوپر کے بیان کردہ سرخ چمڑے والے امریکن انڈین لوگوں کے حالات کے سوا دوسری کسی انڈین قوم کے لوگوں کا حال نہ پڑھا تھا۔

خیر جیسا لکھا جا چکا ہے۔ میں دو سیڑھیوں سے گزر کر تیسری کو بھی طے کر چکا اور چوتھی منزل کی سیڑھیوں پر قدم رکھا چاہتا تھا کہ پہلا قدم رکھتے ہی ایک آدمی میری داہنی طرف سے ہوتا ہوا مجھ سے آگے نکل گیا۔ میری نظروں کے سامنے دوڑتا ہوا وہ سیڑھیوں پر چڑھنے لگا اور اس وقت میں نے دیکھا کہ نیلے رنگ کے ایک کپڑے کے سوا جو اس نے دھوتی کی طرح کمر میں باندھ رکھا تھا اس کا سارا بدن ننگا تھا میں نے یہ بھی دیکھا کہ اس کا جسم لمبا دبلا اور گندم گوں تھا اور ٹانگیں اتنی پتلی تھیں کہ گھٹنوں کے جوڑ اندر کی طرف نمایاں تھے۔ اس نے اپنے دھڑ کو آگے کی طرف جھکا کر پیٹھ کو خم کر رکھا تھا اور اس حالت میں اس کی دندانے دار پیٹھ کی ہڈی بالکل واضح اور صاف دکھائی دیتی تھی اس نے اپنے دو نوں ہاتھ گردن کی پشت پر اس طرح ملا رکھے تھے گویا کوئی آدمی اس کے تعاقب میں لگا ہے اور وہ اس طریقہ پر اس کے وار سے بچنا چاہتا ہے اس کا چہرہ نیچے کو جھکا ہوا تھا۔ اور میں نے جو اس کو جلد جلد آگے نکلتا دیکھ کر وہیں کا وہیں کھڑا رہ گیا تھا۔ اس کے بائیں بازو کے نیچے سے اس کے چہرہ کی جھلک دیکھی لیکن وہ ایک دھندلی سی جھلک تھی جس سے میں اتنا ہی معلوم کر سکا کہ اس چیز کی رنگت جس کو چہرہ سمجھنا چاہیئے ہیبت ناک پیلاہٹ کی تھی اور

اس کی مدھم سطح پر کچھ اس طرح کے نشانات نظر آتے تھے گویا اس پر جا بجا گڑھے پڑے ہوئے ہوں۔

یہ آدمی اس قدر تیزی سے دوڑتا ہوا سیڑھیوں پر چلتا گیا کہ اس نے تین چھلانگوں میں سارا زینہ طے کر لیا جس کے بعد وہ کسی بند خوابگاہ کی سمت میں نظروں سے غائب ہو گیا۔ میں حیران و ششدر اسی مقام پر کھڑا اس کی غائب ہوتی ہوئی صورت کو متعجبانہ دیکھ رہا تھا کہ اس طرح کی تیز بو مجھ کو آئی جیسی کسی بند کمرے سے آیا کرتی ہے جس میں بہت سے کالے رنگ کے گبریلے رہتے ہوں۔ میں اس واقعہ سے دہشت زدہ ہو گیا اور اتنا گھبرایا کہ اوپر چڑھنے کی بجائے تیسری منزل کے زینہ کی اوپر والی سیڑھی سے لے کر نیچے کی سیڑھی تک کُل سترہ سیڑھیوں کو ایک ہی چھلانگ میں طے کر گیا۔ ایسا کرتے ہوئے میرے منہ سے ایک دہشتناک چیخ نکلی اور میرا خیال ہے کہ وہ بڑی ہی جگر دوز چیخ ہو گی کیونکہ اسے سن کر میرے بھی اتنے گھبرائے کہ انہوں نے اپنی خادمہ کو یہ معلوم کرنے کے لئے بھیجا کہ معاملہ کیا ہے۔

سترہ سیڑھیوں کی اونچائی سے ایک ہی لمبی جست لگانے میں میں اس زور سے گرا اور میرے گرنے سے کمرہ نشست کے دروازہ کو اس زور سے ٹکر لگی کہ اس میں لگی ہوئی کنڈی اور اس کے پاس کی لکڑی ٹکڑے ٹکڑے ہو کر کمرہ میں بکھر گئی۔ میرا خیال ہے کہ میں سیدھا آتشدان کے پاس جا گرا اکیونکہ خواب کی مانند مجھ کو یاد ہے کہ مجھے تیز جھلسنے والی حرارت کا احساس ہوا جس کے ساتھ ہی والد نے میرا بازو نہایت مضبوط پکڑ لیا اور اس کے بعد میں اس کے گھٹنوں سے چمٹا ہوا کچھ عرصہ تک کسی وحشی حیوان کی

مانند منہ سے بے جوڑ آوازیں پیدا کرتا رہا۔ والد کو سخت حیرت تھی کہ معاملہ کیا ہے۔ وہ میری حالت دیکھ کر خفا ہو گئے اور پوچھنے لگے "تمہیں آج ہو کیا گیا؟ سیدھے کھڑے ہو کر بتاؤ کہ تمہیں کیا تکلیف ہے؟" مجھے وہ لمحہ آج بھی اس صفائی سے ساتھ یاد ہے کہ گویا کل پیش آیا ہو۔ یعنی ان کا گہرے سکون کے عالم میں اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھ کر گھورتی ہوئی نظروں سے میری طرف دیکھنا اور وہ فکرمند نگاہیں جو کمرہ کے اندر عورتوں نے میری طرف ڈالیں۔ وغیرہ۔

مجھے اپنا گلا بے حد خشک معلوم ہوتا تھا میں نے بولنے کی کوشش کی۔ لیکن حلق کی خشکی کچھ کہنے کی اجازت نہ دیتی تھی کوئی چیز گلے میں اٹکی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ اسے نگلنے کی کوشش کرتے ہوئے میں نے بے جوڑ لفظوں میں اتنا کہا "وہ آدمی!... وہ بھورے رنگ کا ننگا آدمی...!"

والد مجھ کو چھوڑ کر کمرہ سے باہر نکلے میں بھی ان کے پیچھے پیچھے گیا۔ لیکن میری ٹانگیں لڑکھڑا رہی تھیں اور میں کسی شرابی کی مانند بڑی مشکل سے چل سکتا تھا۔ ہم دونو وہ اور میں اکٹھے سیڑھیوں پر چڑھنے لگے کچھ نوکر سہمے ہوئے کمرہ نشست کے دروازہ سے نکل کر کھڑے ہو گئے تھے لیکن ہماری واپسی تک ان میں سے کسی نے ایک لفظ تک منہ سے نہ نکالا۔

راستے میں سامان کا کمرہ پڑتا تھا۔ میں نے ڈرتے ڈرتے ایک ٹوٹے ہوئے پلنگ کا آہنی ڈنڈا احتیاطاً والد کے ہاتھ میں دے دیا۔ انہوں نے مسکراتے ہوئے مجھ سے لے لیا اور اس کے بعد تلاش جاری رکھی لیکن وہ ہیبتناک صورت پھر دکھائی نہ دینی تھی نہ دی۔ آخرکار جب ہم واپس گئے تو والد نے پُرسکون لہجہ میں کہا۔

"لڑکے تم کو ضرور کوئی نظری دھوکا ہوا ہے۔ ایسی باتیں کبھی کبھی ہو جایا کرتی ہیں اس میں گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ تم تھوڑی چاء پیو پھر حواس بجا ہو جائیں گے۔"

خوش قسمتی سے عہدِ شباب وہ زمانہ ہے کہ جس میں ہر قسم کے سانحات کے تاثرات آئینہ دل سے حیرت انگیز تیز رفتاری کے ساتھ مٹ جاتے ہیں اس میں شک نہیں اس نظارہ کو دیکھ کر میرے دل پہ گہرا اثر ہوا تھا لیکن رفتہ رفتہ اس پُراسرار صورت کی یاد جو میں نے سیڑھیوں پر دیکھی تھی حافظہ سے مٹنی شروع ہو گئی اس کے تھوڑا عرصہ بعد مجھے ایک بورڈنگ سکول میں داخل کر دیا گیا اور وہاں رہتے ہوئے اس مارپیٹ کے باعث جو آئے دن تعلیم کے سلسلہ میں ہوا کرتی تھی یہ عجیب وغریب واقعہ بالکل ہی میرے ذہن سے محو ہو گیا۔

۳

پندرہ سال کا عرصہ!...

منہ سے کہہ لینے کی بات ہے اس مدّتِ دراز میں جسے میں نے اس مقام پر چند لفظوں کے مختصر جملہ کے ذریعہ سے قطع کرنے کی کوشش کی ہے۔ میری حالت میں کئی تبدیلیاں ہوئیں میں جو دس سال کا سکول کا طالب علم تھا مسلسل مار کھا کھا کر اور علم کی طاقت حاصل کر کے مرد کی صورت بن گیا ۱۸۹۶ء کا بیشتر اور ۱۸۹۷ء کا کچھ حصہ میں نے صدہا دوسرے افسروں اور سپاہیوں کے ساتھ مل کر کراچی کی بندرگاہ میں فوجی پولیس سارجنٹ کی حیثیت میں کام کرتے ہوئے گذارا میری دلی آرزو یہ تھی کہ ہماری رجمنٹ چترال بھیج دی جائے لیکن اتفاقات ایسے پیش آئے کہ سرحد کے انسانی دشمنوں کے مقابلہ کی بجائے ہمیں اس خفیہ غنیم (پلیگ) کے مقابلہ کے لئے جو سرحدی پٹھانوں سے بھی زیادہ

مہلک اور خطرناک تھا وہیں کراچی میں رہ جانا پڑا چنانچہ میرے زمانہ قیام ہندوستان کا بیشتر حصہ گرمی۔ دھوئیں۔ لاشوں کو پہنچانے والی گاڑیوں کے ہجوم اور کلورائیڈ آف مرکری کی بدبو میں گذرا۔ اس تیز بو کو میں آج تک اپنے ذہن سے خارج نہیں کر سکا اور جب کبھی اس کا خیال آتا ہے تو مرگھٹ۔ بیماروں کی جھونپڑیوں اور گرم سفید سڑکوں کا نظارہ آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے۔

اگست کا گرم اور حابس مہینہ تھا کہ مجھ کو کراچی سے تھوڑی دور اس مطلب کے لئے منگا پیر کے چھوٹے سے گاؤں میں جانا پڑا کہ معلوم کروں اس مقام سے ان لوگوں کی لاشوں کے جلائے یا دفنائے جانے کے متعلق جو پلیگ کا شکار ہو کر مرتے تھے کیوں کسی طرح کی رپورٹیں موصول نہیں ہوتیں منگا پیر کا چھوٹا سا گاؤں صحرائے سندھ میں کراچی سے تقریباً دس میل کے فاصلہ پر بلوچی سرحد کے قریب واقع ہے۔ خشک پہاڑیوں کے وسط میں چند ایک جھونپڑیوں کا مجموعہ نظر آتا ہے اور یہیں پتھر کا بنا ہوا ایک چھوٹا سا تالاب ہے جس کے کنارے پر کسی قسم کا معبد یا خانقاہ بنی ہے اس کی زیارت کے لئے لوگ دور دور سے آیا کرتے ہیں۔

مجھ کو اس جگہ جانے کا حکم پلیگ کمیٹی کے صدر نے سندھ ضلع سٹاف کے دفتر کی طرف سے دیا تھا اور میں صرف اس خیال سے جانے کے لئے آمادہ ہو گیا کہ دن رات کراچی میں رہتے ہوئے شمشان کی جلتی ہوئی آگ کو دیکھنے یا ڈاکٹروں، نرسوں۔ فوجی سپاہیوں اور سول افسروں سے مل کر سہتے سہتے جی پریشان ہونے لگا تھا۔ یہ سب لوگ اسی ہولناک وبا کے مقابلہ کی جدوجہد کر رہے تھے اموات کی شدت کا کچھ اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے۔

کہ ہر ہفتہ کم و بیش ۱۶۰۰ جانیں اس مرض سے ضائع ہوتی تھیں

میں جب گھوڑے پر سوار ہو کر منگا بیر گیا تو کئی طرح کے عجیب و غریب خیالات لے کر گیا تھا لیکن عملی طور پر وہاں کوئی بھی غیر معمولی واقعہ دیکھنے میں نہ آیا۔ کچھ خالی مکانات اس جگہ بے شک موجود تھے لیکن نہ تو کہیں مُردوں کا نام و نشان تھا۔ نہ پلیگ کی علامات ہی دکھائی دیتی تھیں۔ اس سے میرے دل کو بڑا تعجب ہوا۔ کیونکہ صوبہ کے باقی مقامات کو پلیگ کی وجہ سے بھاری نقصان پہنچا تھا۔ گاؤں کے نمبردار نے مجھے اپنے گھر میں رہنے کے لئے جگہ دی۔ مجھے ایک روپیہ روزانہ اسے ادا کرنا پڑتا تھا جس کے عوض مجھے اس کے مکان کے برآمدہ کی چھت پر سونے کو جگہ مل جاتی تھی۔ اس میں خوراک کا خرچ بھی شامل تھا یعنی ایک پیالی چاء۔ تھوڑے سے کیلے اور چوزہ مرغ کے شوربہ کی ایک آدھ پلیٹ وغیرہ اس کا بیٹا دو آنے روزانہ پر میرے گھوڑے کے لئے گھاس کا انتظام کر دیا کرتا تھا۔ غرض جہاں تک رہنے کی آسائش کا تعلق ہے مجھے کسی قسم کی تکلیف نہ تھی لیکن بڑا سوال جو میرے جی کو حیران کر رہا تھا وہ اس گاؤں کی ان لاشوں کے متعلق تھا جن کو دبانے اور جلانے کے آثار کہیں نظر نہ آتے تھے۔ میں تو سچ پوچھئے پلیگ کے متعلق اعداد و شمار فراہم کرنے یہاں آیا تھا۔ نمبردار کے گھر پر بیٹھ کر مزے اُڑانے کے لئے نہیں۔

"اس گاؤں کا قبرستان کہاں ہے؟" میں نے دفعتاً اس سے پوچھا

"اس جگہ کوئی قبرستان نہیں" نمبردار نے جواب دیا

لیکن یہ سراسر غلط تھا میں اندازہ سے معلوم کر چکا تھا کہ وہ کس جگہ واقع ہے چنانچہ آدھی رات کے قریب جب چاند نکلا تو میں پیدل ہی اس

طرف کو روانہ ہوا۔ قبرستان گاؤں سے تھوڑے فاصلہ پر واقع تھا اس میں کئی قبریں موجود تھیں لیکن نئی بنی ہوئی ان میں ایک بھی نہ تھی۔ سب پرانی اور سال خوردہ نظر آتی تھیں واپسی پر ایک آدمی مجھ کو رستے میں ملا اس سے میں نے پوچھا "اس گاؤں کا مرگھٹ کہاں واقع ہے ؟"

اس نے جواب دیا "یہاں کوئی مرگھٹ نہیں"

میں نے سوچا ممکن ہے اس آدمی کا بیان صحیح ہو کیونکہ اس چھوٹے سے گاؤں کے رہنے والے سب کے سب مسلمان تھے اس کے علاوہ میں اس وقت تک ہندوستانیوں کے حالات سے پوری طرح واقف بھی نہ تھا

چاند کی روشنی تیز ہونے لگی تھی ہر طرف اُجالا ہو رہا تھا میں جب گاؤں میں واپس آیا تو رات کے دو بج چکے تھے۔ فضا گرم تھی۔ لیکن گہرا سناٹا ہر طرف چھایا ہوا تھا۔ نیند کی رغبت نہ ہونے سے میں پھر ایک طرف کو چل نکلا اور بے مدعا چلتے ہوئے ان سیڑھیوں کے قریب جا پہنچا جن پر چڑھ کر لوگ اس خانقاہ میں جایا کرتے تھے جو تالاب کے عین اوپر ایک چھوٹی سی چٹان پر واقع ہے۔ اس خیال سے کہ ناظرین بعد کے واقعات کو اچھی طرح سمجھ سکیں میں شروع میں ہی اس نظارہ کو جو چاندنی میں مجھ کو دکھائی دیا کسی قدر تفصیل کے ساتھ بیان کر دینا چاہتا ہوں۔

تالاب گول شکل کا بنا ہوا پتھریلے کناروں کے اندر محدود ہے۔ میرے خیال میں اس کی زیادہ سے زیادہ چوڑائی پچاس گز کے قریب ہو گی کم و بیش ڈیڑھ فٹ اونچی دیوار اس کے چاروں طرف بنی ہے۔ رات اندھیری ہو اور کوئی بے خبر مسافر اس طرف سے گزرے تو عین ممکن ہے کہ اس دیوار کی موجودگی سے بے خبر ہوتے ہوئے وہ سیدھا تالاب کی طرف

نکل آئے اس صورت میں دیوار اس کے گھٹنوں کے نیچے ہی نیچے رہ گئی
اور اگر وہ بے خبری کے عالم میں چل رہا ہو تو عین ممکن ہے کہ ٹھوکر لگنے
سے اس دیوار کے اوپر سے ہو کر تالاب کے پانی میں جو دس فٹ نیچے واقع
ہے جا گرے اس تالاب کے اردگرد اگے ہوئے کیکر اور کھجور کے درخت
اپنا سایہ اس پر ڈال کر تاریکی پیدا کر رہے تھے اور کسی زہریلی قسم کا
نیلگوں غبار چادر کی مانند اس کی سطح پر چھایا ہوا نظر آتا تھا

قریباً ایک لمحہ اس منظر کو دیکھتے رہنے کے بعد میں ان سیڑھیوں کی
طرف گیا جو بائیں جانب واقع تھیں اور جن پر سے گذر کر معبد میں داخل
ہو سکتے تھے لیکن جونہی میں نے اپنا قدم سب سے پہلی سیڑھی پر رکھا۔ کوئی
نامعلوم آدمی جو انہی اطراف کا باشندہ معلوم ہوتا تھا میری بائیں طرف
سے گذر کر تیز دوڑتا ہوا سیڑھیوں پر چڑھ گیا۔ وہ دبلا قد اور نہایت
درجے دبلا پتلا تھا۔ ٹانگیں مکڑی کی ٹانگوں کی طرح باریک اور سارا جسم
غیر معمولی طور پر خشک اور سکڑا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ میں نے اس کی
ظاہری حالت سے معلوم کیا کہ وہ کسی تعاقب کرنے والے سے ڈر کر بے تحاشہ
بھاگا جا رہا ہے کیونکہ اس نے اپنے دونوں ہاتھ اس طرح گدی پر ملا کر رکھے
ہوئے تھے۔ جیسے میں نے ہندوستان کے رہنے والوں کو عموماً اس حالت
میں کرتے دیکھا ہے۔ جب انہیں کسی کے پیچھے سے وار کرنے کا اندیشہ ہو۔

جیسا میں نے لکھا ہے یہ شخص لمبے لمبے ڈگ بھرتا حیرت انگیز تیزی
رفتار کے ساتھ چلتا میری نظروں کے سامنے سیڑھیوں پر چڑھ گیا چونکہ
اس کا بدن آگے کو جھکا ہوا تھا اس لئے میں اس کے اٹھے ہوئے بازو
کے نیچے سے اس کے چہرے کی شباہت بخوبی دیکھ سکا۔ اور مگر چاندنی

میں مجھ کو ایسا معلوم ہوا کہ اس کے چہرے سے۔ شاید جذام کے اثرات سے ہر قسم کے خط و خال جو چہرہ انسانی کا لازمہ سمجھے جا سکتے ہیں بالکل ہی مٹ گئے تھے زیادہ صاف لفظوں میں میرے کہنے کا یہ مطلب ہے کہ جس جگہ ناک، منہ، آنکھیں ہوا کرتی ہیں وہاں مجھ کو گڑھے تو دکھائی دئے۔ لیکن ان اعضا کو ان کی صحیح صورت میں میں بالکل نہ دیکھ سکا۔ پیشتر ایک موقعہ پر رنگون کے شوی ڈیگن پیگوڈا کی سیڑھیوں پر میں ایسے ہی مکروہ صورت آدمیوں کو بیٹھے دیکھ چکا تھا۔ انہی سے ملتی جلتی اس کی سب شباہت تھی۔

اس کو اس بدحواسی کے عالم میں سیڑھیوں پر چڑھتے دیکھ کر میں بھی اندھادھند اس کے پیچھے دوڑا اور سیڑھیوں کو طے کر کے اس کے تعاقب میں خانقاہ کے دروازہ کے اندر گھس گیا۔ لیکن کوئی متنفس اس جگہ موجود نہ تھا۔ میں کم و بیش پاؤ گھنٹہ گہرے تجسس کے عالم میں اس عمارت کے سب کونے کھدرے تلاش کرتا رہا۔ لیکن نہ چاندنی اور نہ اندھیرے میں کوئی آدمی ظاہر یا چھپا ہوا دکھائی دیا۔ خدا معلوم وہ اس ایک ثانیہ کے عرصہ میں جو مجھے اس کے پیچھے دوڑتے ہوئے لگا کدھر غائب ہو گیا تھا۔ زمین اس کو کھا گئی یا آسمان نگل گیا۔ مجھے اس کا حال قطعاً معلوم نہ ہو سکا۔

اس جگہ پریشانی کے عالم میں کھڑا میں اپنے آپ سے پوچھنے لگا کہ آخر میں کیوں اس کے پیچھے دوڑا؟ بلا سے وہ کوئی ہو یا کسی طرف گیا ہو۔ مجھے اس کی ذات سے کیا دلچسپی ہو سکتی تھی؟ دل نے اس کا جواب اتنا ہی دیا کہ شاید اس کے یوں دوڑے دوڑے پاس سے نکل جانے پر بھی

کو اضطراب ہوا تھا اور میں اسی کے زیر اثر اس کا تعاقب کرنے لگا۔ مگر اس کے ساتھ ہی ایک مبہم سا خیال غیر واضح لیکن مضبوط میرے ذہن میں یہ بھی پیدا ہوا کہ پیشتر بھی کسی زمانہ میں کسی دوسرے موقعہ پر اور دوسرے ہی مقام پر اس قسم کا واقعہ پہلے بھی مجھ کو پیش آیا تھا اور گو میں نے اپنے حافظہ سے مدد لینے کی بہت کوشش کی لیکن بالکل یاد نہ آسکا کہ وہ واقعہ کب پیش آیا تھا۔ مایوس و دل گرفتہ میں آہستہ آہستہ سیڑھیوں سے اتر کر نیچے آگیا اور اس دیوار کے پاس کھڑے ہو کر جو تالاب کے چاروں طرف بنی تھی پھیلی ہوئی دھند کی تاریکی میں یہ معلوم کرنے کی کوشش کرنے لگا کہ پانی کس قدر نشیب پر واقع ہے اور یہ خیال صرف اس لئے میرے ذہن میں پیدا ہوا کہ ممکن ہے وہ آدمی کسی طرح نظر بچا کر دوبارہ سیڑھیوں سے اترا اور کسی مقام پر اندھیرے میں تالاب کے آس پاس چھپا بیٹھا ہو میں نے دونوں بازوؤں کا سہارا لے کر اپنے آپ کو دیوار کے الٹی جانب تالاب کی سمت میں بڑی احتیاط سے نیچے لٹکایا اور لٹکے ہوئے پاؤں کی مدد سے اندھیرے میں پانی کو چھونے کی کوشش کرنے لگا۔

تھوڑی سعی و جہد کے بعد میرا پاؤں سطح آب سے تو نہیں بلکہ کسی سخت ٹھوس چیز کے ساتھ لگا لیکن جس بات نے مجھے حیرت زدہ کر دیا۔ یہ تھی کہ نہ تو وہ چیز جس کو میرا پاؤں لگا سختی کے ساتھ اپنی جگہ پر قائم رہی نہ وہ نیچے کو دبی بلکہ پاؤں لگنے کے ساتھ ہی وہ مجھے اوپر کو اٹھتی ہوئی معلوم ہوئی اور عین اس موقعہ پر وہی پر اسرار تیز بو جس کا حال میں پیشتر قلمبند کر چکا ہوں اور جو اس طرح کی بو تھی جیسی اس قسم کے بند کمروں سے آسکتی ہے جن میں بے شمار سیاہ تیر پلے کبھرے

ہوں مجھ کو آنی معلوم ہوئی ہر شخص کو معلوم ہے کہ بعض ایسی بوئیں ہوتی ہیں جن کے محسوس ہوتے ہی بچپن کے بھولے بسرے واقعات کی یاد آن واحد میں تازہ ہو جاتی ہے۔ اسی ایک ثانیہ کے عشر عشیر میں جو بھولی ہوئی یاد کو تازہ ہونے میں لگا۔ میں وہیں پاؤں نیچے کو لٹکائے معلق رہا پھر خیال کے آتے ہی جھٹ اپنی ٹانگیں اوپر کو کھینچ لیں اور اس طرح سچ پوچھئے تو اس یاد کی تازگی نے مجھ کو ایک ہیبت ناک موت کے منہ سے بچا لیا۔

میرے منہ سے بے اختیاری کے عالم میں ایک دردناک چیخ نکلی اور میں نے جھٹ اپنی ٹانگیں اوپر کو سکوڑ لیں۔ لیکن جونہی میں تالاب کی منڈیر پر چڑھنے اور اپنے قدم مستحکم زمین پر رکھنے کے قابل ہوا اس طرح کی آواز میرے کانوں میں آئی گویا کسی چور دروازے کا کھٹکا جلدی سے بند ہوا ہو یہی وہ چیز تھی جس کی مہلک گرفت میں آنے سے میں بال بال بچا تھا۔

وحشت اور جوش کے عالم میں میں اس دیوار کے دوسری جانب خشک زمین پر کود پڑا۔ اور ملی جلی انگریزی اور ہندوستانی زبان میں اس ملعون طاقت کو جو کشاں کشاں مجھے اس ہیبت ناک مقام پر لائی تھی گالیاں دینے لگا۔ اتنے میں چاند جواب تک درختوں کی اوٹ میں چھپا ہوا تھا ان کی چوٹیوں کے اوپر سے گذر کر اپنا روشن عکس تالاب پر ڈالنے لگا۔ میں نے ایک دفعہ پیچھے مڑ کر دیکھا تو کسی چیز کے ہلنے سے پانی میں اس طرح کی موٹی لہریں پیدا ہوئیں جیسے کسی جاندار کی حرکت سے ہوا کرتی ہیں اور جس مقام پر میں کھڑا دیکھ رہا تھا وہاں سے دس قدم

کے فاصلے پر اس ہیبت ناک تالاب کی سطح کے اندر سے ایک انسانی بازو اُوپر کو اٹھا اس کی مٹھی اس طرح بند تھی گویا کوئی ہستی نامعلوم اس ذریعہ سے کسی قسم کا حلف لے رہی ہو

حیران و ششدر میں بت بن کر کھڑا ہوا اس بازو کی طرف دیکھتا رہا حتیٰ کہ کم و بیش ایک لمحہ کے عرصہ کے بعد وہ بازو بڑی آہستگی کے ساتھ نیچے کو پانی کے اندر غرق ہوتا نظر آیا اور اس کے بعد دکھائی دینا بند ہو گیا تالاب کی سطح جس طرح پہلے ساکن و بے حرکت تھی دوبارہ ویسی ہی ہو گئی۔

اس کے بہت عرصہ بعد میں جب نمبردار کے مکان پر پہنچا تو رات قریباً ختم ہونے لگی تھی میں چپ چاپ اپنی چارپائی پر جا کر پڑ گیا۔ اور لیٹتے ہی آنکھ لگ گئی صبح کو بیدار ہوا تو آفتاب کافی اونچا چڑھ آیا تھا میں نہیں جانتا رات کو میرے دیر سے واپس آنے کی خبر نمبردار کو ہو گئی تھی یا نہیں۔ لیکن اگر وہ میری نقل و حرکت سے واقف تھا تو کم از کم اس نے مجھ سے اس کا ذکر نہیں چھیڑا اسی طرح اس کا بیٹا بھی غائیت درجہ محتاط ثابت ہوا

دن کی روشنی میں میں پھر ایک مرتبہ تالاب کے پاس گیا اور پانی کی طرف دیکھنے لگا۔ لیکن جونہی میری نگاہ اس سمت میں گئی وحشت کی کی تھرتھری بے اختیار میرے بدن میں پھر گئی کیونکہ بے شمار مگرمچھ پانی کی سطح پر چھائے ہوئے نظر آتے تھے۔ میں نے ان کو گننے کی کوشش کی لیکن بیس پر پہنچ کر رہ گیا۔ وُہ بالکل بے حرکت اپنے ہیبت ناک جبڑوں کو پھیلائے فقط تھوتھنی باہر نکالے سطح آب پر آہستگی سے تیرتے پھر رہے

تھے۔ ایک ہیبت ناک جانور نے جو باقیوں سے بہت زیادہ بڑا تھا میری طرف دیکھ کر ذرا سی حرکت کی اور اپنی چھلکے دار آنکھوں کو اس طرح جھپکایا گویا مجھے پاس آنے کی دعوت دے رہا تھا دن کی تیز گرمی سے ملی ہوئی ان مکروہ حیوانات کے تنفس کی عفونت کسی دوزخی بھٹی سے نکلے ہوئے شعلہ کی حرارت سے ملتی جلتی تھی۔ شب گذشتہ کے واقعہ کو یاد کرکے اس گرمی کے باوجود مارے دہشت کے میرے دانت بجنے لگے۔ میں نے اپنے آپ کو اپنی بے سمجھی اور حماقت کے لئے بہت کوسا اور اس کے بعد تیز چلتا ہوا واپس گاؤں آ گیا۔

کراچی پہنچ کر میں نے یہ رپورٹ لکھ دی کہ منگا پیر گاؤں میں نہ کوئی بیمار ہوتا اور نہ مرتا ہے۔ اس لئے کسی کی لاش کو دفن کرنے یا جلانے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ میں نے جی میں سوچا اگر لاشوں کے مستقبل کے بارہ میں میں نے اپنے قیاسات کا اظہار شروع کیا تو نہ معلوم بات کہاں سے کہاں پہنچے۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ میرے اپنے سینہ میں کوئی آواز بار بار یہ کہتے سنائی دیتی تھی کہ اس چھوٹے سے گاؤں میں مرگھٹ کے ڈوم یا قبرستان کے گھینے کا فرض یہی چپ چاپ کام کرنے والے اور کوئی نشان نہ چھوڑنے والے حیوانات کرتے ہوں گے۔ اگر واقعی یہ بات تھی تو اس میں کلام نہیں کہ وہ اپنے کام میں خوب ترقی یافتہ اور منزل انتہا تک پہنچے ہوئے تھے۔

میں نہیں جانتا یہ اس خوفناک رات کی یاد کے تاثرات کا نتیجہ تھا یا کوئی اور بات۔ لیکن ہاں اس جگہ سے واپس آنے کے بعد مجھے چند دن کے عرصہ میں تیز بخار آنے لگا اور میں ہفتوں صاحب فراش رہا۔

۴

۱۸۹۹ء اور ۱۹۰۰ء کے درمیانی عرصہ میں مجھے کار سرکار کی سرانجام

رسی کے سلسلہ میں سلطنت کے ایک اور حصہ میں جانا پڑا۔ یہی وہ دن تھے کہ جرنیل بلبرڈ ہیم سے کوچ کرتا اُس مہم پر آگے بڑھنے لگا تھا۔ جو انجام کار نٹال کے بچاؤ کا ذریعہ ثابت ہوئی اس موقعہ پر فرض جو میرے ذمہ ڈالا گیا یہ تھا کہ فوج کے لئے جتنی زیادہ مقدار میں ممکن ہو رسد بھجوانا ہوں یہ میں اس خیال سے لکھتا ہوں کہ شاید کوئی سمجھے میں بیکار بیٹھا ہوا خواب دیکھتا یا فرضی تصورات قائم کرتا تھا۔ رات کو بستر پر جا کر لیٹتا تو حد درجے تھکا ماندہ ہوتا۔ لیٹتے ہی آنکھ لگ جاتی اور سر پیر کا ہوش نہ رہتا تھا۔ صبح کو اُٹھتا تو پھر انہی دھندوں میں مصروف ہو جاتا۔ گویا میرے لئے مفروضات کے میدان میں قدم رکھنا عملی طور پر ناممکن تھا۔

ایک دن کا ذکر ہے مسلسل کئی ہفتے کام کرنے کے بعد ذرا سا وقت ملنے پر میں اپنے ایک دوست سے ملاقات کرنے ریل کے سٹیشن پر گیا۔ وُہ فوجی رسالہ میں نوکر تھا اور اس کی چٹھی اس مضمون کی آئی تھی کہ وُہ کولنزو کی طرف سے آنے والی گاڑی پر اس جگہ پہنچے گا وہ میرا دیرینہ رفیق تھا اور میں اس کی زبانی میدان جنگ کے حالات سُننا چاہتا تھا۔

جن اصحاب کو دُنیا کے اس حصہ میں جانے کا اتفاق ہوا ہے ان کو اچھی طرح معلوم ہوگا کہ چرچ سٹریٹ سے مارٹزبرگ کے سٹیشن کی طرف جائیں تو تھوڑی سی بلندی پر چڑھنا پڑتا ہے جس کو قطع کرنے کے لئے سٹیشن کے پھاٹک اور ٹکٹ گھر تک پتھر کی سیڑھیاں بنی ہیں ان دِنوں اس جگہ فوجی سپاہیوں کی بھرمار تھی، باقاعدہ فوج کے نیز نوآبادیوں کے سپاہی۔ کچھ خاکی وردی کے ملاح ہندوستانی قلی ریل اور پولیس کے اہلکار خلقت کے ہجوم

سے ملے مجھے نظر آنے تھے جب وقت میں سیڑھیوں پر چڑھنے لگا تو ناگاہ ایک قلی جو کمر میں تھوڑا سا کپڑا باندھے ہوئے ہونے کے سوا بالکل ننگا تھا پیچھے سے دوڑتا ہوا آیا اور میرے پاس سے گزر کر اندھا دھند رفتار سے چلتا سٹیشن کی سمت میں جا کر ہجوم میں غائب ہو گیا۔ میں نے اس کی غائب ہوتی ہوئی صورت کو دیکھا۔ پیٹھ کبڑی۔ بدن غایت درجہ لاغر اور اس نے دونوں ہاتھ اس طرح گدی پر رکھے ہوئے تھے گویا پیچھے سے کوئی اس پر وار کیا چاہتا ہے اور وہ اس ترکیب سے اپنا بچاؤ کر رہا ہے

گزرے ہوئے واقعات کی یاد برق کی سی تیز رفتاری سے میری آنکھوں کے سامنے پھر گئی۔ میرے منہ سے بے اختیار کلمۂ حیرت نکلا اور میں اندھا دھند اس کے پیچھے دوڑنے لگا۔ رستے میں کئی مسافروں اور فوج کے جوانوں سے ٹکر ہوئی اور آخر کار ایک سوار پولیس مین نے مجھے بدکے ہوئے گھوڑے کی مانند روک دیا۔ وہ تو خیر گزری کہ یہ شخص میرے شناساؤں میں سے تھا ورنہ معلوم نہیں کہ مجھ سے کیا باز پرس ہوتی۔

لیکن مجھ پر عجب طرح کی وحشت سوار تھی۔ میں نے اس کی گرفت سے نکلنے کی کوشش کرتے ہوئے بلند آواز سے کہنا شروع کیا۔ "وہ آدمی جو ابھی یہاں سے گزرا ہے ... یقیناً تم نے اس کو دیکھا ہو گا ... وہ کوئی ننگے بدن کا ... ہندوستانی تھا۔ میرے خیال میں وہ باہر پلیٹ فارم پر نکل گیا ہے۔ میرے ساتھ آؤ ہم اس کو ڈھونڈیں گے۔"

شاید میری یہ وحشت حالت دیکھ کر اس نے جی میں سوچا کہ مجھے اس آدمی سے کوئی نقصان پہنچا ہے بہرحال وہ میرا ساتھ دینے کو آمادہ ہو گیا اور ہم دونوں خلقت کے ہجوم کو چیرتے ہوئے جس قدر تیزی کیساتھ

ممکن تھا پلیٹ فارم کی سمت میں گئے۔ لیکن اتنے ہی میں یہ خیال بے اختیار میرے ذہن میں پیدا ہونا شروع ہو گیا تھا کہ جس صورت میں میں اس سے پیشتر دو موقعوں پر اس ننگے مرد کو نہ پا سکا تو اب اپنی کوشش میں کیسے کامیابی حاصل کر سکوں گا؟ میں نے کچھ کھسیانا ہو کر اپنے دوست کو سمجھایا کہ جس آدمی کی مجھ کو تلاش ہے وہ کمر میں کپڑے کا صرف ایک ٹکڑا باندھے ہوئے بالکل ننگا ہے اور اس کے علاوہ جذامی بھی معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کے بیشتر اعضا جھڑ چکے ہیں۔

وہ حیرت سے میرے منہ کو تکنے لگا شاید اس کا خیال تھا کہ گرمی سے میرا دماغ چل گیا ہے۔ ہم نے ریلوے پلیٹ فارم کے تمام حصوں کی دیکھ بھال کی۔ لیکن اس کو دوبارہ نظر نہ آنا تھا نہ آیا۔ بہرحال اگر کوئی تفصیل اس واقعہ پُراسرار کی تکمیل میں باقی رہی تھی تو وہ اس طرح پوری ہو گئی کہ جس وقت ہم دونو ڈبے سے آنے والی گاڑی کے پاس سے گذرتے ہوئے گارڈ کے ڈبہ کے قریب پہنچے جس کا سامان قلیوں کی ایک جماعت کی مدد سے اتارا جا رہا تھا تو وہی پُراسرار بُو کا ایک بُرا ریلے کی سی پھر ایک مرتبہ میرے دماغ میں پہنچی۔ خدا معلوم کہاں سے۔ تب اتنے ہی میں میرے خیالات کی رَو پھر ایک مرتبہ منگاپیر کے تالاب اور اس مکان کی طرف جا نکلی جس میں پہلی مرتبہ گر جاتے واپس آ کر میں نے واسٹرروڈ والی عمارت کی سیڑھیوں پر چڑھتے ہوئے مرد گندم رنگ کے پاس سے نکل جانے کے بعد ہی بُو محسوس کی تھی۔

میرا قصہ ختم ہو گیا۔ جتنی شہادت میں نے فراہم کر کے رکھی تھی سب

کی سب ہیئۃ ناظرین کی جاچکی۔ مجھ کو اس بارہ میں اب صرف اتنا ہی اور کہنا ہے کہ یورپ ایشیا اور افریقہ کے تین دور اُفتادہ براعظموں میں ایک پُراسرار صورت کو بعید از فہم حالتوں میں تین بار دیکھنے کے بعد پھر مجھے آج تک اس گندم رنگ نامعلوم جذامی کی صورت دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ یہ جو کچھ ہوا کیا محض چند اتفاقات کا نتیجہ تھا جن کی تہ میں شاید میرا کمزور دماغ کام کرتا ہو؟۔ اگرچہ میں بلا اظہار تفخر کہہ سکتا ہوں کہ میں کمزوری دماغ کا مریض نہیں یا ایسا تو نہیں ہے کہ یہ ظہورات کسی پُر اسرار نہ جانی ہوئی دُنیا کے بعید از فہم پوشیدہ واقعات سے تعلق رکھتے تھے اور اس طریقہ پر کوئی نامعلوم طاقت اس عظیم حد فاصل کے دوسری جانب سے جس کا راز آج تک حل نہیں کیا جا سکا دروازہ کھٹکھٹانے کی کوشش کر رہی تھی ٭

باب ۲
انتقام ناتمام
بادی پین کے قلم سے

۱

میں ساری رات سو نہ سکا۔ سمندر میں بھاری طوفان آیا ہوا تھا اور اس کی وجہ سے کچھ اس قسم کی شور و غل۔ چیخ چنگھاڑ اور فریاد و شیون کی ملی جلی آوازیں کانوں میں آ رہی تھیں کہ آنکھ بند کرنا محال تھا۔ کبھی ایسا معلوم ہوتا کوئی آدمی میری کیبن کے دروازے کو توڑے ڈالتا ہے۔ کبھی یوں محسوس ہوتا کہ بہت سے آدمی مل کر کسی گنڈاسے کے ذریعہ سے چھت کے اوپر کسی چیز کو کاٹنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان سب کیفیتوں پر مستزاد یہ کہ جہاز ہر لحظہ ڈانواڈول ہو رہا تھا۔ خیال ہے کہ میں اگر اپنی گرفت کا استحکام ذرا بھی ڈھیلا کر دیتا تو شاید اس مقام سے جہاں بیٹھا ہوا تھا کیبن کے فرش پر آ رہتا۔ اس طرح کے ناخوشگوار حالات میں نیند کیسے آسکتی ہے؟ کم از کم مجھ کو تو بالکل نہیں آئی۔

میں اس شور و غل سے ہی کچھ کم بے قرار نہ تھا کہ کیبن میں رکھا ہوا

بیرا بھاری ٹرنک جہاز کی اچھل کود میں حصہ لیتے ہوئے محو رقص ہو گیا۔ اس کی پیدا کی ہوئی کھڑکھڑاہٹ نے گویا سونے پر سہاگہ کر دیا۔ اب میں نہ رہ سکا تنگ آکر بجلی کے لیمپ کا بٹن دبایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ اپنی سست بھدی رفتار سے کیبن کے فرش پر لڑھکتا دروازہ کی سمت میں چلا جاتا ہے۔ میں سوچے بغیر نہ رہ سکا کہ گو بے جان چیز ہے تاہم آدمی سے زیادہ فہم دار ہے۔ خطرہ کو دیکھ کر جہاز کو چھوڑ دینے کے لئے دروازہ کی سمت میں چلی جاتی ہے۔ لیکن اس سے پیشتر کہ ٹرنک دروازہ تک پہنچ سکتا۔ میری کوچ کے نیچے سے ایک سوٹ کیس باہر نکلا اور آتے ہی بڑے ٹرنک کے پھولے ہوئے پیٹ میں ٹھوکر رسید کی۔ ان کی دھینگا مشتی دو پہلوانوں کی کشتی کا مزہ دینے لگی تھی۔ لیکن چونکہ میں ایسے تماشوں کا زیادہ شائق نہیں ہوں اس لئے لیمپ بجھا دیا اور انہیں اندھیرے میں ہی کھیل ختم کرنے کے لئے چھوڑ دیا۔

اس نیم بیداری کی حالت میں یاد آیا کہ ایک سن رسیدہ صاحب جو ہمیشہ معاملات کا یاس انگیز پہلو پیش کر کے خوش ہوا کرتے تھے بات چیت کے سلسلہ میں فرما رہے تھے کہ جہاز پر باربرداری مزدرکت سے زیادہ ہے اور اگر طوفان آیا تو یقینی طور پر جہاز ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔ پھر ایسا معلوم ہوا کہ میں ایک موٹی سی حبشن کے ساتھ بیٹھا شطرنج کھیل رہا ہوں اور وہ مجھ سے کہتی ہے کہ "میں جب کالے مہروں سے کھیلتی ہوں تبھی کالی نظر آتی ہوں"۔ پھر یہ نظارہ بدلا اور اس کے بعد۔۔

مگر اس سے پہلے کہ دوسرے منظر کی تصویرکشی ہوتی کسی نے زور زور سے میری کیبن کے بند دروازہ کو دھپ دھپانا شروع کیا۔ میں

نے چونک کر آنکھیں کھول دیں۔ دل اس ڈر کے مارے زور زور سے دھڑک رہا تھا کہ شاید وقت آخر قریب آ گیا۔ لیکن نہیں! معلوم ہوا کہ جہاز کا نوکر مجھ کو جگانے کے لئے آیا ہے وہ کہہ رہا تھا "غسل خانہ میں گرم پانی تیار ہے تشریف لے جائیے۔"

اس کے تھوڑی دیر بعد میں جب غسل خانہ میں پہنچا تو معلوم ہوا کہ گرم پانی تیار ہی نہیں بلکہ مجھ سے ہم آغوش ہونے کے لئے بے تاب ہے اور اُچھل اُچھل کر میری طرف آتا اور مجھ سے لپٹ جانا چاہتا ہے۔ جوں توں کر کے میں عمل غسل سے فارغ ہوا اور دوبارہ اپنی کیبن کی طرف جانے لگا تھا کہ جہاز کا داروغہ اس طرح لڑکھڑاتی چال سے آتا دکھائی دیا۔ کہ فرش جہاز سے اس کا زاویہ فقط بیس درجے کا تھا لیکن غنیمت ہے کہ اس حالت میں بھی اس نے میری چائے کے برتنوں کو گرنے سے محفوظ رکھا اور پاس آ کر مسکراتے ہوئے کہنے لگا "حضور اب موسم بہتر ہونے لگا ہے!"

اس طرح کے طوفانی حالات میں جہاز کے بہت کم مسافر صبح خیزی پر آمادہ ہو سکتے تھے تاہم میں نے دیکھا کہ میں ہی اس قاعدہ کا واحد استثنا نہیں تھا۔ میں جب اپنی سیلون میں قدم رکھنے لگا تو مسز ڈیریسن نظر آئی۔ اس کے چہرے کی رنگت غایت درجہ سیلی اور ماندگی کے آثار غالب تھے۔ لیکن اس قسم کے ناخوشگوار موسمی حالات میں یہ بات چنداں تعجب خیز نہ ہو سکتی تھی۔ ہم میں رسمی علیک سلیک ہوئی لیکن میں نے دیکھا کہ وہ اس کے بعد بھی میرے مقابل کھڑی رہی۔

میں بھی اسے دیکھ کر ٹھہر گیا۔ آخر وہ رُکتے ہوئے کہنے لگی "میں آپ سے کچھ باتیں کیا چاہتی ہوں اگر تکلیف نہ ہو..." وہ کہتے کہتے رُک گئی

پھر بولی "نہیں اس وقت نہیں! آپ ناشتے سے فارغ ہو کر صحن جہاز پر آجایئے وہیں باتیں کریں گے۔"

مسز ڈیرلین سے میری رستہ کی ملاقات تھی۔ وہ بحری سفر کی خوگر نہ تھی اور قبل ازیں کئی چھوٹے چھوٹے معاملات پر مجھ سے مشورہ لے چکی تھی۔ اب بھی میرا خیال تھا کہ غالباً اس بارہ میں کوئی بات پوچھنا چاہتی ہوگی کہ جہاز کی دارو غہ عورت کو مختلف اوقات میں کس قدر ٹپ یا بخشش دینی چاہیئے۔ خیر میں ناشتے سے فارغ ہو کر صحن جہاز پر گیا تو دیکھا کہ وہ بیش قیمت و زاد ڈھے ڈک پر بیٹھی میرا انتظار کر رہی ہے۔ اب زیادہ آ جانے پر اس کی صورت دیکھنے سے معلوم ہوا کہ وہ بھی میری طرح رات بھر سو نہیں سکی میں نے اس کی کرسی کھینچ کر صحیح مقام پر رکھی ایک گرم کمبل اس کے گرد لپیٹ دیا اور یہی گفتگو شروع کی۔ میں نے اس کو بتایا کہ اس ایک گھنٹے کے ہیبت ناک خواب کے سوا جو میں نے ایک موٹی حبشن کے بارہ میں دیکھا تھا رات بھر بیقراری سے کروٹیں لیتا رہا ہوں۔ عام حالات میں وہ میری اس تقریر پر مسکرا دیتی لیکن اس وقت میں نے دیکھا کہ اس کی خوشنما موٹی آنکھیں انداز فکر سے بحر بے پایاں کے اوپر سے گذرتی ہوئی کسی دور افتادہ مقام کی طرف لگی تھیں۔ میں نے اندازہ سے جانا کہ شاید اس نے میرے الفاظ سنے ہی نہیں۔ عمر اس کی چونتیس یا پینتیس سال کے قریب تھی۔ لیکن شباب کی تازگی کے آثار ابھی تک اس کے چہرہ میں پائے جاتے تھے خصوصاً اس کی موٹی نیلمی آنکھوں میں جو بے حد پیاری تھیں۔

"لیکن مضائقہ نہیں" میں نے اس کو خاموش دیکھ کر تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "امید ہے کہ حالات آج رات تک بہتر ہو جائیں گے۔ بادل پھٹنے لگے ہیں اور آفتاب نکلا چاہتا ہے ... لیکن وہ کیا خدمت تھی جو آپ مجھ سے لینا

چاہتی ہیں ؟"

"میں حیران ہوں کہ سارے حالات کس طرح آپ سے بیان کروں ؟" وہ سہمی ہوئی آواز سے بولی "بیشتر مختلف اوقات پر آپ نے بارہا مجھ کو امداد دی ہے لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ اس وقت آپ بھی میرے لئے کچھ کر سکیں گے یا نہیں مگر کیا کروں۔ موجودہ حالت میرے لئے ناقابل برداشت ہے اور میں کسی نہ کسی کو محرم راز بنانا ضروری سمجھتی ہوں میں نہیں جانتی آپ سے بہتر اس کام کے لئے کون موزوں ہوگا۔ حالت ناقابل برداشت ہوتی جارہی ہے کاش میں اس جہاز کا کپتان ہوتی ..."

"یہ آپ اس لئے فرماتی ہیں کہ کپتان کی ذمہ داریاں آپ کو معلوم نہیں۔ کیوں بھلا اس صورت میں آپ کیا کرتیں ؟"

"میں جہاز کا رخ فوراً پیچھے کی سمت میں پھیر دیتی"

"معاف کیجئے یہ ایک ان ہونی بات ہے۔ جہاز پر اتنا کوئلہ موجود نہیں کہ واپسی کا سفر پورا کر سکے۔ اس کے علاوہ اب لورپول کتنی دور رہ گیا ہے۔ پرسوں دن نکلتے کے ساتھ ہی ہم اس جگہ پہنچ جائیں گے۔ لیکن اصل حقیقت تو آپ نے بیان ہی نہیں کی۔ آخر معاملہ کیا ہے ؟"

دھوپ کی پھیکی روشنی قدرت کے افسردہ تبسم سے ملتی ہوئی صحن جہاز پر پھیلنے لگی تھی۔ اس نے جب اپنا دست نازک طلب امداد کے لئے میری طرف بڑھایا تو میں نے دیکھا وہ معمول سے بہت چھوٹا اور بے رنگ تھا اس میں ہلکی تھرتھری پائی جاتی تھی۔

"بات یہ ہے۔ میں ڈرتی ہوں .. میں اتنی خوفزدہ ہوں کہ بیان نہیں کر سکتی۔"

میں نے گھورتی ہوئی نظروں سے اس کی طرف دیکھا کچھ شک نہیں اس کا بیان صحیح تھا۔ دہشت کے آثار اس کی ہر ادا سے ظاہر تھے۔ جی میں آتی تھی اس کے شانہ پہ ہاتھ رکھ کر تسلّی کے چند الفاظ کہوں لیکن پھر رُک گیا۔ عورت کے مزاج کا حال کس نے جانا ہے؟ خُدا معلوم وُہ میری نیّت پر شک کرنے لگے۔

"مسز ڈیریلین۔" میں نے اپنے آپ پر قابو پاکر کہا۔ "آپ ناحق سہمگیں ہوتی ہیں زمانہ موجودہ میں سمندری طوفان اتنے خطرناک نہیں رہے۔ جتنے پیشتر ہوا کرتے تھے اس کے علاوہ جہاز کی رفتار بالکل مال گاڑی سے ملتی ہے اس حالت میں خطرہ کی کوئی بات نہیں۔ مانا کہ وُہ پانی کے تھپیڑوں سے ہلتا بہت ہے تو بھی اطمینان رکھئے کہ آپ اتنی ہی محفوظ ہیں جتنی اپنے مکان میں۔"

"یہ تو میں جانتی ہوں اور میں ایسے خطرات سے ذرّہ بھی نہیں۔ میں جس معاملے کا ذکر کرتی ہوں۔ وہ اس کے علاوہ کچھ اور ہے لیکن جب میں اس کو بیان کرنے لگتی ہوں تو اس خیال سے رہ جاتی ہوں کہ شاید آپ مجھ کو دیوانہ سمجھنے لگیں۔"

"آہ اگر ایسا ہے تو میں پیشگی وعدہ کئے لیتا ہوں کہ اس طرح کے خیال کو بھُولے سے بھی دل میں نہ لاؤنگا۔"

"بہرحال اتنا تو آپ کو یاد ہوگا۔" اس نے تھوڑے تامّل کے بعد کہنا شروع کیا۔ "میں بیوہ عورت ہوں۔ لیکن میں آپ سے یہ کہنا بھُول گئی تھی کہ میرے شوہر الیک کو مرے صرف تین مہینے گزرے ہیں۔ مگر میں سوگ کے کپڑے ابھی سے اُتار چکی ہوں۔ جسکی وجہ یہ ہے..." اس نے شرماتے ہوئے کہا۔ "کہ میں دُوسری شادی کرنے انگلستان جا رہی ہوں۔"

"میں سمجھ گیا۔ آگے بیان کیجئے۔"

"ایک کو مرے تین مہینے ہو گئے لیکن ... کیا آپ باور کریں گے کہ وہ زندہ اور صحیح سلامت اس جہاز پر موجود ہے! میں نے کل رات اُسے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ مجھے لینے کے لئے آیا ہے۔"

یہ الفاظ اُس نے اس طرح کے پُر یقین لہجہ میں کہے جس میں کسی طرح کا جوش بیتابی شامل نہ تھا۔ لیکن بھوتوں اور روحوں کی داستانیں کچھ رات کو ہی مزہ دیتی ہیں دن کے ساڑھے نو بجے چمکتی دھوپ میں بیٹھ کر اس قسم کا واقعہ سُننے سے مجھ پر کوئی خاص اثر پیدا نہ ہوا۔ مجھے نہ تو اس کی سچائی پر شک و شبہ تھا نہ اس کی ذہنی فراست پر۔ حیرت صرف اس بات کی تھی کہ یہ نظری دھوکا کیونکہ اس کو ہوا

"آپ بھولی ہیں" میں نے تشفی بخش لہجہ میں اس سے کہا" ورنہ غیر ممکن ہے کہ ایک آپ کا شوہر جس کو مرے تین مہینے ہو گئے اس جہاز پر موجود ہو۔"

"کل یہی الفاظ اگر آپ مجھ سے کہتے تو میں باور کر لیتی لیکن آج ..."

"میں یقین کرتا ہوں کہ ... آپ میری ہر بات کو قابل یقین پائیں گی۔ لیکن فی الحال یہ بتائیے کہ یہ واقعہ کس طرح پیش آیا تھا؟ پھر میں اس کی وجہ جو میرے ذہن میں آئے گی عرض کر سکونگا۔"

"مختصر کیفیت یہ ہے کہ میں کل رات گیارہ بجے اپنی کیبن میں گئی۔ دروازہ ذرا سا کھلا تھا۔ لیکن میں عموماً اسی طرح چھوڑ کر چلی جاتی ہوں میں نے اندر جا کر بجلی کا بٹن دبایا اور اطمینان کے ساتھ ایک طرف بیٹھنا چاہتی تھی کہ کیا دیکھتی ہوں وہ جائے نشست پر بیٹھا ہے! اس کی ٹانگیں آگے کو پھیلی ہوئی لیکن میری جانب فقط اس کے چہرے کا بغلی رُخ تھا میری آنکھیں

بالکل دھوکا نہیں کھا سکتیں۔ اور میں سچ آپ سے کہتی ہوں کہ لیمپ کی روشنی میں اس کے سر کا وُہ مقام جس کے بال اُڑے ہوئے تھے صاف طور پر چمکتا نظر آتا تھا اس نے نیلے رنگ کی پتلون پہن رکھی تھی اور پاؤں میں وُہی سُرخ رنگ کے سلیپر تھے جنہیں وُہ ہمیشہ پہنا کرتا تھا اس کے کوٹ کی جیب غیر معمولی پھُولی ہوئی نظر آتی تھی اور مجھے فوراً یاد آگیا کہ وُہ کہا کرتا تھا میں سفر میں رات کے وقت اپنی گھڑی' نقدی اور کنجیاں اس طرح جیب میں رکھ لیتا ہوں مجھ کو داخل ہوتے دیکھ کر اُس نے آہستہ سے میری جانب مُنہ کیا یہ حرکت اتنی آہستہ تھی کہ میں خیال کرتی ہوں اسے اس کے لئے غیر معمولی کوشش کرنی پڑی ہوگی اس وقت تک میں حیرت زدہ اور چونکی ہوئی تو تھی لیکن دہشت پیدا نہ ہوئی تھی البتہ جب اس نے میری طرف مُنہ کیا تو ایسا معلوم ہوُا کہ گویا کیبن کا چوبی فرش میرے پاؤں تلے سے نکلا جا رہا ہے وہ بے شک ایک تھا۔۔۔ اور نہیں بھی تھا۔"

"میں سمجھا نہیں اس کا مطلب کیا ہوُا؟"

"شکل وصُورت وہی تھی۔ گول چہرہ' داڑھی موچھوں سے صاف اور کھال لٹکی ہوئی ۔۔۔ بات یہ ہے وہ عمر میں مجھ سے پندرہ سال بڑا تھا۔ وہی غیر معمولی چھوٹا دہانہ اور کھچڑی داڑھی بھویں لیکن غور سے دیکھنے پر معلوم ہوا کہ وُہ گوشت اور پوست کا بنا ہوُا نہیں بلکہ کسی مومی تصویر کی مانند تھا جس پر رنگ پھیر دیا گیا ہو پھر اس کے علاوہ جب کوئی آدمی آپ کی طرف مُنہ کرے تو آپ کی نظر اس کی آنکھوں پر ضرور پڑتی ہے مگر میں نے دیکھا کہ اس کی آنکھیں تو بے شک موجود تھیں لیکن نیچے کو جھکی ہوئی اور پپوٹے اس طرح ڈھکے ہوئے جس طرح میں نے دم آخر میں اس وقت دیکھے تھے جب ڈاکٹر لوگ

"میں سمجھ گیا۔ آگے بیان کیجئے۔"

"ایک کو مرے تین مہینے ہو گئے ہیں... کیا آپ باور کریں گے کہ وہ زندہ اور صحیح سلامت اس جہاز پر موجود ہے! میں نے کل رات اسے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ مجھے لینے کے لئے آیا ہے۔"

یہ الفاظ اس نے اس طرح کے پُر یقین لہجہ میں کہے جس میں کسی طرح کا جوش بیتابی شامل نہ تھا۔ لیکن بھوتوں اور روحوں کی داستانیں کچھ رات کو ہی مزہ دیتی ہیں دن کے ساڑھے نو بجے چمکتی دھوپ میں بیٹھ کر اس قسم کا واقعہ سُننے سے مجھ پر کوئی خاص اثر پیدا نہ ہوا۔ مجھے نہ تو اس کی سچائی پر شک و شبہ تھا نہ اس کی ذہنی فراست پر۔ حیرت صرف اس بات کی تھی کہ یہ نظری دھوکا کیونکہ اس کو ہوا

"آپ بھولی ہیں" میں نے تشفی بخش لہجہ میں اس سے کہا" ورنہ غیر ممکن ہے کہ ایک آپ کا شوہر جس کو مرے تین مہینے ہو گئے اس جہاز پر موجود ہو۔"

"کل یہی الفاظ اگر آپ مجھ سے کہتے تو میں باور کر لیتی لیکن آج..."

"میں یقین کرتا ہوں کہ... آپ میری ہر بات کو قابل یقین پائیں گی۔ لیکن فی الحال یہ بتائیے کہ یہ واقعہ کس طرح پیش آیا تھا؟ پھر میں اس کی وجہ جو میرے ذہن میں آئے گی عرض کر سکونگا۔"

"مختصر کیفیت یہ ہے کہ میں کل رات گیارہ بجے اپنی کیبن میں گئی۔ دروازہ ذرا سا کھلا تھا۔ لیکن میں عموماً اسی طرح چھوڑ کر چلی جاتی ہوں میں نے اندر جا کر بجلی کا بٹن دبایا اور اطمینان کے ساتھ ایک طرف بیٹھنا چاہتی تھی کہ کیا دیکھتی ہوں وہ جائے نشست پر بیٹھا ہے! اس کی ٹانگیں آگے کو پھیلی ہوئی لیکن میری جانب فقط اس کے چہرے کا بغلی رُخ تھا میری آنکھیں

بالکل دھوکا نہیں کھا سکتیں۔ اور میں سچ آپ سے کہتی ہوں کہ لیمپ کی روشنی میں اس کے سر کا وُہ مقام جس کے بال اُڑے ہوئے تھے صاف طور پر چمکتا نظر آتا تھا اس نے نیلے رنگ کی پتلون پہن رکھی تھی اور پاؤں میں وُہی سُرخ رنگ کے سلیپر تھے جنہیں وُہ ہمیشہ پہنا کرتا تھا اس کے کوٹ کی جیب غیر معمولی پھُولی ہوئی نظر آتی تھی اور مجھے فوراً یاد آ گیا کہ وُہ کہا کرتا تھا میں سفر میں رات کے وقت اپنی گھڑی نقدی اور کنجیاں اس طرح جیب میں رکھ لیتا ہوں مجھ کو داخل ہوتے دیکھ کر اُس نے آہستہ سے میری جانب مُنہ کیا یہ حرکت اتنی آہستہ تھی کہ میں خیال کرتی ہوں اسے اس کے لئے غیر معمولی کوشش کرنی پڑی ہوگی اس وقت تک میں حیرت زدہ اور چونکی ہوئی تو تھی لیکن دہشت پیدا نہ ہوئی تھی البتہ جب اس نے میری طرف مُنہ کیا تو ایسا معلوم ہوُا کہ گویا میں کا چوبی فرش میرے پاؤں تلے سے نکلا جا رہا ہے وہ بے شک ایک تھا . . . اور نہیں بھی تھا"

"میں سمجھا نہیں اس کا مطلب کیا ہوُا ؟"

"شکل و صُورت وہی تھی۔ گول چہرہ، داڑھی موچھوں سے صاف اور کھال لٹکی ہوئی . . . بات یہ ہے وہ عمر میں بلجھہ سے پندرہ سال بڑا تھا۔ وہی غیر معمولی چھوٹا دہانہ اور گھچے دار بھویں لیکن غور سے دیکھنے پر معلوم ہوُا کہ وُہ گوشت اور پوست کا بنا ہوُا نہیں بلکہ کسی مومی تصویر کی مانند تھا جس پر رنگ پھیر دیا گیا ہو پھر اس کے علاوہ جب کوئی آدمی آپ کی طرف مُنہ کرے تو آپ کی نظر اس کی آنکھوں پر ضرور پڑتی ہے مگر میں نے دیکھا کہ اس کی آنکھیں تو بے شک موجود تھیں لیکن نیچے کو جھُکی ہوئی اور پپوٹے اس طرح ڈھکے ہوئے جس طرح مَیں نے دمِ آخر میں اس وقت دیکھے تھے جب ڈاکٹر لوگ

رخصت ہو گئے۔ تب میں بیان نہیں کر سکتی کتنی بھاری دہشت میرے دل کو ہوئی۔ میں وہیں کھڑی ہوئی پیچھے کو ہاتھ لگا کر گھنٹی کا بٹن تلاش کرنے لگی ہر چند بولنا چاہتی تھی تو بھی عالم بے اختیاری میں میرے مُنہ سے کچھ اس طرح کے الفاظ نکل گئے " ایک اس کا کیا مطلب ؟" عین اس موقعہ پر میرا ہاتھ گھنٹی کے بٹن کو جا لگا ۔ معلوم ہوتا ہے اس کو بھی علم ہو گیا کیونکہ میں نے دیکھا اس نے ہونٹ کھولے اور بند کئے گویا کچھ بولنا چاہتا تھا لیکن بڑی مشکل سے مری ہوئی آواز میں فقط یہ الفاظ اس کے مُنہ سے نکلتے مجھ کو سنائی دئے۔

" میں تمہیں لینے کے لئے آیا ہوں " عین اس موقعہ پر جہاز کی داروغہ عورت نے دروازہ کھٹکھٹایا اس کے ساتھ ہی ایک کی صورت دکھائی دینی بند ہو گئی"

" پھر کیا آپ نے سب حال داروغہ عورت سے کہہ دیا ؟"

" بالکل نہیں میں نے فیصلہ کیا تھا کہ اس کا حال کسی سے نہ کہونگی تو بھی میں نے یہ بہانہ کر کے کہ جہاز کی غیر معمولی حرکت سے میرے جی کو کچھ کچھ ہوتا ہے۔ اس عورت کو دیر تک اپنے پاس بٹھائے رکھا۔ وہ کہنے لگی " بی بی اگر آپ حکم دیں تو میں جہاز کے ڈاکٹر کو بُلا لوں۔ وُہ کوئی دوا آپ کو تیار کر دیگا اور اس سے آپ کو آرام کی نیند آ جائے گی۔ مگر میں اس کے لئے آمادہ نہ ہوئی"

" کیوں اس میں کیا قباحت تھی ؟"

" مجھے نیند سے ڈر لگتا تھا۔ سوچتی تھی اگر وُہ سوتے میں پھر آ گیا۔ تو کیا ہو گا ؟ "

" مسز ڈیریلین معاف کیجئے۔ بات اتنی غیر معمولی نہ تھی جتنی آپ نے اُسے سمجھا درحقیقت جو کچھ ہوا اسکی وجہ بالکل سادہ اور سہل ہے اور اگر آپ چاہیں تو میں اسکو بیان کر کے ابھی آپ کا اطمینان کرا سکتا ہوں "

"کیوں بھلا آپ کی کیا رائے ہے؟"

"یہ کہ جو کچھ نظر آیا وہ بحری سفر کی بیماری کا نتیجہ تھا"

"دیکھو بیں تو اس سفر کے دوران میں ایک پل کے لئے بھی بیمار نہیں ہوئی"

"آہ آپ سمجھی نہیں۔ بیمار ہونا اور بات ہے اور یہ جاننا کہ میں بیمار ہوں اور... اگر آپ کی بیماری عام قسم کی ہوتی جس طرح اس جہاز پر بیسیوں مسافروں کو ہوتی ہے۔ تو یہ نظری دھوکا ہرگز آپ کو نہ ہوتا۔ واقعہ یہ ہے کہ دماغ اور معدہ ایک دوسرے کے ساتھ نہایت قریبی تعلق رکھتے ہیں۔ پھر اس کے علاوہ جب طوفانی موسم میں جہاز کسی بدمست شرابی کی طرح لڑکھڑاتا ہوا چلتا ہو تو اعصاب چشم پر اس کا اثر یقیناً پڑتا ہے۔ درحقیقت یہ سب دماغ ہی کا قصور ہوتا ہے کیونکہ آنکھ اسی کا ایک آلہ کار ہے امید ہے اب آپ میرا مطلب اچھی طرح سمجھ گئی ہونگی۔"

میں ڈاکٹر نہیں ہوں، میں نے طبی کتابوں کا مطالعہ بھی نہیں کیا۔ بہرحال کچھ حیلہ سازی اس خاتون کی دل جمعی کے لئے ضروری تھی۔ ذہن میں یہ بات آ گئی اور میں نے اس سے بیان کر دی مسز ڈیریسن کی حالت صاف ظاہر کرتی تھی کہ وہ بے طرح سہمی ہوئی ہے۔ اس کے سکونِ خاطر کے لئے کوئی نہ کوئی بات کہنا ضروری تھا

"کاش جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں صحیح ہو" اس نے حسرت آلود لہجہ میں جواب دیا۔ "اس سے میرے دل کا بوجھ کتنا ہلکا ہو جائے!"

"آپ مانیں یا نہ مانیں امر واقعہ یہی ہے" میں نے پُر یقین لہجہ میں کہا۔ "اس طرح کا ایک واقعہ پہلے بھی میرے سننے میں آ چکا ہے اور اب چونکہ موسم اچھا ہونے لگا ہے آپ کی بیماری بھی رفع ہو جائے گی اور میں یقین کے

سائنٹ کہہ سکتا ہوں کہ اس طرح کا واقعہ پھر آپ کو پیش نہ آئے گا۔"

اس نے میرے بیان کردہ دوسرے واقعہ کے متعلق سارے حالات جاننے پر اصرار کیا اور مجھے کچھ گھڑنت پیش کہنی پڑی۔ بہرحال میری باتوں سے اس کی کچھ نہ کچھ دلجمعی ہو گئی

"کیا ہی اچھا ہوتا کہ مجھے پہلے سے ان باتوں کا علم ہو جاتا" وُہ آخر کار بولی "سچ کہتی ہوں میں نے ساری رات آنکھوں میں کاٹی۔ لیمپ جلا کر بیٹھی رہی اور یہ دھڑکا ہر آن جی کو لگا تھا کہ وُہ عنقریب پھر کہیں سے آ جائے گا۔ میں تو اسی ایک رات کے تجربہ کی بنا پر کہتی ہوں کہ دہشت سے زیادہ آدمی کی صحت کو شکست کرنے والی دُنیا میں کوئی چیز نہیں۔ اب میری سمجھ میں یہ بات اچھی طرح آ گئی کہ کیونکہ بعض لوگ فقط خوف و ہراس سے دیوانے ہو جایا کرتے ہیں اور میری حالت میں تو ڈر کی ایک خاص وجہ اور تھی یعنی ایک کو مجھ سے حسد تھا اور اگر آپ ایمان کی پوچھیں تو اس کا حسد کچھ بے جا بھی نہیں تھا۔ خطا نہ میری۔ نہ اُس کی۔ ملی جُلی دونوں کی تھی"

کسی خاص تحریک کے بغیر ہی اس نے اپنی داستان زندگی مجھ کو سنانی شروع کی۔ معلوم ہوا کہ اس سے نو سال پیشتر اس کی شادی ایک ڈیریلین سے ہوئی تھی۔ اس زمانہ میں وہ اس کو چاہتی تو تھی لیکن محبت نہ کرتی تھی۔ اور اس نے مجھ کو بتایا کہ میں نے شادی کرتے وقت یہ بات ایلک سے کہہ بھی دی تھی لیکن اس کا جواب یہ تھا کہ محبت ایک خود رو چیز ہے۔ جو صحبت اور قرب سے پیدا ہوتی ہے۔ تم جب میرے پاس رہنے لگو گی تو رفتہ رفتہ محبت بھی کرنے لگو گی۔ میں ذاتی معلومات کی بنا پر اس اصول کو صحیح مانتا ہوں کئی شخصوں کی حالت میں اس طرح کی شادیاں کامیاب

بھی ہو جاتی ہیں۔ لیکن کم از کم ان کی شادی میں یہ بات پیدا نہ ہوئی۔
وہ اسے لے کر نیویارک رہنے لگا اور ایک سال کا عرصہ کسی خاص واقعہ کے بغیر گذر گیا۔ آدمی بڑا رحمدل اور شفیق تھا اور مسز ڈیریلین پر ہر طرح کی عنائتیں کرتا تھا۔ شادی سے پہلے وُہ غریب تھی حالانکہ اب شوہر کی فیاضی سے اس کو روپے پیسے کی کمی باقی نہ رہی تھی لیکن جلدی ہی یہ بات اس پر واضح ہونی شروع ہو گئی کہ شادی کا حقیقی مقصد صرف شوہر کی کمائی میں حصّہ لینا ہی نہیں ہوتا۔ وُہ محبت جس کے پیدا ہونے کی اُمید لگائی گئی تھی نہ سال بھر کے اندر پیدا ہوئی نہ اس کے پیدا ہونے کی کوئی صورت بنتی دکھائی دی اس کے علاوہ عورت کسی حد تک رومان پسند واقع ہوئی تھی۔ اس میں شباب کی دلفریبیاں تھیں اور جلتی شمع دیکھ کر پروانے عموماً آنے لگتے ہیں یہی کیفیت مسز ڈیریلین کی ہوئی اس سے اس کے شوہر الیک کو حسد اور بدگمانی ہونے لگی لیکن وہ بدگمانی محض بے وجہ تھی۔
سال کے خاتمہ پر ڈیریلین اس کو سیر کرانے یورپ لے گیا اور وہیں انگلستان میں جہاں اس خاتون کا باپ ایک پادری تھا اس کی مُلاقات اس مرد سے ہوئی جس سے درحقیقت اس کی شادی ہونی چاہیئے تھی وہ کوئی مصوّر تھا اور اس کا ہم عمر۔ دونوں کی مزاجی کیفیتیں بھی ایک تھیں۔ ان میں گہری محبت ہو گئی وہ اس موقعہ پر اس کو اپنے ساتھ بھگا لے جانا چاہتا تھا کہتا تھا ہم کسی دُور افتادہ ملک میں جا کر نئی زندگی شروع کر دیں گے۔ میں تم سے شادی کر لونگا۔ ۔ لیکن مسز ڈیریلین نے انکار کر دیا۔
عورت کے مزاج کو کب کسی نے جانا ہے؟ بجائے اس کے کہ وہ اس موقعہ سے فائدہ حاصل کر کے شوہر کا ساتھ چھوڑ دیتی اس نے براہ راست

ایلیک کے پاس جا کر ساری کیفیت لفظ بہ لفظ اس سے بیان کر دی کہنے لگی "میں ایک دوسرے ہی آدمی سے محبت کرتی ہوں اور وہ ایسی محبت ہے جو مجھے کسی حال میں تم سے نہیں ہو سکتی ہیں تم کو چھوڑنا نہ چاہتی تھی میں یہ بھی نہ چاہتی تھی کہ ایسا ہو۔ لیکن اب چونکہ واقعات نے یہ صورت اختیار کر لی ہے۔ اس لئے التجا کرتی ہوں کہ مجھے خوشی سے رخصت کر دو۔ میں کسی طرح کی معافی نہیں چاہتی کیونکہ میں نے کوئی گناہ نہیں کیا امید ہے تم میری درخواست نامنظور نہ کرو گے"

ایلیک نے ان حالات کو سن کر نہ کسی طرح کا جوش و خروش ظاہر کیا نہ کچھ کہا اسی روز بیوی کو ساتھ لے کر امریکہ روانہ ہو گیا۔ اس وقت سے لیکر لگاتار آٹھ سال تک کہ وہ زندہ رہا وہ ہمیشہ اس کے ساتھ عنایت اور شفقت کا برتاؤ کرتا رہا۔ کسی قسم کی تنگی اس کو نہ ہونے دی بلکہ عیش و عشرت کے سارے لوازم بھی اس کے لئے مہیا کر دئے لیکن در پردہ وہ اس کی نگرانی کرتا رہا۔ کئی بار مختلف ترکیبوں سے اس نے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی کہ وہ پوشیدہ طور پر گنہگار تو نہیں ہوئی۔ مگر اسے اپنی کوشش میں کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ کئی مرتبہ اس کو کاروبار کے سلسلہ میں انگلستان بھی جانا پڑا مگر اس طرح کے موقعہ پر وہ اس کو اپنے ساتھ نہ لے جاتا تھا۔ اس کی غیر حاضری میں اس کی دو بہنیں مکان پر آ کر رہتیں اور اپنی بھوجائی کی نگرانی کرتی تھیں۔

لیکن یہ کڑی پابندیاں کسی چوپایہ کو تو دام حراست میں رکھ سکیں۔ انسان نا وہ خصوصاً عورت ذات کو کیونکر محصور کر سکتی ہیں؟ اس میں شک نہیں کہ وہ صحیح معنوں میں گناہ کی مرتکب نہ ہوئی۔ تو بھی اس قسم کی پابندیوں

کے باوجود اس آٹھ سال کے لمبے عرصہ میں اس کی خط و کتابت اس مرد سے جو اس کا محبوب تھا برابر ہوتی رہی اور کبھی کوئی اس حقیقت کو معلوم نہ کر سکا۔ دونوں میں ملاقات نہ ہوئی لیکن خط و کتابت کا سلسلہ با قاعدگی سے جاری رہا اور اب وہ الیک کے انتقال کے بعد اس سے جو درحقیقت اس کے دل کا مالک تھا شادی کرنے انگلستان جا رہی تھی۔

مجھ سے اس کی ملاقات فقط چند روزہ اور عارضی تھی اس لئے مجھ کو یہ سوچ کر بڑا تعجب ہوا کہ وہ اس طرح کی رازدارانہ گفتگو مجھ سے کرتی ہے لیکن جہاز کے سفر میں جہاں حلقہ ملاقات محدود ہوتا ہے دوستیاں بڑی آسانی سے پیدا ہو اور غیر معمولی تیزی کے ساتھ بڑھ جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ شاید وہ سارے حالات بیان کئے بغیر مجھ کو حقیقت سے آگاہ بھی نہ کر سکتی تھی۔

"اب آپ سمجھ گئے ہونگے" وہ خاتمہ پر کہنے لگی "میں کس لئے اتنا ڈرتی ہوں۔ اگر درحقیقت مرنے والوں کی روحیں پھر اس دنیا میں واپس آ سکتی ہیں تو ایلک کی ضرور واپس آئی ہے۔ اس کے علاوہ جب ایک مرتبہ آدمی کے دل پر خوف بیٹھ جائے تو طرح طرح کی تفصیلات خود بخود آشکار ہوتی چلی جاتی ہیں مثال کے طور پر اب جو میں نے سوچا ہے تو یہ بھی یاد آ گیا کہ وہ عموماً اسی جہاز پر سوار ہو کر انگلستان جایا کرتا تھا۔"

"مسز ڈیرلین" میں نے اس کو تسلی دی "آپ ہر طرح کا خوف دہراس دل سے نکال دیں مرے ہوئے آدمیوں کی روحیں پھر اس جہاں میں واپس نہیں آتیں۔ البتہ خرابی صحت کی حالت میں دماغ ضرور متاثر ہوتا ہے اور اسی کی بدولت نظری دھوکے پیش آ سکتے ہیں یہی کیفیت آپ کی

ہے۔ لیکن اگر اتنے سے بھی آپ کا سکون خاطر ممکن نہیں تو میں ابھی جہاز کے خزانچی کے پاس جا کر آپ کی کیبن بدلوا دیتا ہوں مجھ کو یقین ہے کہ اس کے بعد آپ کے لئے کوئی وجہ ہراس کی باقی نہ رہے گی۔"

تجویز چنداں معقول نہ تھی اس نے اس کی منظوری سے انکار کر دیا۔ اور ملامت آمیز نظروں سے میری طرف دیکھ کر کہنے لگی "کیا اس کے معنی یہ نہ ہوں گے کہ آپ درحقیقت خیال کرتے ہیں۔ اس معاملہ کی تہ میں سمندری بیماری کے علاوہ کوئی اور بھی راز پوشیدہ ہے ؟"

" اوہ اگر یہی آپ کا خیال ہے تو جانے دیجئے" میں نے جلدی سے کہا۔ "میں نے یہ تجویز صرف اس خیال سے پیش کی تھی کہ اس طرح کے معاملات میں مقامیت کا اثر بہت گہرا ہوتا ہے لیکن خیر آپ یہیں قیام کیجئے۔ میں آپ کے لئے ایک پیالی شوربے کی بھجواتا ہوں اس کو نوش کر کے آرام سے لیٹ جائیے دوپہر کے کھانے سے پیشتر آپ کو تھوڑی دیر آرام کرنا لازم ہے"

" لیکن کیا میں ایسا کر سکونگی ؟"

" آخر کیوں نہیں۔ ابھی سے آپ کے چہرہ کی رنگت شگفتہ ہونے لگی ہے جہاز کے ہچکولے تھم گئے ہیں اُمید ہے اب ویسی شکایت آپ کو نہ ہوگی۔ میں جس نتیجہ پر پہنچا ہوں یہ ہے کہ آپ سمندری بیماری کی دبی ہوئی قسم میں مُبتلا تھیں۔ اس لئے آپ یہ معلوم نہ کر سکیں کہ درحقیقت آپ کو کوئی شکایت ہے لیکن خیر اب بھی کیا بگڑا ہے اُمید ہے آپ میرے مشورہ پر عمل کرینگی"

وہ آمادہ ہو گئی عورت کا دستور ہے شوہر کے سوا دوسرا کوئی مرد اس کو مشورہ دے تو ضرور اس کا کہا مان لیتی ہے اس کے علاوہ اس نے غیر معمولی پُرجوش طریقہ پر اظہار ممنونیت بھی کیا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اسے

میری ذات پر کامل اعتماد ہے۔ اور جانتی ہے کہ میں اس کے لئے سب کچھ کر سکتا ہوں اور میرا مشورہ کبھی غلط نہیں ہو سکتا۔ عورت جب کسی بات کو سچ سمجھنے لگتی ہے تو پھر دلائل کا زور اس کے دل پر قطعاً اثر انداز نہیں ہوتا۔

دوپہر کے کھانے پر نیز اس کے بعد میں نے دیکھا وہ سابق کے مقابلہ میں ہر طرح بہتر تھی اور اسے اگلے روز تو اس کی حالت یہ ظاہر کرتی تھی کہ کوئی غیر معمولی واقعہ اُسے پیش ہی نہیں آیا۔ وہ اتنی چہکی ہوئی تھی کہ صحن جہاز کے کھیلوں میں بھی شریک ہونے لگی۔ میرے جی کو اس خیال سے مسرت تھی کہ میری تشخیص صحیح نکلی۔ تصدیق مزید کے طور پر میں نے ناموں کا اظہار کئے بغیر ڈاکٹر سے اس کا قصہ بیان کیا۔ مگر وہ کوئی فیصلہ کن جواب نہ دے سکا۔ شاید اس کی وجہ یہ تھی کہ ڈاکٹر لوگ کسی طرح کے علمی مباحث میں حصّہ لینے کی بجائے نسخہ لکھنا ہی بہتر جانتے ہیں اس کے انداز سے پایا جاتا تھا کہ اس کی دانست میں کوئی ایسا شخص جو سند یافتہ نہ ہو جو رائے قائم کرے وہ یقیناً غلط ہو گی۔ لیکن میں نے ان باتوں کی چنداں پروا نہ کی میرے دل کو اس بات سے خوشی تھی کہ مسز ڈیلین میرے مشورہ سے خاطر خواہ مستفید ہوئی ہے تکلیف جو آئی تھی ٹل گئی ایک مصیبت کا آغاز ہونے لگا تھا لیکن میری تھوڑی سی دُور اندیشی سے اس کا سدِ باب ہو گیا۔

لیکن افسوس یہ میرا خیال خام تھا!

۲

جہاز کو اگلی صبح لورپول پہنچنا تھا۔ رات کو جب مِتبا کو نوشی کا کمرہ بند کر دیا جا چکا تو میرا دوست بارٹلٹ مجھے اپنی کیبن میں لے گیا اور کہنے لگا "آؤ ذرا سی دیر کے لئے وسکی اور سوڈا پیتے ہوئے باتیں کریں گے" وہ ایک ادھیڑ عمر کا آدمی تھا نیند عموماً کم آتی تھی اس لئے رات کو بہت دیر کر کے سوتا تھا ہم میں مختلف

معاملات پر گفتگو ہوتی رہی اور اسی سلسلہ میں دیکھے ہوئے چہروں کو یاد رکھنے کا سوال بھی زیر بحث آ گیا۔

باڑلٹ کہنے لگا" اس معاملہ میں میرا حافظہ بہت تیز ہے۔ میں ناموں کو تو یاد نہیں رکھ سکتا مگر چہرے فوراً پہچان لیتا ہوں۔ چنانچہ جہاز کے درجہ اول میں جو مسافر آدمی سوار ہیں ان سب کے چہروں کو پہچانتا ہوں۔"

"میرا خیال تھا تعداد اس سے زیادہ ہے"

"جی نہیں لوگ فروری کے مہینہ میں تفریحاً بحر اوقیانوس کا سفر گوارا نہیں کرتے اس لئے فہرست محدود ہے۔ لیکن اب چونکہ ذکر آ گیا اس لئے میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ جہاز پر ایک ایسا آدمی بھی سفر کر رہا ہے جو عام حالتوں میں کھانے کی میز یا صحن جہاز پر کبھی نظر نہیں آتا۔ میں نے کل صبح اس کو غسل خانے سے نکلتے دیکھا تھا اور اس وقت کے بعد اس کی صورت پھر مجھ کو دکھائی نہیں دی۔ میرا خیال یہ کہتا ہے وہ چوبیسوں گھنٹے اپنے کمرہ میں پڑا رہتا ہوگا۔"

"شاید بیمار ہو"

"میں نے ڈاکٹر سے ابھی پوچھا تھا۔ ایسا کوئی آدمی اس کے زیر علاج نہیں ہے میں خیال کرتا ہوں کسی نہ کسی وجہ سے وہ دوسرے مسافروں کا میل جول پسند نہیں کرتا۔"

"شاید ایسا ہو لیکن یاد آ گیا۔۔" میں نے یکایک اس سے کہا" یہ موقعہ آپ کے حافظہ کے امتحان کا بہت اچھا ہے۔ بھلا یہ تو فرمایئے اسکی صورت کیسی ہے؟"

"اوہ اس کا جواب دینا کچھ بھی مشکل نہیں۔ اس کا چہرہ اس قسم کا ہے جس کو ایک مرتبہ دیکھ لینے کے بعد کوئی آدمی عرصہ دراز تک نہیں بھولتا۔

عمر پچاس ساٹھ سال کے درمیان۔ قامت متوسط نیلے رنگ کی پتلون اور واسکٹ کی جیب میں رکھی ہوئی گھڑی کی طلائی زنجیر معلق رہتی ہے پاؤں میں اس قسم کے سُرخ رنگ کے سلیپر ہیں جیسے عموماً قاہرہ کے باشندے ہیں پہنا کرتے ہیں لیکن اس کے بدن کا عجیب ترین حصّہ اس کا چہرہ ہے جس کو میں کبھی فراموش نہیں کر سکتا دہانہ اتنا تنگ کہ پیشتر کبھی میرے دیکھنے میں نہیں آیا۔ یعنی مشکل سے ایک انچ چوڑا اور اتنا بے رنگ کہ جیسے مومی مورت کا جس پر کسی نے پھیکا رنگ و روغن پھیر دیا ہو۔

"اس کے علاوہ اس کے سر میں وسطی حصّہ کے قریب بال اُڑے ہوئے ہیں۔ چہرہ گول اور بھرا بھرا اور داڑھی اور مونچھیں صاف تھیں میں نے جب اس کو غسل خانہ سے نکل کر چلتے دیکھا تو اتنی آہستگی سے قدم اُٹھاتا تھا گویا چلنے کا عمل اس کے لئے دوبھر ہو۔ لیجئے میں نے اس کا پُورا نقشہ بیان کر دیا۔ اب وہ رستہ بھر تو شاید اپنی کیبن سے نہ نکلے گا لیکن صبح کو جب ہم بندرگاہ پر اترنے لگیں گے تو دیکھ لینا اس کی شکل و صورت ٹھیک ایسی ہے یا نہیں"

"اس میں شک نہیں آپ کا حافظہ ایسی باتوں میں بہت تیز ہے" میں نے کچھ کہنے کی غرض سے کہہ دیا ورنہ اس تفصیل کو سُن کر میرے دل میں عجیب طرح کا اختلاج پیدا ہو گیا تھا " اگر میں اس کی صُورت دیکھتا تو شاید دس منٹ بھی یاد نہ رکھ سکتا۔ لیکن یہ تو کہئے اس گوشہ گیر مسافر کے متعلق آپ کی بات چیت جہاز کے کسی دوسرے آدمی سے بھی ہوئی ہے"؟

"ہاں آج رات کے کھانے پر میں نے کچھ خاتونوں کے روبرو اس کا ذکر کیا تھا مگر آپ کس لئے پوچھ رہے ہیں ؟"

"محض اس خیال سے کہ کسی دوسرے آدمی نے بھی آپ کے علاوہ اس

کو دیکھا ہے یا نہیں ؟"

"وہ سب کہتی تھیں کہ ہم نے اس کو نہیں دیکھا۔ بہرحال وہ کچھ عجیب طرح کا تنہائی پسند آدمی ہے اور غالباً بہت کم دوسرے مسافروں نے اُسے دیکھا ہوگا"

اس کے تھوڑی دیر بعد میں پائیلٹ کی کیبن سے باہر نکلا تو رات کا ڈیڑھ بج چکا تھا اس آدمی کے بیان سے وہ قصہ جو میں نے سمندری بیماری کے متعلق مسز ڈیریسن کے روبرو گھڑا تھا بالکل بے بنیاد ثابت ہوا۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اب میرے اپنے دل کو بھی حقیقی دہشت محسوس ہونے لگی تھی۔ لیکن سب سے زیادہ خوف مجھ کو مسز ڈیریسن کے لئے تھا۔ جہاز پر سفر کرنے والی عورتوں کی تعداد بالکل محدود تھی۔ اور میں یہ سوچے بغیر نہ رہ سکا کہ غالباً وہ بھی ان عورتوں کے مجمع میں شامل ہوگی۔ جن کے روبرو باڈمٹ نے اس مرد تنہائی پسند کا واقعہ بیان کیا تھا مانا کہ اس کے بیان کے مطابق عورتوں نے اس بارہ میں لاعلمی کا اظہار کیا تھا تو بھی خدا کو ہی بہتر معلوم ہے کہ اس بیان کو سُن کر مسز ڈیریسن کا کیا حال ہوا ہوگا۔ اپنی کیبن کی طرف جاتے ہوئے میں نے یہی بہتر سمجھا کہ اس کے کمرہ کے پاس سے ہوکر نکل جاؤں اور دیکھوں کہ وہ آرام سے پڑی سوتی ہے یا نہیں۔

لیکن میں ابھی تھوڑے فاصلے پر ہی تھا کہ اس کی کیبن کا دروازہ کھلا اور وہ شب خوابی میں ملبوس لڑکھڑاتی ہوئی باہر نکلی۔ اس کا منہ کھلا ہوا اور ایک ہاتھ سے اُس نے اپنے گلے کو پکڑ رکھا تھا۔ دوسرے کی مدد سے اس نے دروازہ کے ہینڈل کو اس طرح اندر کی طرف دبایا کہ معلوم ہوتا تھا کوئی باہر نکلنا چاہتا ہے اور یہ اس طرح پر اُسے روکے ہوئے ہے۔ میں دوڑ کر اس کے پاس گیا اس نے بھی فوراً مجھے دیکھ لیا ایک لمحہ سے بھی کم عرصہ میں وہ بے سدھ

ہو کر میرے بازوؤں میں آگری اور اس بے بسی کے عالم میں جو انتہائی دہشت سے پیدا ہوتی ہے مجھ سے طلب امداد کے لئے بڑے زور سے لپٹ گئی۔

وہ اس وقت اپنے آپ میں نہیں تھی۔ تو بھی خوش نصیبی سے اس نے کسی طرح کا شور و غل نہ کیا تھوڑی دیر کے بعد دیوانوں کی طرح اس کے منہ سے یہ جملہ بے اختیار نکل جاتا تھا "وہ مجھے لینے کے لئے آیا ہے مجھے اس کے ساتھ سمندر میں کود جانا چاہیئے۔"

بڑی دیر تک دلاسہ دیتے رہنے کے بعد وہ آخر کار اتنی سکون پذیر ہوئی کہ میری بات دھیان دے کر سن سکے۔

"مسز ڈیریسن" میں نے شفیقانہ اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا "تم بے طرح ڈر گئی ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ تم نے کوئی دہشت ناک خواب دیکھا ہے۔"

"نہیں نہیں میرے خدا۔ جو کچھ میں نے دیکھا وہ خواب نہیں تھا۔"

"تم نے بے شک اس کو اصلیت سمجھا ہوگا لیکن درحقیقت وہ خواب تھا تاہم نہ ڈرو میں تمہارے پاس ہوں اب کسی بات کا فکر نہیں ہے۔"

"خدا کے لئے مجھے چھوڑ کر نہ جانا۔ وہ اندر آیا بیٹھا ہے اور مجھے اپنے ساتھ لے جانا چاہتا ہے۔"

"تم دیوانی ہو رہی ہو۔ ٹھہرو میں تمہیں دروازہ کھول کر دکھاتا ہوں کہ اندر کوئی نہیں۔"

اس کو بدستور ایک ہاتھ سے تھامے ہوئے میں نے دوسرے سے کیبن کا دروازہ کھولا اندر گھپ اندھیرا تھا۔ میں نے بڑی احتیاط سے اس کو سہارا دیئے رکھا ورنہ اس کے گر جانے کا احتمال تھا۔

کیبن کی تاریکی دیکھ کر وہ مری ہوئی آواز میں کہنے لگی" میں جب باہر نکلی
... تو بجلی کا لیمپ جل رہا تھا۔ کس نے اس کو بجھا دیا؟"

"وہ بے شک جل رہا تھا" میں نے اس کو تشفی دیتے ہوئے کہا" لیکن معلوم ہوتا ہے جب تم باہر نکلی ہو تو حالتِ اضطراب میں تمہارے کپڑے سے بٹن اُدبہ کو دب گیا۔ میرے سامنے روشنی گُل ہوئی تھی اس میں گھبرانے کی کوئی بات نہیں"

میرے یہ الفاظ سرتاپا غلط تھے لیکن اس طرح کے نازک موقعوں پر انسان کو مصلحت آمیز دروغ پر مجبور ہونا پڑتا ہے۔

میں نے بٹن دبا کر لیمپ روشن کر دیا۔ کمرہ خالی پڑا تھا۔ بہت سے کپڑے نیچے کو ڈھلکے ہوئے اور ایک چھوٹا سا سرہانہ فرش پر گرا ہوا تھا ایک جانب چھوٹی میز پر سنگار کی متفرق چیزیں پڑی چمک رہی تھیں۔ کوچ پر زنانہ کپڑوں کا انبار تھا۔ میں نے زبردستی اس کو کیبن کے اندر لے جاتے ہوئے دروازہ بند کر دیا۔" آؤ میں تمہیں اپنے ہاتھ سے بستر پر لٹاتا ہوں" میں نے اس طرح کے لہجہ میں کہا۔ جس طرح سہمے ہوئے بچے کو تسلی دیا کرتے ہیں

"میں صرف اس شرط پر لیٹوں گی کہ آپ مجھے چھوڑ کر نہ جائیں"

"نہیں نہیں۔ میں ہرگز نہ جاؤں گا" میں نے کہا

اس کے بعد میں نے اپنے ہاتھ سے اس کو بستر پر لٹایا اور گرم کپڑوں سے ڈھک دیا۔ سرہانہ اس کے نیچے رکھا لیکن وہ میرے ہاتھ کو اپنے دونوں خوشنما ہاتھوں سے بڑے زور سے پکڑے ہوئے تھی۔

"یہ بتاؤ کیا تمہارے پاس اس جگہ تھوڑی سی برانڈی موجود ہے؟" میں نے دفعتاً اس سے پوچھا

"ہاں میرے ڈریسنگ بیگ میں ایک شیشی پڑی ہے وہ سالہا سال سے ہی

جگہ رکھی ہے خُدا جانے اب کارآمد بھی ہے یا نہیں؟"

وُہ میرا ہاتھ چھوڑنا نہ چاہتی تھی۔ آخر جب میں برانڈی لے کر واپس آیا تو اس نے پھر اُسے تشنجی انداز سے پکڑ لیا۔ میرے کہنے پر عمل کرتے ہوئے اس نے بُرا سا مُنہ بنا کر جس طرح بھی ممکن ہوا تیز آتشی سیال کو پی لیا۔ سارا عرصہ وُہ مُنہ میں کچھ بڑبڑاتی رہی جو غالباً میرے لئے شکریہ کے الفاظ تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر وہی جملہ "وُہ مجھے سمندر میں اپنے پاس لے جانا چاہتا ہے" اس کے منہ سے نکل جاتا تھا۔ ہر چند میرا اس سے دوستانہ نہ تھا تو بھی ہمارے درمیان اجنبیت کا احساس یکسر زائل ہو چکا تھا۔ وُہ مجھے اس بڑے بھائی کی مانند سمجھ رہی تھی جس کی طرف مصیبت کے وقت بے اختیار نظر جاتی ہے۔ میں خود بھی کچھ اس قدر محویت کے عالم میں پہنچ چکا تھا کہ رسمی تکلفات کو یکسر فراموش کر گیا۔ اس رات ہم نے بارہا ایک دوسرے کو "ڈیئر" کہہ کر پکارا۔ لیکن خُدا شاہد ہے کہ اس میں کسی طرح کے ادنٰے جذبات نفسانی شامل نہ تھے"

رفتہ رفتہ اس پر گہرا سکون طاری ہو گیا اور اب میں نے معلوم کیا کہ وُہ غشی نہ کرے گی۔ بدستور میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے وُہ التجا کی نظروں سے دیکھ کر کہنے لگی

"کیا میں بتاؤں واقعہ کس طرح پیش آیا تھا؟"

"ہاں اگر چاہتی ہو تو میں سُننے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن میرے خیال میں اسکی حاجت نہیں۔ کیونکہ جو کچھ تم کو نظر آیا وہ محض خواب تھا۔"

"لیکن میرا یہ خیال نہیں۔ سچی بات یہ ہے کہ مسٹر بارٹلٹ کی زبانی وُہ قصہ سُن کر مجھے ہرگز اُمید نہ تھی کہ رات کو پڑ کے سو سکونگی لیکن اس کے باوجود میں جب بستر پر لیٹی تو تھوڑے عرصہ میں آنکھ لگ گئی اس کے علاوہ میں نے

اپنے جی کو سمجھایا تھا کہ آپ کا خیال درحقیقت صحیح ہے اور بارٹلٹ کو بھی کچھ غلط فہمی ہوئی ہو گی۔ میں نہیں جانتی کتنا عرصہ اس طرح پڑی ہوتی رہی۔ لیکن دفعتہً ایسا معلوم ہوا کوئی میرے قریب کھڑا سانس لے رہا ہے اس آواز کو سنتے ہی میری جاگ کھل گئی جو کوئی اندھیرے میں میرے قریب کھڑا تھا وہ پرے ہٹ گیا اور میں نے جلدی سے بجلی کا بٹن دبا دیا۔ اس وقت کیا دیکھتی ہوں کہ وہ سامنے اس مقام پر جس کا ذکر میں نے پیشتر آپ سے کیا تھا کھڑا ہے اس نے میری ناخن کاٹنے کی قینچی کہیں سے اٹھالی تھی اور کبھی اس کو کھولتا اور بند کرتا تھا۔ پھر دفعتاً اس نے قینچی ہاتھ سے رکھ دی اور اپنے سر کو صورتِ انکار حرکت دی۔ آپ دیکھ سکتے ہیں قینچی اب تک کھلی ہے حالانکہ میں اس کو ہمیشہ بند رکھتی ہوں۔ دفعتاً جہاز کا ہچکولا لگنے سے یا کسی اور وجہ سے وہ بڑے زور سے لڑکھڑایا اور گرنے سے بچنے کے لئے چوبی سہارے کو پکڑ لیا اس کے ہاتھ ہمیشہ نہایت سرخ رہا کرتے تھے لیکن جب وہ لکڑی کے سامان کے ساتھ ٹکرائے تو اور بھی سرخ نظر آنے لگے۔ اس وقت وہ دبی آواز سے بولا اور مجھے اس کے الفاظ سرسراتے ہوئے سنائی دئے کہہ رہا تھا "شیلا میرے ساتھ سمندر میں کود پڑیں مجھے لینے کے لئے آیا ہوں کیوں زیادہ انتظار کراتی ہو۔" اس کے بعد جو کچھ ہوا اس کا حال مجھے بالکل یاد نہیں فقط اتنا معلوم ہے کہ میں تم سے لپٹی ہوئی کھڑی تھی۔ اگر تم نہ آتے تو خدا کو ہی بہتر معلوم ہے کہ میرا کیا ہوتا۔ نہیں معلوم اس بات کو ایک گھنٹہ ہو گیا ہے یا کم۔ لیکن مجھے اس کی پروا نہیں۔ تمہارے ہوتے میں کسی کا ڈر نہیں مانتی۔ خدا کے لئے مجھے چھوڑ کر نہ جانا۔"

بڑی آہستگی کے ساتھ میں نے رفتہ رفتہ اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے نکالا

پہلے تو محویت میں وہ اس بات سے واقف نہ ہو سکی لیکن پھر دفعتاً دہشت کی تیز لہر اس کے بدن میں پھر گئی اور گھبرائے ہوئے لہجہ میں کہنے لگی "میرے خدا کیا تم جانے لگے ہو؟"

"نہیں تو" میں نے اس کے بالمقابل کوچ پر بیٹھتے ہوئے کہا "لیکن یہ خیال تمہارے دل میں کس لئے پیدا ہوا ہے کہ میرے ہوتے تمہیں کسی بات کا ڈر نہیں؟"

"اس لئے کہ تم اس سے زیادہ قوی ہیکل اور مضبوط ہو" وہ معصومانہ بولی۔

ہر چند میرا اس خاتون سے کوئی رشتہ یا واسطہ نہ تھا تو بھی جس پیرایہ میں یہ الفاظ اس نے کہے ان سے میرے دل کو ایک طرح کی فتحمندی کا احساس ہونے لگا۔ میرے سینہ میں جذبۂ اعتماد نے ترقی کی مجھ کو ایسا محسوس ہوتا تھا کہ میں اور وہ یعنی اس کا شوہر جو کبھی تھا آپس میں جد و جہد کر رہے ہیں اور میں نے اس کو نیچے دبا رکھا ہے۔

"بہت اچھا میں حاضر ہوں" میں نے جواب دیا "لیکن وہ کیا بات تھی جو بارٹلٹ نے آپ کو بتائی؟"

"اس نے اس کو اپنی آنکھوں سے نیلی پتلون اور سرخ رنگ کے سلیپر پہنے دیکھا تھا۔ اس نے اس کے تنگ دہانہ کا بھی ذکر کیا تھا!"

"خیال فرمائیے کس طرح غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں" میں نے نئی حیلہ سازی کرتے ہوئے کہا "جس آدمی کو بارٹلٹ نے دیکھا۔ کراؤن اس کا نام ہے اور میں اچھی طرح اس کو جانتا ہوں ہم اس کے متعلق تھوڑی دیر پہلے کچھ گفتگو بھی کر رہے تھے۔"

"آخر یہ آدمی کراؤن کون ہے؟"

"بجلی کا انجینئر۔ اور وہ کوئی بُرا آدمی نہیں ہے۔ جس وقت بارٹلٹ نے مجھ کو بتایا کہ اس کے داہنے رخسار پر تِل ہے تو میں فوراً سمجھ گیا کہ اس نے کراؤن کو دیکھا ہوگا"۔

"مگر وہ تو کہہ رہا تھا کہ جس دن سے جہاز چلا ہے میں نے پیشتر کبھی اس کو نہ دیکھا تھا"۔

"اور میرے خیال میں واقعی نہ دیکھا ہوگا۔ اس لئے کہ کراؤن جب سفر کرتا ہے تو اس کی صحت خراب ہو جاتی ہے اور وُہ عموماً اپنی کیبن میں ہی پڑا رہتا ہے میرے خیال میں بس وہی ایک موقعہ اس کے باہر نکلنے کا تھا جب بارٹلٹ نے اُسے دیکھا لیکن میں اس شخص کراؤن کو اچھی طرح جانتا ہوں اور جس روز وہ جہاز پر سوار ہونے لگا۔ تو میری اس سے کچھ باتیں بھی ہوئی تھیں۔ وُہ تو یُونہی بارٹلٹ نے اس کے چہرہ کی تفصیل بیان کی تو اس کے تِل کا ذکر آ گیا"۔

"لیکن بارٹلٹ تو کہتا تھا۔ اس کے پاؤں میں سُرخ رنگ کے سلیپر تھے"

"ہوں گے دُنیا میں ایک ہی آدمی سُرخ رنگ کے سلیپر نہیں پہنتا یہ بے حقیقت واقعہ آپکے حق میں کتنا زبوں کار ہوا ہے"۔

"آہ۔ اگر درحقیقت ایسا ہو"۔ اس نے ایک لمبی آہ کھینچتے ہوئے کہا اس کے ساتھ ہی اس کے عضلات ڈھیلے پڑ گئے اور وہ ضعف جانی پر غالب آ کر زیادہ اطمینان کے ساتھ لیٹ گئی۔ مجھے یہ سوچ کر بڑی مسرت ہوئی کہ یہ کراؤن اور اس کے تِل کا فرضی قصہ کتنا کارآمد ہوا۔

اس کے بعد میں نے گفتگو کا رُخ بدل دیا اور لورپول کی باتیں شروع کیں جس کا فاصلہ اب بہت زیادہ باقی نہ رہا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کیا

آپ نے امریکن سکوّں کو انگریزی سکوّں میں بدلوا لیا؟ اس سلسلے میں میں نے صیغہ کسٹم کا بھی ذکر کیا اور ایک من گھڑت قصّہ کسی گذرے ہوئے زمانہ میں اپنا کچھ سامان بلا محصول لے جانے کا سُنایا مختصر یہ کہ میں نے ایسی ایسی باتوں سے اس کے دل کی دھڑکن دور کرنے اور اس کے خیالات کی رو بدلنے کی کوشش کی آخر میں میں نے کہا

"اب اگر مجھ کو دس ثانیوں کی مہلت دو تو میں اپنے کمرہ تک ہو آؤں۔ اتنے میں تم گھنٹی بجا کر جہاز کی داروغہ عورت کو بُلا لو وہ تھوڑا سا انعام پا کر خوش ہو جائے گی۔"

"صاحب معاف کیجئے۔ آپ کو میری وجہ سے بے حد تکلیف ہوئی ہے"۔ وہ کہنے لگی "میں کتنی خود غرض ہوں کہ آپ کو اتنی دیر ٹھہرائے رکھا میں آپ کا یہ احسان زندگی بھر نہ بھولوں گی۔ لیکن اتنا کرم اور کیجئے۔ میں تنہائی سے بہت گھبراتی ہوں۔ آپ داروغہ عورت کے آنے تک ذرا سی دیر کے لئے اور ٹھہر جائیے۔"

میں اس کے لئے تیار نہ تھا

"خیر جس طرح آپکی مرضی" میں نے رُکتے ہوئے کہا

"معاف کیجئے میری بھول تھی۔ درحقیقت مجھے آپ کو زیادہ عرصہ تک نہ روکنا چاہیئے" وہ عذر خواہی کرتے ہوئے بولی "رات قریباً گذر چکی ہے اور آپ کو سونے کا موقعہ نہیں ملا اس کے باوجود میں ڈرتی ہوں ... یہ سوچ کر میرے حواس جواب دینے لگتے ہیں کہ آپ کے جاتے ہی وہ پھر .. خداوندا میں کیا کروں، کدھر جاؤں؟"

"آپ اس قدر پریشان نہ ہوں" میں نے تسکین بخش لہجہ میں کہا "فرض

ہے تو میں ایک دو گھنٹے اور ٹھیر جاؤں گا۔"

وہ بڑے پُرجوش لفظوں میں اظہارِ ممنونیت کرنے لگی اور مجھ سے کہا۔
"اس کوچ پر جتنی چیزیں پڑی ہیں ان کو اٹھا کر فرش پر ڈال دیجئے اور یہیں لیٹ جائیے۔"

میں نے اس کی تعمیل کی۔ شاید مجھے کچھ اونگھ بھی آئی ہو۔ لیکن میرا خیال ہے کہ سویا بالکل نہیں اور وہ تو کامل بیداری کی حالت میں رہی۔ کم از کم جب میں نے اس کی طرف دیکھا تو وہ جاگ رہی تھی میں تھوڑا عرصہ اور اس سے باتیں کرتا رہا۔ لیکن اب وہ رفتہ رفتہ زیادہ پُرسکون انداز حاصل کرنے لگی تھی اتنے میں سویرا ہو گیا تھا۔ لوگ ادھر سے اُدھر آنے جانے لگے تھے۔ میں نے سوچا کہ اگر کسی نے مجھ کو اس کی کیبن سے نکلتے دیکھ لیا تو دونوں کی سخت بدنامی ہو گی۔ وہ بھی اس کے بعد میری رخصت پر رضامند ہو گئی۔ جاتے وقت جب میں نے اس سے رخصتی مصافحہ کیا اور کہا۔"اب آپ ایک گھنٹہ سوئیں۔ تو بہتر ہو" تو اس نے کسی شکر گذار بچے کی مانند میرے ہاتھ کو پُرجوش بوسہ دیا۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ سہمے ہوئے آدمی کا مزاج بالکل بچوں کا سا ہو جاتا ہے۔

غنیمت ہے کہ کسی نے مجھ کو اس کی کیبن سے باہر نکلتے نہیں دیکھا۔ ممکن ہے جہاز کے کسی دوسرے سرے پر دار وغہ یا اس کے کارکن نے مجھ کو صبح کے پانچ بجے کے بعد شام کے کپڑوں میں ملبوس اپنی کیبن میں داخل ہوتے دیکھا ہو۔ لیکن اگر ایسا ہوا تو مجھ کو پروا نہیں۔ میں نے جو کارِ ثواب کیا تھا۔ اس کی تسکین میرے ضمیر کے لئے کافی تھی

۳

اس واقعہ کو اب کئی ماہ کا عرصہ گذر چکا ہے اور اس دوران میں کئی۔

خط میرے نام سابق مسز ڈبرلین اور اس کے نئے شوہر کی طرف سے اظہار ممنونیت کے آچکے ہیں آخر اللہ کرکو میں نے لوپول کے گھاٹ پر اس کی آمد کا منتظر دیکھا تھا اور وہیں اس نازنین نے میرا تعارف اس سے کرایا۔ وہ ایک شکیل و وجیہ آدمی تھا اور میں اُمید کرتا ہوں کہ شیلا کی زندگی اس سے نہایت اچھے حالات میں بسر ہو رہی ہوگی۔ اپنے خطوں میں وہ گاہ گاہ اس ہیبت ناک رات کا ذکر کرتی اور لکھتی ہے کہ مجھ کو آج تک وہ واقعہ بالکل اصلی معلوم ہوتا ہے ایک مرتبہ اس نے تحفہ کے طور پر مجھ کو سونے کا بنا ہوا ایک سگریٹ کیس بھیجا تھا جس میں الماس کا ننھا سا بٹن لگا ہے اور اس خاتون کا نام بھی درج ہے میں اس تحفہ کو جان سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں لیکن دوستوں کے سامنے اس کو نکالنے کی جرأت نہیں کرتا کہ مبادا کسی کو غلط فہمی ہو میری حیلہ سازیوں کی بدولت اس نازنین کے دل سے گو ہر قسم کی بدگمانیاں رفع ہو چکی ہیں تاہم میں اپنے جی میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ وہ صورت جو اس کو دوران سفر میں نظر آئی فرضی یا غیر حقیقی نہ تھی اور اب میرے دل کی یہ کیفیت ہے کہ جب کبھی سمندر کا سفر کرتا ہوں تو اس جہاز پر کبھی سوار نہیں ہوتا خواہ مجھ کو چند روز انتظار ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔

اس قصہ کے دوران میں میں نے جہاز کا نام قصداً نہیں لکھا اور اس خاتون کا نام بھی فرضی درج کیا ہے اسلئے کہ میں کسی کی بدنامی کا موجب بننا نہیں چاہتا۔ لیکن اس بات کا میرے دل کو پورا یقین ہے کہ ایک مسافر ہمیشہ اس جہاز کے اندر ایسا موجود رہتا ہے جس کا نام مسافروں کی فہرست میں درج نہیں ہوتا جس کے رہنے کے لئے کوئی کیبن بھی مخصوص نہیں لیکن جو کسی وجہ سے اس جہاز کو چھوڑنا پسند نہیں کرتا۔

باب - ۳

موت کے بعد

ایچ - گلو وارڈ کے قلم سے

مغربی تہذیب کی روشنی میں پلے ہوئے آدمی بہت کم اس حقیقت کو تسلیم کرنے کو آمادہ ہونگے لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ مشرق کی پُراسرار روحانی دنیا میں بے حساب دیکھی اور ان دیکھی ہوئی باتیں آج تک ایسی ہیں جن کا ان بیچاروں کو جو اپنی ہمہ دانی پر پھولے پھرا کرتے ہیں۔ کچھ بھی علم نہیں۔ اگر اُن میں سے کسی ایک کا بے حقیقت سا اثر بھی اُن کے دیکھنے میں آئے تو یقیناً ان کے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جائیں اور اُن کو یہ ماننے پر مجبور ہونا پڑے کہ مغرب کی سائینس اپنی انتہائی ترقیوں کے باوجود ابھی اس مقام کی ابتدائی حد تک نہیں پہنچی جس کے آگے روحانیت کے گہرے راز شروع ہوتے ہیں جان ہگنز کو اُن میں سے چند باتیں معلوم تھیں مگر شنگھائی میں جہاں وہ رہا کرتا تھا اتنے ہی لوگوں میں کچھ اس طرح کی دہشت اور سبہ سوا سی پیدا ہو گئی کہ انجام کار ہگنز کو اپنے بعض چینی دوستوں کے مشورہ پر مغرب بعید میں نقل مکان کر لینا پڑا۔

ادھر کچھ عرصہ سے وہ بین فرانسسکو کے اُس حصّہ میں رہا کرتا تھا جسے عرف عام میں ٹاؤن کہتے ہیں۔ وہ اور اُس کی بیٹی وایولٹ جو اُس کی آنکھوں کا نُور اور دل کا سرور تھی۔ ایک زاہد فریب۔ خوش وضع شکر لب حسینہ بلّی کے بچّہ کی طرح ملنسار۔ رنگت سنولائی ہوئی۔ سیاہ آنکھوں میں شراب کی مستی اور اُس کے گھنگھریالے بال ہوا کے جھونکوں سے اس طرح لہراتے تھے گویا بحر ظلمات میں موجیں سی اُٹھ رہی ہوں۔

سب سے بڑھ کر حیرت انگیز بات یہ تھی کہ ایک ایسی پُرکیف حسینہ کا باپ دُنیا بھر میں سب سے زیادہ بدصورت آدمی تھا۔ لیکن شاید وہ اپنی ماں پر گئی تھی۔ جان نگنز اپنی عمر میں کبھی ملّاح بھی رہ چکا تھا اور خدا کو ہی بہتر معلوم ہے کہ اس کے علاوہ کیا کیا۔ اُس زمانے میں اُس کی داشتہ ایک کناکا عورت تھی۔ جس کی رنگت سے بہت زیادہ اُس کی مخمور کالی آنکھیں اس کی حسن افزوزی کا ذریعہ تھیں۔ اُس کے بطن سے ایک لڑکی وایولٹ جزائر فجی کے کسی مقام پر پیدا ہوئی تھی۔ لیکن اب وہ ایک ہوشیار دوشیزہ تھی۔ موسم بہار کی صبح کی مانند خوبصورت۔ اس کا حسن ملیح پہاڑ کی چوٹی پر پڑی ہوئی برف کی طرح پاک تھا اور کچھ اس طرح کا بھولا پن اُس کی ہر ادا سے ظاہر ہوتا تھا۔ جیسے اس ننھے بچّے کی حالت میں ہوا کرتا ہے جو اپنی معصوم بھولی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے محبت اور پیار کے بوسے کے لئے التجا کرتا ہے۔

جان نگنز کے متعلق اُوپر لکھا جا چکا ہے کہ ایک نہایت بدنما بدصورت آدمی تھا جس کے چہرہ اور پیشانی پر وقت کے بے رحم ہاتھ نے اتنی زیادہ لکیریں کھینچ رکھی تھیں کہ اُس کی حالت دیکھ کر یہ اندازہ کرنا دشوار ہی نہیں بلکہ غیر ممکن تھا۔ کہ وہ مسکرا رہا ہے یا تیوری پر بل ڈالتا ہے؟ متعجب ہے یا مسرور؟ کبیدہ خاطر ہے یا کسی فکر عظیم میں مبتلا؟ مطلب یہ کہ اُس کی صورت اس کے دل کی کیفیت کو قطعاً ظاہر

نہ کرتی تھی۔ مگر ہاں ایک بات خصوصیت سے اس کی بدنی ساخت میں قابلِ ذکر تھی یعنی اس کے ہاتھوں کی انگلیاں جھلی دار تھیں۔ دوسرے لفظوں میں اس کے ہاتھ کم و بیش کسی بطخ کے پنجہ سے ملتے جلتے تھے۔ اس کے علاوہ ایک خصوصیت اس میں اور تھی۔ جب وہ ہنستا تو اس کی آواز میں کچھ اس طرح کا احمقانہ۔ مجنونانہ۔ اور جی کو پریشان کرنے والا اثر پایا جاتا تھا کہ اس کی ہنسی کی آواز سن کر دل کو مسرت نہیں بلکہ ایک طرح کی دہشت ہونے لگتی تھی جس کی حقیقت کو لصبوت الفاظ ظاہر نہیں کیا جا سکتا۔

لوگ کہا کرتے تھے وہ کافی مالدار ہے۔ شاید ایسا ہو یا نہ ہو۔ لیکن اگر اس نے کچھ دولت فراہم کی تو وہ پُراسرار طریقوں پر ہی کی ہو گی۔ کیونکہ ظاہرا اُس کی آمدنی کا ذریعہ فقط ان مرمت کے کاموں تک محدود تھا۔ جو وہ ایک بڑھئی کی صورت میں جہازوں یا کشتیوں پر کیا کرتا تھا۔ وہ اپنی بیٹی وایولٹ کے ساتھ ایک بہت چھوٹے مکان میں ایک تنگ اور غیر آباد گلی کے اندر رہتا تھا اور وہ مکان ایک سُود خوار کی دوکان اور ایک ریسٹوران کے بیچ میں اس طرح چھپا ہُوا تھا کہ صرف متجسس نگاہ کے آدمی ہی اس کا پتہ معلوم کر سکتے تھے۔ وایولٹ کو اس کے باپ نے پُوری آزادی دے رکھی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ وہ اپنی حفاظت آپ کر سکتی ہے۔ اس کے علاوہ جس بستی میں اُن کی سکونت تھی۔ اس کے سب لوگ جان گنٹر کو ادب و احترام کی نظروں سے دیکھا کرتے تھے اس کے تمول کی وجہ سے نہیں۔ اس کی خاندانی وجاہت کے لئے بھی نہیں۔ بلکہ کسی دوسری ہی نامعلوم وجہ سے جس کا حال آپ کو آگے چل کر معلوم ہو گا۔

۱

باپ بیٹی کی زندگی بڑے آرام و آسائش سے بسر ہو رہی تھی اور شاید ابھی

طرح ہوتی چلی جاتی اگر جہاز میری این لیونارڈ ہسنفڈ کو اپنے صحن پہ لئے ہوئے اس بندرگاہ میں لنگر انداز نہ ہوتا۔ یہ جہاز لیونارڈ ہسنفڈ کے ایک دوست کی ملکیت تھا اور وہ تفریح طبع کے لئے اس پہ سفر کرتا پھر رہا تھا۔ سین فرانسسکو پہنچ کر یہ لوگ اس خیال سے ٹھہر گئے کہ جہاز کی جو تھوڑی سی مرمت ہونے والی ہے ہو جائیگی اور وہ اس عرصہ میں شہر کا گشت کر لیں گے

جان ہگنز اس جہاز کی مرمت کیا کرتا تھا۔ ایک دن اس کی بیٹی وایولٹ کسی کام کے لئے باپ سے ملنے وہاں آئی۔ لیونارڈ ہسنفڈ نے اُسے دیکھ لیا۔ وہ اُس سے ملا اور کچھ عرصہ باتیں کیں۔ اس سے اگلے موقعہ پہ جب وہ دوبارہ جہاز پر آئی تو ہسنفڈ اس کے ساتھ ساتھ اس کو مکان تک پہنچانے گیا۔ جان ہگنز جہاز کے زیریں حصہ میں آنے والے طوفان سے بے خبر مرمت کے کام میں مشغول تھا۔ ہسنفڈ کو یہ بات بالکل معلوم نہ تھی کہ وہ اُس مہوش شوخ و شنگ حسینہ کا باپ ہے جس کے جلوۂ مستانہ کا وہ ایک ہی نظر میں شیدائی ہو چکا تھا۔ لیکن اگر اس کو حقیقت حال کا علم بھی ہوتا تو شاید وہ اس تفصیل پہ توجہ دینے کی ضرورت نہ سمجھتا۔

اس کے بعد واقعات نے ویسی ہی صورت اختیار کی جیسی اس طرح کی حالتوں میں عموماً ہوا کرتی ہے یعنی اُس نے چند چھوٹے چھوٹے تحائف وایولٹ کو پیش کئے پھر اس سے ایک قدم آگے بڑھ کر۔۔۔ مگر تفصیل کی کیا حاجت ہے دنیا میں ایسا آدمی کون ہے جو اس سلسلہ کی کڑیوں سے پوری طرح واقف نہ ہو؟

مناسب عرصہ گزرنے کے بعد جہاز میری این ہر طرح مکمل و تیار ہو کر وکٹوریہ روانہ ہو گیا اور لیونارڈ ہسنفڈ ایمپرس ہوٹل کے ایک کمرہ میں رہنے لگا جہاں سے گھاٹ کا اندرونی حصہ اچھی طرح نظر آتا تھا۔ اس کمرہ کی کھڑکی سے بندرگاہ کا نظارہ خوب دکھائی دیتا تھا۔ نیلگوں پانی میں ہلکی ہلکی موجوں کا اُٹھنا۔ بادبان دار

ڈونگیوں کا لہروں پر خوش فعلیاں کرتے ہوئے پھرنا۔ پتلی پتلی لہروں کا طفلانہ نغمہ کے ساتھ ساحل سے ہم آغوش ہونا۔۔۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اپیرین ہوٹل کے منتظم اس طرح کے چند کمرے صرف اُن مخصوص مہمانوں کو دیا کرتے تھے جو آسائش کے مقابلہ میں اخراجات کو بے حقیقت سمجھتے ہوں۔

ایک دن کا ذکر ہے شام ہونے لگی تھی۔ آفتاب نے منہ پر نقاب ڈال رکھی تھی ہرے ہرے پودوں پر نشہ کا سا عالم چھایا ہوا تھا حد نگاہ تک سبز پوش تناور سایہ دار درختوں کی قطار شانوں سے شانے ملائے کھڑی تھی لیونارڈ ہیتھ اپنے کمرہ کی کھڑکیوں کے پاس کھڑا مسرور نگاہوں سے اس خوشگوار منظر کو دیکھ رہا تھا۔ ہوا کے معطر جھونکے فرط مسرت سے تمتمائے ہوئے چہرہ کو خوشگوار معلوم دیتے تھے وہ پیچھے مڑ کر رات کے کھانے کی تیاری میں لباس تبدیل کیا چاہتا تھا کہ اس کی نگاہ گھاٹ کے ایک علیحدہ حصہ میں کھڑے ہوئے ایک آدمی کی طرف گئی جو دیوار کا سہارا لئے پاؤں آگے بڑھائے بے مدعا کھڑا تھا ممکن ہے لیونارڈ ہیتھ اس کی موجودگی کو نظر انداز کر دیتا مگر اس نے دیکھا کہ اُس شخص کی نگاہ ٹکٹکی باندھے اسی کھڑکی کی طرف لگی ہوئی تھی جس کے قریب وہ کھڑا تھا!

لیونارڈ ہیتھ نے پھر بھی کچھ خیال نہ کیا اُس نے شیو بنایا۔ پھر ہاتھ منہ دھو کر کپڑے پہنے اس کے بعد کھڑکی بند کرنے کے لئے اسی پہلے مقام پر آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ وہ آدمی اب بھی اُسی مقام پر کھڑا اسی کھڑکی کی طرف دیکھے جاتا ہے!

اس کو اس واقعہ سے تعجب تو ضرور ہوا۔ لیکن اُس نے اسے سرسری سمجھ کر نظر انداز کرتے ہوئے کھڑکی پھیر دی اور رخصت ہونے کی تیاری میں کوٹ پہننے لگا عین اسی موقعہ پر کسی نے اس کے کمرہ کا دروازہ کھٹکھٹایا لیونارڈ ہیتھ نے سمجھا کہ ہوٹل کا کوئی ملازم یا کنیز ہے یا کوئی دوست ملنے کے لئے آیا ہے اُس نے جھٹ

دروازہ کھول دیا

مگر جو شخص باہر کھڑا تھا وہ نہ تو ہوٹل کے ملازموں سے کوئی اور نہ اس کے شناساؤں میں سے ایک تھا۔ ایک پستہ قد۔ بدنما۔ بدصورت آدمی جس نے بھلا سا لباس پہنا ہوا اور اس کے کپڑوں سے کول تار۔ پانی میں بھیگی ہوئی رسیوں اور ایسی ہی دوسری چیزوں کی بُو آتی تھی جیسی کسی گھاٹ یا صحن جہاز پر پائی جاتی ہیں ہیتھ نے اس کو دیکھتے ہی جان لیا۔ یہی آدمی تھا جو سامنے کھڑا اس کے کمرہ کی کھڑکی کو تک رہا تھا۔ شخص مذکور نے اندر آکر دروازہ احتیاط سے بند کر لیا اور خود اس سے پیٹھ لگا کر کھڑا ہو گیا ہیتھ اس کے طریقہ عمل سے بیحد متعجب تھا فرط حیرت سے تھوڑی دیر چپ رہا اس کے بعد قدرے خشم ناک لہجہ میں بولا۔

"تم کون ہو اور کس لئے یہاں آئے ہو؟"

"جان گنٹر میرا نام ہے" شخص مذکور نے دبی ہوئی گلو گرفتہ آواز سے جواب دیا "آپ ضرور مجھ کو پہچانتے ہوں گے میں ہی تھا جس نے آپ کے جہاز میری ایون کی مرمت کی تھی ایک دفعہ آپ نے کوئی بات بھی مجھ سے کہی تھی"

اس موقعہ پر جان گنٹر نے اہل مشرق کے انداز سے اشارہ کرتے ہوئے اپنے ہاتھ آگے بڑھائے تو ہیتھ کو یہ دیکھ کر بڑی کراہت ہوئی کہ اس کی تمام انگلیاں کسی بطخ کے پنجہ کی طرح ایک جھلی کے ذریعہ ایک دوسرے سے پیوست تھیں۔

"شاید ایسا ہو" ہیتھ نے لاپروائی سے جواب دیا۔ "مگر اس سے کیا؟ تم نے جو کام کیا تھا اس کا معاوضہ یقیناً تم کو دے دیا ہوگا۔ پھر اب بلا اجازت میرے کمرہ میں آنے اور یوں دروازہ روک کر کھڑے ہو جانے کا کیا مطلب؟ اگر تمہیں

کام کی تلاش ہے تو اُس کا موزوں طریقہ اس طرح کا گستاخانہ رویہ نہیں ہو سکتا تاہم بیان کرو تم کیا چاہتے ہو!"

عسرت زدہ آدمی نے ہلکا سا قہقہہ لگایا وہی مخصوص قہقہہ جس کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے پھر بولا۔

"میں یہ پوچھنے کے لئے آیا ہوں آپ، میری وایولٹ کی عصمت دری کرنے والے کون تھے؟"

ہیتھ کو اپنے سینہ میں کوئی چیز بیٹھتی معلوم ہوئی "وایولٹ!" اس نے نیم بیخبری کی حالت میں کہا پھر اس خیال سے کہ اس کو جواب میں کچھ نہ کچھ ضرور کہنا چاہیئے۔ بولا: "آہ بیشک یاد آ گیا۔ وہ خوش اندام نازک طبع لڑکی شاید وایولٹ ہی اُس کا نام تھا۔ وہ کیا تمہاری بیٹی تھی؟ کیا وہ اچھی تو ہے؟"

اجنبی پھر ایک بار ہنسا اور ہیتھ کو اس کی ہنسی کسی شیطانی قہقہہ کی مانند سمع خراش معلوم ہوئی

"ہاں وہ اچھی ہے فقط میں نے اس کو جان سے مار ڈالا ہے!"

"تم نے... کیا کہا؟" ہیتھ نے جس کے چہرہ کی رنگت آن واحد میں سپید ہو گئی تھی رکتے ہوئے دہشت آمیز لہجہ میں پوچھا "ظالم ملعون کیا تو نے اس کو مار ڈالا ہے کیوں کس لئے؟"

"کسی کو مجھ سے پوچھنے کا کیا حق؟ وہ میری چیز تھی میں نے جو سلوک مناسب سمجھا اس کے ساتھ کیا۔ کم از کم اب وہ تمہارے جیسے بدنہاد شخصوں کی دست برد سے محفوظ رہیگی۔ ہاں بیشک میں نے اس کو مار ڈالا اور اسی طرح کسی روز تمہیں بھی مار ڈالونگا۔... یا نہیں" اس نے پھر وہی خشک ہنسی کی بد ہم آوازیدا کی "اس لئے کہ جان سے مار دینا کوئی سزا نہیں مجھ کو اس سے بہت زیادہ ہیبت ناک طریقے تمہارے ہی گے

یاد ہیں۔ پس کان کھول کر سُن لو یں وہ عذاب و اذیت تم کو دوں گا۔ میں تمہاری زندگی کو اتنا تلخ بناؤں گا کہ تم دو میں سے ایک بات ضرور کرو گے۔ یا تو مجھی سے کہو گے کہ میں تمہیں جان سے مار ڈالوں یا... اگر تم میں اس قدر حوصلہ باقی ہے تو خودکشی کر لو گے!"

ہینفہ نے اپنا انگوٹھا بجلی کی گھنٹی کے بٹن پر رکھا ہوا تھا لیکن اس مردِ پُر اسرار... کائناتِ عالم کے اس ظاہری تلچھٹ کی ہولناک دھمکیوں کو سُن کر اُن کی پوری اہمیت سے ناواقف ہوتے ہوئے کچھ اس طرح کی دہشت اس کے دل کو ہوئی کہ انگوٹھا گھنٹی کا بٹن نہ دبا سکا۔ بدن میں جیسے رعشہ پڑنے لگا۔ پیشانی عرقِ سرد سے تر ہو گئی۔ ینگنز نے اس کی یہ بدلی ہوئی حالت دیکھی تو اُسی تلخ آواز میں جو اس سے مخصوص تھی پھر ایک پُرشور قہقہہ لگایا اور اب کی مرتبہ وہ اتنے زور سے ہنسا کہ کمر میں خم پیدا ہونے لگا۔ پھر اس سے پہلے کہ ہینفہ اسے روکنے یا کوئی بات کہنے کی جرأت کرتا۔ وہ چپکے سے دروازہ کھول کر رخصت ہو گیا۔

بعد ازاں ہینفہ بڑی دیر تک سوچتا رہا کہ ایسے عالیشان ہوٹل کے دروازہ میں اُسے کیونکر قدم رکھنے کی اجازت دی گئی ہوگی؟ لیکن پھر اُسے خیال آیا کہ ہوٹل کے ملازموں کی زیادہ تعداد چینیوں اور مشرقی اقوام کے لوگوں کی ہے اور یہ لوگ اچھے بُرے کی تمیز نہیں رکھتے۔

اس کی اشتہا زائل ہو چکی تھی کھانے کی رغبت نہ ہوتے ہوئے بھی اس کو ظاہر داری کی غرض سے رسم ادا کرنی پڑی۔ لیکن کچھ اس طرح کی دہشت اس کے دل پر سوار ہو چکی تھی کہ جب وہ دوبارہ اپنے کمرہ میں واپس آیا تو سب سے پہلے اس نے کھڑکی کھول کر گھاٹ کی طرف دیکھا لیکن نہ معلوم یہ اس کا وہم تھا یا کیا۔ مگر اس کا خیال ہے کہ بہتے پانی میں اُس نے سڑک کے کونے پر لگے ہوئے گیس لیمپ کی

غیر یقینی روشنی کی مدد سے جان ہنگنز کو اسی مقام پر دیوار سے کمر ٹیکے ہوٹل کی کھڑکی کی طرف گھورتے ہوئے دیکھا۔ صبح کو پھر وہ اُسی جگہ موجود تھا۔ رات کو بھی وہیں کھڑا ہوا دکھائی دیا۔ خدا کو ہی بہتر معلوم ہے کہ اس کمبخت کو بھوک اور پیاس کا بھی احساس ہوتا تھا یا نہیں؟

تنگ آکر ہنیفہ نے کمرہ تبدیل کر لیا۔ اب وہ بڑے پھاٹک کو چھوڑ کر ایک بغلی دروازہ کی راہ سے باہر آیا جایا کرتا تھا۔ لیکن جب کبھی وہ پیچھے مُڑ کر دیکھتا تو خواہ وُہ شہر کے کسی حصّہ میں کیوں نہ ہو دس میں چھ بار ضرور اس کو جان ہنگنز کسی مقام پر کھڑا اپنی طرف گھورتا دکھائی دیتا تھا۔ اپنے کمرہ کی تنہائی میں اس نے یہ کہہ کر اپنے آپ کو سمجھانے کی کوشش کی کہ غالباً میرا خوف میں آیا ہوا دماغ ہر وقت اس کی صورت آنکھوں میں پیدا کئے رکھتا ہے۔ لیکن اصل حقیقت کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ بات یہ ہے کہ جان ہنگنز کی شرلنت کی موجودگی نے اس کے اعصاب کو شکست کرنا شروع کر دیا تھا تنگ آکر ہنیفہ نے فیصلہ کیا کہ یہاں سے ونکوور چلے جانا چاہیئے۔ چنانچہ اس تجویز پر عمل کیا گیا۔

۲

ونکوور پہنچنے کے بعد چند روز ہنیفہ کے دل کو اطمینان کا سانس آیا اُس نے سوچا بلا پیچھے رہ گئی۔ جان بچی لاکھوں پائے۔

مگر ایک دن کا ذکر ہے رات کا وقت تھا ہنیفہ اور اس کا ایک دوست شمالی ونکوور کی سیر کرنے گئے واپسی کے موقعہ پر جب دریا عبور کرنے لگے تو آدھی رات ہو گئی تھی۔

"یہ وقت چینی بستی کی سیر کرنے کے لئے خوب ہو گا" ہنیفہ کے دوست نے جو ان خطروں سے غیر آگاہ تھا جو امریکن شہروں کی ان مشرقی بستیوں میں چھپے رہتے ہیں

کہا " اعتراض نہ ہو تو آؤ ٹہلتے ہوئے چلیں "

دونوں پا پیادہ بنڈ اسٹریٹ کی طرف ہو لئے یہاں کی زندگی کا نقشہ ہی بدلا ہوا نظر آتا تھا نئی اور انوکھی بدبوئیں اور خوشبوئیں ایک دوسرے سے آمیز ہو کر قوت شامہ کو پریشان کرتی تھیں۔ گلی سڑی ترکاری۔ جلی ہوئی افیون۔ جوش میں آئے ہوئے انسان عجب طرح کے ماکولات۔ ان میں سے ہر ایک چیز کی جدا جدا بو مغربی سرزمین میں مشرق کا نظارہ پیش کرتی تھی۔ دوکانیں بند تھیں۔ صرف ان مکانوں میں جہاں کھانے کا انتظام تھا بند دروازہ کے پیچھے سے بیدار لوگوں کی آوازیں اور روشنی کی مدھم کرنیں کانوں میں آتی یا دکھی جاتی تھیں۔

کہیں کہیں کوئی مشتبہ چلن کا آدمی یا مشکوک پیشہ کی عورت اندھیرے میں سایہ کی طرح چلتی دکھائی دے جاتی۔ کھڑکیوں کی پشت پر نردبین پھینکنے کی آواز چینی راگ کی ہم آہنگی سے ملی ہوئی سنائی دیتی تھی۔

" میں نے سنا ہے شہر کے اس حصہ میں پولیس کے سپاہی بھی رات کے وقت دو دو مل کر آتے ہیں " ہنیتھ کے دوست نے کہا " ٹھہرو۔ ذرا دیکھیں تو "

دیوار میں بنی ہوئی ایک چھوٹی سی کھڑکی ان کے داہنی طرف واقع تھی قریباً ایک فٹ مربع اور ان کے گھٹنے کے برابر اونچی اس لئے ان کو نیچا ہو کر اس کے اندر دیکھنا پڑا۔ ان کی توجہ خصوصیت کے ساتھ اس لئے اس طرف گئی تھی کہ یہ پہلی کھڑکی جو ان کو نظر آئی اس میں پردے یا شٹر لگے ہوئے نہ تھے انہوں نے بند آئینہ کی راہ سے دیکھا تو معلوم ہوا کھڑکی کے برابر ایک میز پر تیل لمپ رکھا ہے اور دو آدمی سامنے بیٹھے فین ٹین کھیل رہے ہیں

جیسا لکھا گیا ہے ہنیتھ اور اس کا دوست بغیر کسی خاص ارادہ کے اس کھڑکی کے قریب کھڑے ہوئے تھے۔ لیکن جونہی انہوں نے شیشہ کی راہ سے اندر نظر

ڈالی۔ ہیتھ اس طرح پیچھے ہٹا گویا سانپ نے اس کو ڈسا ہو۔ کیونکہ اس کے عین بالمقابل اس مردِ ملعون کا چہرہ تھا جس کو وہ اپنے خیال کے مطابق بہت پیچھے چھوڑ آیا تھا۔ وہی کینہ آلود آنکھیں۔ وہی سانپ کی سی ٹکٹکی اور جب دو شخصوں کو باہر کھڑا دیکھ کر اُس نے شیشہ کے سامنے پردہ پھیلانے کے لیئے ہاتھ آگے نکالا تو ہیتھ نے دیکھا اس کی اُنگلیوں کے بیچ میں وہی نہ بھُولنے والی جلّی لگی ہوئی تھی

اس کے دو دن بعد ہیتھ سڈنی کی بندرگاہ کو جو آسٹریلیا میں واقع ہے روانہ ہو گیا اس کی بی بی ان دنوں وہیں اپنی بہن سے ملنے گئی ہوئی تھی۔ اس کو بحری سفر کا سوچا ہوا پروگرام قطع کر دینا پڑا۔ لیکن وہ مجبور تھا پیشتر اس کا خیال تھا کہ رفتہ رفتہ دُنیا کی سیر کرتا ہوا آسٹریلیا پہنچے گا۔ لیکن دنگوور کے رات والے واقعہ نے ہر قسم کا شوق سیاحت اس کے دل سے خارج کر دیا اس نے سوچا یہ کام بعد کو ہوتا رہے گا۔

۳

جہاز سین فرانسسکو سے چل کر سمندر کے وسط میں ہونولولو کی طرف جا رہا تھا کہ ہیتھ پہلی مرتبہ اپنے ذہنی اضطراب پر اس درجہ غالب آسکا کہ صحن جہاز پر آکر باقی احباب سے ملے۔ اس کے رہنے کو ایک علیحدہ کیبن مخصوص تھی اور وہ دن بھر اسی میں پڑا رہا کرتا تھا۔ جو لوگ صحن جہاز کو دھوتے یا صاف کرتے تھے اُن کی آوازیں اور کپڑوں کی سرسراہٹ اس کے کانوں میں آیا کرتی تھی لیکن ایک دن صبح کو جب وہ باہر نکلنے کی تیاری کر رہا تھا تو اسے اپنی کیبن کے بند دروازہ کے باہر وہی خشک گلو گرفتہ قہقہہ کی آواز سُنائی دی جس سے اس کے کان اچھی طرح آشنا ہو چکے تھے۔ وہ کان لگا کر سُننے لگا۔ بدن میں تھرتھری پیدا ہو رہی تھی مگر وہ اپنے جی کو یہ سمجھانے کی کوشش کرتا تھا کہ شاید میرے اپنے

دماغ نے اس آواز کو میرے تصور میں تازہ کیا ہے۔ لیکن آواز پھر ایک بار سُنائی دی اور اب کی مرتبہ وہ اتنی صاف تھی کہ کوئی شک وشبہ اس کے دل میں باقی نہ رہ گیا۔ دُنیا میں صرف ایک آدمی اس طرح کی آواز پیدا کر سکتا تھا اور وہ اس سے بخوبی واقف تھا بستر پر لیٹے ہوئے وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ ضرور جان ہگنز میرا پیچھا کر رہا ہے کس بلا کے عزم و استقلال کا آدمی تھا کہ اس کے تعاقب میں جہاز پر بھی آپہنچا!

ایک بار اس کے جی میں آئی کہ ہونولولو کی بندرگاہ میں پہنچ کر اس جہاز سے اُتر جاؤں اور کسی دوسرے جہاز پر سوار ہو کر باقی ماندہ سفر پورا کر دوں۔ یہی ایک طریقہ اس مردِ منحوس سے نجات حاصل کرنے کا تھا۔ لیکن پھر اس نے حوصلہ کیا اور سوچا ایسی بھی کیا دہشت؟ سب میرے اعصاب کی کمزوری کا نتیجہ ہے۔ جونہی کوئی قابلِ اعتراض حرکت اس شخص کی طرف سے ہوئی میں اس کو فوراً حوالہ پولیس کر دوں گا۔ آخر یہ کالی وردی والے کس مرض کی دوا ہیں؟

لیکن گو اس نے اپنے دل کو ڈھارس دے لی۔ تاہم یہ امر واقعہ ہے کہ سفر کے باقی ماندہ حصے میں اکثر راتوں کو اسے نیند نہ آتی۔ وہ سونے سے پہلے اپنی کیبن کا ایک ایک کونہ دیکھ لیا کرتا اور اندر کی طرف دوہرا قفل لگا کر سوتا۔ تنہائی میں کبھی اس آدمی کے سامنے آنے کی کوشش نہ کرتا۔ ایک دن جب جہاز کے ڈاکٹر نے کھانے کی میز پر یونہی بغیر کسی وجہ کے اس سے پوچھا "کیا کبھی آپ نے کوئی ایسا آدمی بھی دیکھا ہے جس کی اُنگلیاں جھلی سے جڑی ہوئی ہوں" تو اتنی دہشت اس پر طاری ہو گئی کہ ہاتھ میں اُٹھا ہوا کانٹا بڑے زور سے چینی کی پلیٹ پر گر پڑا اور وہ ریزہ ریزہ ہو گئی۔

ڈاکٹر بیچارہ حیران تھا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ لیکن سیٹھ کے اگلے سوال نے اُسے

اور بھی حیران کر دیا کہنے لگا۔

"یہ سوال آپ نے خصوصیت کے ساتھ مجھ سے کیوں پوچھا؟ اگر خدا نے کسی آدمی کو شیطانی صورت دی ہے تو مجھ سے اس کا واسطہ؟"

اس پر نہ صرف ڈاکٹر بلکہ اور بھی جتنے آدمی کھانے کی میز پر جمع تھے ہینچ کے بڑھے ہوئے چڑچڑے پن کو دیکھ کر حیران و ششدر رہ گئے۔

ہینچ نے کھسیانا ہو کر بات کو ہنسی میں ٹالنے کی کوشش کی مگر اس کی ہنسی پھیکی اور بدمزہ تھی معذرتی لہجہ میں کہنے لگا۔

"ڈاکٹر صاحب بات دراصل یہ ہے میرے جی کو ایسی باتوں سے بڑا اکراہ ہوتا ہے آپکے ذکر چھیڑنے سے منہ کا ذائقہ خراب ہو گیا۔"

"معاف کیجئے میں نے تو محض ایک سرسری ذکر چھیڑا تھا۔" ڈاکٹر نے جواب دیا "میں نے اپنے پیشہ کے دوران میں کبھی اس طرح کا آدمی نہیں دیکھا لیکن اتفاق سے اس جہاز کے بادبچیوں میں ایک شخص ایسا ہی موجود ہے تاہم جانے دیجئے اس ذکر کو لمبا کرنے سے کیا فائدہ؟"

اس کے بعد ہینچ اس جگہ سے اٹھ کر اپنی کیبن میں چلا گیا لیکن یہ امر واقعہ ہے کہ اس دن سے اس کی بھوک اور نیند بالکل ہی زائل ہو گئی۔

سڈنی پہنچنے سے چند روز پیشتر ایک رات جب وہ فکروں میں غلطاں اپنے بستر پر لیٹا ہوا کروٹیں لے رہا تھا اور نیند نہیں آتی تھی اس کی نگاہ بند دروازہ میں لگے ہوئے شیشہ کی طرف گئی تو کیا دیکھتا ہے۔ کسی آدمی کا چہرہ باہر کی طرف لگا ہوا قہر آلود اور کینہ توز نگاہوں سے اس کی طرف دیکھ رہا ہے! لیونارڈ کا ماتھا ٹھنکا یہ آدمی جان ٹکنر کے سوا اور کوئی نہ ہو سکتا تھا دہشت کی حالتوں میں ایک انتہا درجہ بھی ہوتی ہے۔ جب انسان مایوسی کے عالم میں سب کچھ کرنے کو تیار ہو جاتا

ہے۔ ہرچند لیونارڈو کو اس آدمی سے خطرہ لگا رہتا تھا تاہم اس موقعہ پر اس کو خلاف توقع دیکھ کر وہ بے تابانہ اٹھا اور بڑے زور سے دروازہ کھول دیا لیکن باہر کوئی نظر نہ آیا اس نے حد نگاہ تک صحن جہانہ کو دیکھا جگہ خالی پڑی تھی۔ پریشان و دل گرفتہ وہ دوبارہ آکر پڑ گیا لیکن رات بھر اس کو نیند نہ آسکی۔

اس کے چہرہ کا رنگ روز بروز نیلا پڑتا جاتا تھا۔ اعصاب اتنے کشیدہ ہو گئے کہ ذرا سی غیر معمولی آہٹ پر اُچھل پڑتا تھا۔ جب اس کا جہاز سڈنی کی بندرگاہ میں پہنچا تو بی بی اس کی بدلی ہوئی حالت دیکھ کر حیران و ششدر رہ گئی کہنے لگی

"معلوم ہوتا ہے اس سفر میں تم کو فائدہ کی بجائے اُلٹا نقصان پہنچا ہے تم تو اپنے وجود کا محض سایہ نظر آتے ہو یہاں سے تھوڑی دُور دیہات میں میرا بھائی رہتا ہے چلو میں تم کو اس جگہ لے چلوں۔ وہاں کی آب و ہوا میرے خیال میں تمہارے لئے فائدہ مند ہوگی"

وہ لیونارڈ ہتھیفہ کو لے کر اپنے بھائی کے پاس چلی گئی جس نے بھیڑوں کے گلّے پال رکھے تھے اور قریباً دو ہفتے لیونارڈ نے اس جگہ رہ کر گذارے اس اثنا میں جان ٹگنر کا منحوس چہرہ کبھی اس کے دیکھنے میں نہ آیا تیسرے ہفتہ کے شروع میں ایک بحری تار انگلستان سے اس کے نام موصول ہوا۔ جسمیں لکھا تھا کہ ایک اشد ضروری کام درپیش ہے جس قدر جلد ممکن ہو سکے اس جگہ پہنچو۔

لیونارڈ ہتھیفہ کی بی بی اگرچہ ان دنوں دو جی سے تھی اور اس کی اپنی صحت کسی لمبے سفر کی متحمل نہ ہو سکتی تھی تاہم اس نے شوہر کو تنہا بھیجنا گوارا

نہ کیا۔ اور دونوں وائیٹ سٹار لائن کے ایک جہاز پر سوار ہو کر عازم انگلستان ہوئے۔ چونکہ ان ایام میں کوئی غیر معمولی واقعہ پیش نہ آیا تھا۔ اس لئے لیونارڈو کی صحت میں رفتہ رفتہ اصلاح ہونے لگی۔ اور ہیتھ نے یہ سوچ کر اپنے جی کو سمجھانا شروع کیا کہ جان ہگنز کہیں پیچھے رہ گیا یا عین ممکن ہے کہ اس حد تک پریشان کرنے کے بعد وہ اپنی مرضی سے ہی پیچھا چھوڑ کر چلا گیا ہو۔

لیکن نئے جہاز پر سفر کرتے ہوئے پہلا ہفتہ بمشکل ختم ہوا تھا کہ وہی تلخ ناخوشگوار قہقہہ جو ہگنز سے مخصوص تھا ایک رات اس کے کانوں میں پہنچا۔ لیونارڈو ہیتھ کو ایسا معلوم ہونے لگا گویا صدہا شیطان اس کے بدن میں سوئیاں چبھو رہے ہیں۔ نہ جانے ہوئے خطرہ کے انتظار نے اس کی حالت بے حد زار کر دی۔

جہاز بنا سیرز کی بندرگاہ میں پہنچ کر کوئلہ لینے کے لئے رکا تو ہیتھ اپنی بی بی کے اصرار پر اس چھوٹی سی پہاڑی سے گذر کر جو گھاٹ کے قریب واقع ہے شہر کے نظارے دیکھنے چلا۔ ایک اونچے مقام پر کھڑے ہو کر انہوں نے پاسیوڈی سین جو لیو کے اس بازار کو دیکھنا شروع کیا جو ملاحوں کی نظر میں دنیا بھر کے شہروں کے نہایت بدنام بازاروں کا سرتاج ہے۔

جب وہ دونوں کھڑے انسانیت کی اس تلچھٹ کو دلچسپ نظروں سے دیکھ رہے تھے جو بہتے دریا کے پانی پر گذرتی ہوئی چیزوں کی مانند ان کی نظروں کے سامنے سے نکلی جا رہی تھی تو ناگاہ کیا دیکھتے ہیں کہ قریب ہی ایک مکان کا دروازہ کھلا اور جان ہگنز نکل کر دہلیز میں کھڑا ہو گیا اس کی نگاہ میں وہی کینہ اور دبا ہوا جوش تھا جس کا تصور لیونارڈو ہیتھ کو لرزہ براندام کر دیا کرتا تھا

اس کے گھٹنے بے اختیار خم ہونے لگے۔ بدن میں تھرتھری پیدا ہو گئی۔ ضعف جانی کے عالم میں اس نے اپنی بی بی کے بازو کا سہارا لیا اور اس کو صحیح معنوں

میں کھینچتا ہوا بازار کے موڑ کی طرف لے چلا۔

"کیوں کیا بات ہے؟" بی بی نے رستہ میں پوچھا۔ "کون تھا جسے دیکھ کر تم اس طرح چلے آئے؟"

"کوئی نہیں! کوئی نہیں!" لیونارڈ نے بات ٹالنے کی غرض سے کہا۔

لیکن جب دونوں بازار پلازا میں پہنچے اور ہتھ نے فکر آمیز نظروں سے پیچھے کی طرف دیکھا تو جان ٹکنز دونوں ہاتھ لاپروائی سے جیبوں میں ڈالے سایہ کی مانند ان کے ساتھ ساتھ چلا آرہا تھا۔ کسی طرح اس سے نجات پانے کے لئے ہتھ بی بی کو ساتھ لئے بازار لی فلانیڈا کی طرف مڑا جس میں فقط بہترین دوکانیں واقع ہیں اور وہ بھی ان کے پیچھے پیچھے وہاں جا پہنچا۔ نہایت پریشان ہو کر لیونارڈ ہتھ نے ایک گاڑی کرایہ کی اور پیو روانہ ہو گیا لیکن وہاں پہنچ کر دیکھا تو جان ٹکنز پہلے سے موجود تھا۔ میاں بی بی جلد ہی واپس آکر ایک ریسٹوران میں کھانا کھانے لگے۔ دو منٹ کے بعد کیا دیکھتے ہیں ٹکنز پاس والی میز پر بیٹھا ہے۔ مختصر یہ کہ جہاز پر واپس جانے کے وقت تک ہتھ کی حالت کسی ہسٹریا کے مریض کی سی ہو گئی خصوصاً اس لئے کہ اُسے اپنے محسوسات بی بی سے چھپائے رکھنے کی کوشش کرنی پڑتی تھی۔

اس جگہ سے آگے جہاز کولمبو پہنچ کر ٹھہرنا تھا۔ اس سفر میں گو ہتھ کو قدرے سکون حاصل ہوا تاہم اب وہ اس خیال سے اپنے دل کو تسلی دینے کے قابل نہ تھا کہ دشمن اس کے تعاقب میں نہیں ہے یا یہ کہ جو کچھ وہ دیکھتا یا سنتا ہے محض وہم کا نتیجہ ہے۔ سچ پوچھئے تو اب وہ یقینی طور پر اس نتیجہ پر پہنچ چکا تھا کہ اس کے لئے اس مرد منحوس سے محفوظ رہنا یا نجات پانا عملی طور پر ناممکن ہے حتےٰ کہ وہ اگر دنیا کے زیرین حصے میں بھی پہنچ جائے تو یہ شیطان اس کی تلاش میں وہیں پہنچ جائے گا۔ تنگ آکر اس کو پولیس کا خیال آیا اور اس نے سوچا کہ ایک بھرا

ہُوا پستول ہر وقت اپنے پاس رکھنا چاہیئے تاکہ جب اس شخص کی طرف سے کوئی مشکوک حرکت ہو تو بیہ اُس کو نشانہ بنانے سے دریغ نہ کرے۔

سب سے زیادہ اس کے جی کو حیران کرنے والی بات یہ تھی کہ صحن جہاز پر بھی وُہ اس کی توجہ سے محفوظ نہ رہ سکتا تھا۔

۴

سمتھ کا بدن روز بروز دُبلا ہوتا جا رہا تھا۔ مزاج میں چڑچڑاپن آ گیا۔ عجب طرح کی انتشار انگیز بے خبری ہر وقت اس پر طاری رہنے لگی۔ دل انتہائی کوشش کے باوجود شکیبائی حاصل نہ کر سکتا تھا۔ مُنہ ذرا سا نکل آیا۔ عدم یگانگی لاتعداد اندیشے۔ بے حساب فکر ہر لحظہ اس کے لئے سوہانِ روح ثابت ہوتے تھے۔ تاہم اس نے اس بات کا مصمم ارادہ کر لیا کہ زمین پہنچ کر ایک پستول ضرور خرید وں گا۔

اس جگہ پہنچنے کے بعد جب یہ لوگ بازار ایونیڈا سے گذر رہے تھے تو ایک اسلحہ فروش کی دُکان دیکھ کر بیونارڈ سمتھ نے بی بی کو بعض دوستوں کے ساتھ آگے نکل جانے دیا اور خود موقعہ پاکر تنہائی میں ایک پستول کا سودا کرنے لگا۔ لیکن جب وُہ اُسے خرید کر باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہے کہ جان تگنر وہیں دکان کے دروازہ کے ایک جانب کھڑا اُس کی طرف دیکھ کر زور زور سے ہنس رہا ہے وہی [illegible] کی منحوس صورت تھی وہی کینہ توز آنکھیں اور وہی جگر خراش قہقہہ کی آواز۔

چوک روی موشن میں وُہ اپنی بی بی اور ساتھیوں سے جا ملا۔ وہاں سے یہ دونوں سمتھ اور اس کی بی بی۔ دُوسروں سے علیحدہ ہو کر ٹہلتے ہوئے ایک طرف کو چلنے لگے مگر سمتھ نے کسی موقعہ پر پیچھے مُڑ کر دیکھنے کی کوشش نہ کی۔

رستہ میں ایک موقعہ پر اس کی بی بی کہنے لگی " نہیں معلوم یہ بھک منگا سا لفنگا کون ہے جو کبھی ہنستے اور کبھی گھورتے لگتا ہے مگر میں دیکھ رہی ہوں وُہ بڑی دیر سے ہمارے پیچھے لگا آتا ہے۔ کیوں تم اس سے نہیں پُوچھتے کہ وہ کون ہے اور ہمارے ساتھ کس لئے چلا آتا ہے ؟"

مگر سمتھ نے بی بی کی بات ان سُنی کر دی

اُس رات جہاز پر کھانا کھاتے ہوئے اس نے ایک افسر کو کسی مُسافر سے باتیں کرتے سُنا

" عجب طرح کا پُر مذاق انسان ہے۔ ملاح تو اس کی باتیں سُنتے نہیں تھکتے کیا آپ نے بھی اُسے دیکھا ہے ؟"

" غالباً وہی جو ٹھگنے قد کا بدصورت آدمی ہے اور جس کے ہاتھوں کی بناوٹ بطخ کے پاؤں سے ملتی جُلتی ہے میں نے سُنا تھا بڑا ماہر فن جادوگر ہے"

" وہی ! میں نے خود اس کے کئی کرتب دیکھے ہیں ایسی ایسی باتیں کرتا ہے کہ دیکھنے والا حیران وششدر رہ جاتا ہے میرے خیال میں اگر یہ آدمی انگلستان پہنچنے کے بعد لوگوں کو اپنے کرتب دکھانا شروع کر دے تو کافی آمدنی پیدا کر سکے"

انگلستان سے رُخصت ہونے کے وقت سمتھ نے اس خیال سے مکان خالی کر دیا تھا کہ ناحق کرایہ بڑھتا رہے گا۔ لیکن اب چونکہ مسز سمتھ کے وضع حمل کے ایام قریب تھے اس لئے رہنے کو کسی اچھے مکان کی تلاش ضروری تھی میاں بی بی کی دلی آرزو یہ تھی کہ لڑکا پیدا ہو اس سے نہ صرف اُن کے دونوں کو خوشی ہوگی بلکہ مالی حالات میں بھی اصلاح کی صورت نکل آئے گی۔ چونکہ سمتھ کی اپنی صحت روز بروز بگڑتی جا رہی تھی اور عصبی کمزوری کا زور تھا اس لئے ڈاکٹر کے مشورہ نیز کسی اور مصلحت سے یہی بہتر سمجھا گیا کہ نیا مکان لندن سے تھوڑے فاصلے پر کسی دیہات

میں لے لیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

شروع شروع میں جان ہگنز کی صورت دکھائی نہ دی۔ اس کے علاوہ لندن کے بازاروں کی نہ ختم ہونے والی چہل پہل اور دن رات کی پُرشور آوازیں کسی نامعلوم خطرہ کے احساس کو ہیتھ کے دل سے نکال دینے کے لئے کافی تھیں۔ اس کے باوجود احتیاطاً وہ اپنا بھرا ہوا پستول ہر وقت جیب میں رکھا کرتا تھا۔ واپس آنے کے ہفتہ عشرہ بعد وہ ایک روز دفتر میں بیٹھا کچھ کام کر رہا تھا کہ محرّر نے ایک رقعہ لاکر دیا جو ارزاں قسم کے پُرزہ کاغذ پر نہایت بدخط لکھا ہوا تھا ہیتھ نے اُسے کھول کر پڑھنا شروع کیا یہ الفاظ اُس میں درج تھے :-

"تم نے ایک چھوٹی سی بندوق میرے مارنے کے لئے خریدی ہے لیکن میرا کہا مانو تو اس بچے کے کھلونے کو کسی مقام پر چھپا کے رکھ دو۔ کیونکہ اُس سے تمہیں کوئی فائدہ نہ پہنچے گا۔ تم بے خبر جاہل ہو حقیقت حال کو نہیں جانتے شاید تم نے جی میں سوچا ہے کہ اگلے موقعہ پر مجھے جان سے مار دوگے۔ فرض کرو تم نے ایسا کر دیا تو پھر اس سے کیا؟ اس کی سزا یقیناً تم کو پھانسی کی صورت میں بھگتنی پڑے گی۔ لیکن میرا کیا بگاڑ دوگے؟ میرے رہنے کا مکان یعنی جسم اگرچہ فانی ہے لیکن میں (روح) تو ہمیشہ باقی رہوں گا۔ مجھے تم کسی حال میں مٹا نہیں سکتے۔ اس لئے اس قسم کی لاحاصل کوشش نہ کرنا ورنہ میں تمہیں کبھی معاف نہ کروں گا"

جان ہگنز

خط کو اُلٹ پلٹ کرتے ہوئے ہیتھ نے تلخ آواز میں اُس محرّر سے جو لے کر آیا تھا پوچھا "یہ کس نے تمہیں دیا؟"

"جی ایک پستہ قد بدحال آدمی تھا میں نے کئی بار اس کو بارہا میں مکان کے دروازہ کے آس پاس منڈلاتے ہوئے دیکھا ہے۔"

”آئندہ جب تم اسے دیکھو فوراً حوالہ پولیس کردو اس طرح کے آوارہ گرد بھک منگوں کے خط میرے پاس نہ لایا کرو۔“

لیکن گو اُس نے اُس پُرزہ کاغذ کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے آتشدان میں پھینک دیا تاہم اس کا مضمون اَمٹ حرفوں میں اس کے ذہن کے اندر اس طرح نقش ہو گیا کہ وُہ انتہائی کوشش کے باوجود اس کو زائل نہ کرسکا کچھ اس طرح کی بدحواسی اُس پر مسلط ہونی شروع ہو گئی کہ بیٹھے بیٹھے۔ رستہ چلتے۔ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد دفعتاً پیچھے مڑ کر دیکھنے لگتا اور ہر وقت بیقرار رہتا تھا

اس کے چہرہ پر اطمینان کے آثار کبھی پیدا ہی نہ ہوتے۔ رات کو سونے سے پیشتر کئی کئی بار اُٹھ اُٹھ کر مکان کا کونا کونا دیکھتا۔ الماریوں کے پیچھے میز کرسیوں کے نیچے کسی نادیدہ چیز کی تلاش میں سرگرداں رہتا اس اثنا میں اُس کی بیخوابی روز بروز ترقی کرتی جاتی تھی۔ اس کو رفع کرنے کے لئے بہت کچھ علاج معالجہ کیا لیکن یہ ایسا آزار نہ تھا کہ ڈاکٹری دواؤں سے رفع ہو جاتا۔ بیچ میں کبھی کبھار دس پندرہ دن کے لئے جان ٹگنز کی صورت دکھائی نہ دیتی اور وُہ اپنے جی میں اس خیال سے مطمئن ہونے لگتا کہ شاید وہ میرا پیچھا چھوڑ کر کسی طرف کو رخصت ہو گیا لیکن اس کے بعد ناگہاں جب اُس کا ذرا سا انتظار بھی نہ ہوتا تو وُہ کسی بعید از اُمید مقام پر آنکلتا۔

کبھی ایسا معلوم ہوتا کہ تعاقب برابر جاری چلا جاتا ہے۔ جان ٹگنز کسی دوکان سے نکل کر خلقت کے ہجوم کو چیرتا ہوا اُسے اپنی طرف آتا دکھائی دیتا۔ کبھی وُہ ریلوے سٹیشن کی سیڑھیوں پر اُس کو ملتا۔ کبھی کسی رسٹوران میں کھانا کھاتے ہوئے حاضرین کی ملی جُلی باتوں سے الگ اس کے خشک قہقہہ کی آواز کانوں میں آتی وُہ لاکھ گردن اُٹھا اُٹھا کر دیکھتا لیکن دشمن کہیں نظر نہ آتا تھا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے وہ بی بی کو ساتھ لے کر عبادت کی غرض سے گرجا گیا تھا کہ تکنز آکر ایک نشست پر پیچھے بیٹھ گیا وہ وقت یونا رڈ سمتھ کی زندگی میں اپنی اذیت کے اعتبار سے ناقابل فراموش ثابت ہوا کیونکہ حاضرین اور بی بی کی موجودگی کے باعث وہ اپنے محسوسات کو دبانے پر مجبور تھا اور اظہار میں اتنی تکلیف نہیں ہوتی جتنی اخفا میں ہوا کرتی ہے۔

حاصل کلام یہ کہ سمتھ کے اعصاب رفتہ رفتہ شکست و ریخت ہونے لگے کسی بدنصیب گنہگار نے دوزخ میں کبھی ایسا عذاب نہ جھیلا ہوگا جیسا اپنی روزمرہ کی زندگی میں اس بدنصیب کو جھیلنا پڑتا تھا دنیا کی ساری دلچسپیاں ماند ہو گئیں کسی کام میں جی نہ لگتا تھا دن بدن کی بیقراری کبھی پیچھا نہ چھوڑتی یہی محسوس ہوتا کوئی سایہ کی مانند ساتھ ساتھ لگا پھرتا ہے اندھیرے سے ڈر آنے لگا۔ جہاں تک ممکن ہوتا وہ ایک سے دوسرے مقام پر تنہا جانے سے گریز کرتا تھا۔

اسی طرح وقت گزرتا گیا۔ حتیٰ کہ بی بی کے وضع حمل کے ایام قریب آنے لگے اب صرف ایک خیال کبھی کبھی اس کے جی میں راحت کا احساس پیدا کرتا تھا وہ یہ کہ شاید خدا لڑکا دے جس کا انتظار تھا اس کی محبت اور کشش میں ممکن ہے میں اپنے اس رنج و الم کو بھلا سکوں اس کی صورت دیکھنے سے شاید میرے جی کی بے تابی رفع ہو۔ اس کے ساتھ دل بہلاؤ میں شاید سامانِ تفریح پیدا ہو سکے ...

۵

رات حد سے زیادہ تاریک تھی مکان کے آس پاس درختوں کی گنجانی نے اندھیرے کو کم کرنے کی بجائے اور زیادہ بڑھا دیا تھا ہوا تھمی ہوئی تھی لیکن مچھر اور بیماری کے کیڑے بکثرت اڑتے پھر رہے تھے کسی دور افتادہ جوہڑ میں مینڈکوں کی پرشور آوازیں رہ رہ کر کانوں میں آتی تھیں

ہنتھ اپنے کمرہ میں بیٹھا انتظار کر رہا تھا اُوپر کی منزل پر نرسیں اس کی بی بی کے پاس موجود تھیں ڈاکٹر کو آئے بھی تھوڑی دیر گذر گئی تھی ہنتھ کو باغبانی کا شوق تھا اُس دن سہ پہر کو بی بی کی تکلیف سے پریشان خاطر اپنے فکروں میں الجھا ہوا جی کی بے قراری رفع کرنے کے لئے وہ خانہ باغ میں کھدائی اور نلائی کا کام کرتا رہا تھا۔

جس آدمی کے جی میں اضطراب اور پریشانی غالب ہو اس کے لئے نچلا بیٹھنا غیر ممکن ہو جاتا ہے۔ یہی حالت بدنصیب ہنتھ کی اس وقت تھی وہ یکایک اُٹھا اور کمرہ کے طول میں دیوانہ وار ٹہلنے لگا یہی وہ وقت تھا جب ڈاکٹر کوئی چیز لینے کے لئے نیچے اترا۔

ہنتھ کو اس حالت میں دیکھ کر اس نے کچھ اور سمجھا اور کہنے لگا "میرے دوست اتنے بے قرار نہ ہو۔ اطمینان سے کام لو اس طرح کا وقت آیا ہی کرتا ہے لیکن اس سے ہراساں نہ ہونا چاہیئے۔ میں نے دیکھا تھا سر شام آپ باغ میں کھدائی کر رہے تھے یہی کام اب بھی کرو۔ جی بہلا رہے گا۔ خیالات پریشان نہ کریں گے۔"

ہنتھ کو یہ مشورہ پسند آیا اور وہ دروازہ کی راہ سے باغ میں نکلا اُس نے کُتّے کو بُلانے کے لئے سیٹی بجائی۔ مگر وہ نہ آیا۔ غیر معمولی ساکن بات تھی کسی شب بیدار پرندہ کی آواز یا مینڈکوں کے ٹرانے کے سوا کسی طرح کی آواز کانوں میں نہ آتی تھی کدال ہاتھ میں لے کر اُس نے زمین پر ایک دو ٹک لگائے تھے کہ پس پشت جھاڑیوں میں ایک ہلکی سی سرسراہٹ سنائی دی ہنتھ کا کلیجہ اُچھل کر منہ میں آ رہا دہشت نے صدہا ہیولانی شکلیں آنکھوں کے سامنے پیدا کرنی شروع کر دیں خیال آیا ہو نہ ہو وہی ہے ظالم ناگہاں جب اس کا ذرا بھی انتظار نہ تھا کہیں سے آ نکلا۔ جی چاہتا تھا پیچھے مڑ کر دیکھے۔ لیکن جرأت نہ ہوتی تھی تو بھی اس نے گوشہ چشم

سے دیکھا کہ اندھیرے میں اور بھی زیادہ تاریک سایہ گھاس پر نظر آتا تھا خدا معلوم یہ اس کا وہم تھا یا کیا۔ لیکن اس کو ایسا ہی معلوم ہوا کہ وہ سایہ رفتہ رفتہ آگے کو بڑھا چلا آتا ہے ہیتھ نے سمجھ لیا کہ جان ٹکنز آ گیا۔

کسی طرح خیالات کو دوسری طرف لگائے رکھنے کے لئے اُس نے پھر ایک بار کدال کو زمین پر مارا لیکن دھیان اسی سایہ کی طرف لگا تھا جو رفتہ رفتہ نامعلوم مگر یقینی طور پر آگے بڑھا آ رہا تھا۔ ہیتھ کو یاد آیا۔ پستول کمرے میں رہ گیا۔ خیر اس نے سوچا وقت آنے دو۔ جیسا مناسب ہو گا کیا جائے گا۔

سایہ رفتہ رفتہ قریب تر آتا گیا حتیٰ کہ اب ان کا درمیانی فاصلہ چھ فٹ کے قریب رہ گیا تھا دفعتاً ہیتھ کو وہ سایہ لمبا ہوتا معلوم ہوا اور اُس نے اندازہ سے جانا کہ شاید پیشتر وہ جھک کر چلا آتا تھا اور اب سیدھا کھڑا ہو گیا ہے۔ اب اس میں تاب انتظار باقی نہ رہی۔ کدال ہاتھ میں لئے دفعتاً پیچھے کی طرف مڑا۔ اسے چپٹے لوہے کا تیز سرا دشمن کے سر سے ٹکراتا ہوا معلوم ہوا اور اس کے ساتھ ہی بغیر کسی آواز کے کوئی چیز فرش زمین پر ڈھیر ہو گئی۔ ہیتھ نے جیب سے دیا سلائی کی ڈبیہ نکال کر یہ معلوم کرنے کے لئے ایک کو جلایا کہ کیا کسی مزید وار کی ضرورت ہے؟ لیکن جان ٹکنز وہیں اُس کے قدموں کے پاس مُردہ و بے جان پڑا تھا۔ اُس کی کھوپڑی پھٹ گئی تھی اور اُس میں سے گاڑھا خون فرش زمین پر بہتا نظر آتا تھا۔

ہیتھ مشکل سے دوبارہ سیدھا کھڑا ہوا اُس کا بدن مریض تپ کی مانند زور زور سے کانپ رہا تھا پیشانی ٹھنڈے پسینہ سے تر تھی۔ دہشت کے ساتھ ملا ہوا اطمینان کا احساس اُس کے دل کو ہونے لگا تھا دہشت اُس ہیبت ناک نظارہ کو دیکھ کر ہوتی تھی۔ جو اس کی نظروں کے سامنے تھا اور اطمینان اس خیال سے کہ آج اس بلا کا خاتمہ ہو گیا۔ اب میرے لئے پھر زندگی کی دلچسپیوں سے بہرہ اندوز ہونا ممکن ہو گا۔

پھر آرام و آسائش کی زندگی بسر کر سکوں گا۔

ایک مقام پر اُس نے مٹر کے پودے بونے کے لئے زمین کا تھوڑا سا قطعہ کھودا تھا اُس کو اور زیادہ گہرا کر کے اُس نے پانچ فٹ کا عمق تیار کر لیا اُس کے بعد جان ہگنز کی خون آلودہ لاش کو اس کے مکروہ جعلی دار ہاتھوں کے ساتھ اُس گڑھے میں ڈال کر اُس نے جلدی جلدی مٹی بھرنی شروع کی۔ جہاں جہاں زمین پر خون کے داغ لگے ہوئے تھے اُن کو بھی کدال کی مدد سے کھود ڈالا۔ غرض جہاں تک ممکن تھا ان ہیبت ناک نشانات کو جو اس جرم کا انکشاف کر سکتے تھے مٹانے کی کوشش کی۔ ابھی وہ اس کام سے پورے طور پر فارغ نہ ہوا تھا کہ ڈاکٹر کی آواز کانوں میں آئی جو مکان کے دروازہ کے پاس کھڑا اُس سے کہہ رہا تھا۔

"صاحب مبارک ہو۔ فرزند ارجمند پیدا ہوا ہے۔ اور زچہ کی حالت ہر طرح موجب اطمینان ہے۔ معمولی احتیاط کرنے سے امید ہے چند روز میں اچھی ہو جائیگی۔"

اتنے میں ہیرنڈ دوڑتا ہوا دروازہ کے قریب پہنچ چکا تھا۔ روشنی میں اُس کی حیران صورت دیکھ کر ڈاکٹر نے متعجبانہ کہا "یہ کیا! آپ کی بے رونق صورت دیکھ کر تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ اندھیرے میں کھڑے کھڑے ڈر گئے۔ یا کوئی آسیب دیکھا ہے۔ آیئے میں آپ کو پہلے تھوڑی سی برانڈی دوں بعد ازاں اپنے ساتھ زچہ خانہ میں لے چلوں گا۔"

نہایت تیز برانڈی پینے سے ہیرنڈ میں کچھ تازگی پیدا ہوئی لیکن جب وہ ڈاکٹر کے ساتھ اوپر جانے کو تیار ہو رہا تھا تو ڈاکٹر نے ہوا کو سونگھتے ہوئے متعجبانہ کہا "یہ کس طرح کی گیس کی سی بو آتی ہے؟"

"یہاں گیس کا کیا کام؟"

"میں نہیں جانتا کیا بات ہے لیکن بو اسی طرح کی تھی"

بعد ازاں ڈاکٹر نے جس کی قوت شامہ غیر معمولی تیز تھی کچھ اس طرح کی بو

محسوس کی جیسی ایفونان کی ہوا کرتی ہے لیکن اُس نے بار بار جتلانا غیر ضروری سمجھا بہر حال جب وُہ دونوں اُوپر کے کمرہ کی طرف جاتے ہوئے سیڑھیوں پر چڑھ رہے تھے تو ڈاکٹر یکایک اُس سے کہنے لگا۔

" ایک بات میں آپ کو بتانا بھول گیا بچہ کے ہاتھوں میں ایک چھوٹا سا نقص قدرتی پیدا ہوا ہے۔"

"کیا کہا؟" سیتھ نے بے تابانہ پوچھا اور اس کے ساتھ ہی ڈاکٹر کا بازو اپنے ہاتھ سے بڑی مضبوطی کے ساتھ پکڑ لیا

"میرے دوست اس میں گھبرانے کی کوئی بات نہیں" ڈاکٹر نے اطمینان بخش لہجہ میں کہا "ایک نہایت معمولی نقص ہے جس کا علاج بچہ کے ذرا بڑا ہونے پر کیا جا سکے گا۔ اس کے ہاتھوں کی انگلیاں ایک پتلی سی جھلی کے ذریعہ ملی ہوئی ہیں ..."

اس آدمی کی طرح جو حالت خواب میں چل رہا ہو سیتھ بے خبری کے عالم میں ڈاکٹر کے پیچھے پیچھے چلا جاتا تھا۔ لیکن آنکھوں کے سامنے ایک میلے سے پُرزہ کاغذ کی تصویر پھر رہی تھی۔ جس پر یہ نہ بھولنے والے الفاظ گویا آتشی حرفوں میں لکھے تھے

"... شاید تم نے جی میں سوچا ہے کہ اگلے موقعہ پر مجھے جان سے مار دو گے فرض کرو تم نے ایسا کر دیا تو پھر اس سے کیا؟ اس کی سزا یقیناً تم کو پھانسی کی صورت میں بھگتنی پڑے گی لیکن میرا کیا بگاڑو گے؟ میرے رہنے کا مکان یعنی جسم اگرچہ فانی ہے لیکن میں (روح) تو ہمیشہ باقی رہوں گا۔ مجھے تم کسی حال میں مٹا نہیں سکتے اس لئے اس قسم کی لاحاصل کوشش نہ کرنا ورنہ میں تمہیں کبھی معاف نہ کروں گا۔"

اس کے سامنے نرس گرم کپڑے میں لپٹی ہوئی ایک ننھی سی جان کو گود میں لئے کھڑی تھی مسکراتے ہوئے اس نے بچہ کا بھری دار سرخ چہرہ نمودار کیا۔ ایک ننھا سا ہاتھ بے اختیاری کے عالم میں ہلا اور سیتھ نے اچھی طرح دیکھ لیا کہ وُہ ہاتھ

جان گلمنز کے ہاتھ کا ہو بہو چھوٹا نمونہ تھا!

بڑی دیر تک وہ ایک لفظ تک مُنہ سے کہے بغیر اس طرح کی آنکھوں سے جو کچھ نہ دیکھ سکتی تھیں اس بچہ کی طرف دیکھا کیا جو اس کے اپنے جگر کا ٹکڑا تھا۔ لیکن جس کے لئے اس کے سینہ میں سخت نفرت اور انتہائی جوش کی لہریں اُٹھ رہی تھیں۔ بچے کی آنکھیں گو بند تھیں، تاہم ہمیشہ کے لئے اس خیال کو دل میں جگہ دینا قدرتی تھا کہ جب وہ اچھی طرح کھلنے لگیں گی تو ان میں بھی جان ہگنز کی نگاہ منافرت پائی جائے گی۔ اور جب بچہ ذرا بڑا ہو کر ہنسنے لگا تو اس کے ہنسنے کی آواز بھی اُس منحوس آدمی کی آواز سے مختلف نہ ہوگی۔ جو مرکر بھی اس کے اپنے بچہ کی صورت میں دوبارہ اُس کی نظروں کے سامنے آموجود ہوا تھا!

باب ۔ ۴

پیکرِ ظلمات

پی بروفائے باہی کے قلم سے

۱

ڈونالڈ کلینسی کا مکان آئیل ورتھ میں اس مقام پر واقع تھا جہاں سے دریائے ٹیمز کا گدلا کثیف پانی بہتا ہوا صاف دکھائی دیتا ہے۔ اس کا دوست ہیرلین جب کبھی اس سے ملاقات کرنے جاتا تو اس کی نگاہ بے اختیار اس قد آدم آئینہ کی طرف کھنچ جاتی جو مکان کے کمرہ نشست میں ایک طرف کو رکھا رہتا تھا۔ ایک معمولی قسم کا آئینہ جیسے عموماً لوگ اس طرح کے کمروں میں رکھے ہوئے ہوتے ہیں اور ہیرلین یقینی طور پر اس کی موجودگی کو خاطر میں نہ لاتا اگر ایک خصوصیت اس کے متعلق اس کی توجہ کو بے اختیار اپنی طرف نہ کھینچتی۔ جو یہ تھی کہ جب کبھی ہیرلین اور ڈونالڈ کلینسی اس کمرہ میں بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے ہوتے تو تھوڑی دیر کے بعد کلینسی اس طرح اس آئینے کی طرف دیکھنے لگتا گویا اسے اس کے اندر کسی غیر معمولی تبدیلی کا انتظار تھا۔ کئی بار ایسا ہوا کہ دونوں دوست محو گفتگو بیٹھے ہیں۔ کسی معاملہ پر دلچسپ باتیں ہو رہی ہیں۔ کلینسی کچھ کہنے لگا ہے۔ لیکن یکایک فقرہ کو ناتمام ہی چھوڑ کے رہ گئی

سے آگے جھک کر پُر امید و پُر انتظار نظروں سے آئینہ کی طرف دیکھنے لگ گیا
اس طرح کے موقعوں پر اسے بالکل یاد نہ رہتا کہ وہ کیا کہتے لگا تھا یا اسے کیا
کہنا چاہئیے ہیریسن کو اپنے دوست کی یہ کیفیت دیکھ کر بڑا تعجب ہوتا شروع شروع
میں اس نے معاملہ کو سرسری سمجھ کر نظر انداز کر دیا لیکن جب پے در پے کئی موقعوں
پر یہی حیرت انگیز رویہ رونالڈ کلینسی کا اس کے دیکھنے میں آیا تو نہ رہ سکا اور ایک
دن کہنے لگا۔

"راست بھائی رونالڈ یہ اس آئینہ میں کونسی غیر معمولی کشش ہے کہ تم گاہ بگاہ
اس کی طرف حیرت آمیز جاذب نظروں سے دیکھنے لگ جاتے ہو؟ یوں تو میں اس
زمانہ سے تم کو دیکھ رہا ہوں جب تم پچھلی جنگ کے خاتمہ پر واپس آئے تھے۔ تبھی سے
تمہارے اعصاب کمزور ہیں اور تم قدرا ذراسی بات پر چونک پڑتے ہو۔ تمہارے اعصا
قابو میں نہیں۔ لیکن ایسا ہونا باعث حیرت بھی نہیں ہے جو آدمی برستے گولوں اور
سنسناتی گولیوں کے وسط میں ہفتوں ایک تنگ سوراخ کے اندر دبک کر پڑا رہنے
پر مجبور ہوا اور موت ہر وقت اس کے آس پاس منڈلاتی پھرتی ہو تو ایسے آدمی کے
لئے اپنے قوائے عصبی کو زیر اقتدار رکھنا محال و غیر ممکن ہو جاتا ہے۔ مگر یہ آئینہ
کا کیا قصہ ہے؟ کیا تم اس کے ذریعہ سے شباب جاودانی حاصل کیا چاہتے ہو یا
کوئی ایسی کرامت اس میں پوشیدہ ہے جس کے لئے تم ہر بار اپنا چہرہ اس میں
دیکھنے لگتے ہو؟ یا شاید کوئی سحری طاقت اس میں چھپی ہے اور تم کسی غیر معمولی
کرشمہ کے ظہور میں آنے کا انتظار کر رہے ہو۔ معاف کرنا میں تو اس نتیجہ پر پہنچا
ہوں شاید تمہیں اس آئینہ کے اندر سے خود شیطان کے اچھل کر باہر آنے کا انتظار
لگا رہتا ہے۔

کلینسی کے چہرہ پر مشفقانہ تبسم پیدا ہو گیا لیکن ہیریسن نے دیکھا کہ عجیب

طرح کا تکلف اور کھچاؤ اس تبسم کی تہ میں پوشیدہ تھا کم از کم وہ اس کو نہ بھایا آئینہ کی طرف بار بار دیکھتے رہنا ہی کیا کم تھا کہ اس پر اسرار تبسم نے ہیرلین کے خلجان کو اور بھی زیادہ بڑھا دیا۔

اتنے میں کلینسی بولا بدستور میں تم کو بتاتا ہوں بیشک قرون وسطیٰ میں شیطان کبھی کبھی آئینہ کی راہ سے۔ یا یوں کہنا چاہیئے اس چیز کے ذریعہ سے جو اس گزرے ہوئے زمانہ میں آئینہ کا کام دیتی تھی نمودار ہو جایا کرتا تھا۔ اس طرح کے موقعوں پر جادوگر لوگ اپنے کمرہ کے اندر ہلکی سی روشنی داخل کر کے خود آئینہ کے سامنے کھڑے ہو جاتے اور گھورتی ہوئی نظروں سے اس کی طرف دیکھنے لگتے تھے نہیں معلوم کسی نظری دھوکے سے یا مگر چاندنی کے اثر سے یا ان کی اپنی قوتِ ارادی کے زور سے۔ بارہا ایسا ہوتا تھا کہ ان کی اپنی صورت رفتہ رفتہ دکھائی دینی بند ہو جاتی اور ایک بالکل ہی نیا چہرہ آئینہ میں نظر آتا جو ان کا پہچانا ہوا نہ ہوتا تھا کہتے ہیں یہ عمل کچھ عرصہ جاری رکھنے سے وہ نامعلوم چہرہ صحیح شیطانی صورت اختیار کر لیتا تھا یعنی ویسی ہی ہیبتناک۔ جیسا کہ صورت جیسی شیطان کی سنی جاتی ہے۔ سر پر سینگ اُگے ہوئے۔ چہرے پر استہزا کی علامات وعلیٰ ہذا القیاس۔ کیوں کیا ایسا مزیدار قصہ پہلے بھی تم نے سنا تھا؟ یہ کہتے ہوئے کلینسی اپنی جگہ سے اُٹھ کر کھڑا ہو گیا اور آخری الفاظ اس نے ہیرلین کے کان میں چیختے ہوئے کہے۔

ہیرلین کو نہ تو اپنے دوست کی آواز نہ اس کی آواز کا لہجہ نہ اس کے طور اطوار اور نہ اس کی حرکات پسند آئیں ایک مبہم اور غیر واضح خوف اس کے دل میں جاگزین ہونے لگا۔ کم از کم یہ ایک بات یقینی تھی کہ رونالڈ کلینسی کے حواس پوری طرح بجا نہ تھے تاہم اس نے اپنے اضطراب پر قابو پایا کر سرسری لہجہ میں کہا۔ چلو اب تمہاری زبانی سن لیا۔ لیکن میں بہرہ نہیں ہوں کہ تم اس زور سے گفتگو کرتے

ہو۔ بیٹھ جاؤ اور سگرٹ پیو کہ تمہارے دل کو تسکین ہو۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم گہرا مطالعہ حال ہی میں کرتے رہے ہو۔ اس نے تمہاری بگڑی ہوئی صحت کو اور بھی خراب کر دیا ہے۔"

اس نے ایک جانب رکھی ہوئی الماری کی طرف اشارہ کیا جس میں بے شمار کتابیں علم الارواح، جنات و خبائث، مُردہ انسانوں کو عارضی طور پر بیدار کر لے اور ایسے ہی دوسرے ناگفتہ مضامین کے متعلق پڑی تھیں۔ ایسی کتابیں جن کے مضمون کو حلقۂ تحریر میں لاتے ہوئے بھی جی ہچکچاتا ہے۔

"اس دُنیا میں یہی ایسی کتابیں ہیں جن کو قابل مطالعہ سمجھنا چاہیئے" رونالڈ کیلینسی نے پُرجوش لہجہ میں کہا اور ایسا کرتے ہوئے اُس کی آنکھوں میں مدھم سی چمک پیدا ہو گئی جو دیوانوں اور مجذوبوں کی نگاہ میں پائی جاتی ہے۔ "ہیرلن میرے دوست" اس نے سلسلہ تقریر جاری رکھ کر کہا۔ "جب میں لوگوں کو لاحاصل قصے کہانیاں، بے نتیجہ ناول اور زمانہ حال کی دوسری بے مدعا کتابیں پڑھتے دیکھتا یا سُنتا ہوں کہ کوئی آدمی سائنس یا فن لطیفہ کی موشگافیوں میں منہمک ہے۔ تو میرے دل میں بے اختیار یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ کس قدر نادان اور سادہ لوح اشخاص ہیں جو اپنی عمر گراں مایہ کو ان فضول باتوں میں ضائع کرتے چلے جاتے ہیں۔ تم سائنس کی دریافتوں کا ذکر کرتے ہو۔ میں کہتا ہوں وُہ لوگ پاگل ہیں جو سائنس کے ذریعہ سے کسی نئی دریافت کا انتظار کرتے ہیں۔ ان کی حالت ٹھیک ان لوگوں کی ہے جو سیدھا راستہ چھوڑ کر قطر کی راہ سے چلنے کی بجائے کسی دائرہ کا لمبا چکر کاٹ کر منزل مقصود پر پہنچنے کی کوشش کرتے ہوں۔ کیا کبھی تم نے سوچا ہے کتنی مُدت سائنسدانوں کو اس سوال پر بحث کرتے ہو گئی کہ کیا مُردے دوبارہ زندہ ہو سکتے ہیں؟ لوگوں نے اس مضمون پر صدہا کتابیں تحریر

کبیں دفتروں کے دفتر کالے کر دئے۔ مگر کسی خاص نتیجہ کو حاصل نہ کر سکے حالانکہ وہ چیز جس کو لوگ اندر وئے حماقت کا لاجادو کہتے ہیں وہ بہ ملا ہم سے کہتی ہے کہ بیشک مردوں کو واپس بلایا جا سکتا ہے کیا سنتے ہو؟"

"ہاں بیشک میں سن رہا ہوں!" ہیرلین نے اپنی بد حواسی پر غالب آکر سرسری لہجہ میں کہنے کی کوشش کی۔ لیکن سوال یہ ہے کیا جو کچھ تم کہتے ہو اس کا کوئی عملی ثبوت بھی تم نے حاصل کیا ہے؟"

ہیرلین نے محض اپنے دوست کا دل بہلانے کو یہ الفاظ کہے تھے لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ گفتگو کے بدلے ہوئے رُخ نے اس کے دل میں اپنے دوست کے متعلق اس شک اور اندیشہ کو بدرجہ غایت مضبوط کر دیا تھا کہ اس کا دماغ اپنا توازن کھو چکا ہے۔ دل ہی دل میں وہ اس کے لئے بیحد فکرمند تھا کوئی نامعلوم طاقت اس کو یقین دلا رہی تھی کہ ایک خطرہ عظیم اس کے دوست ڈونالڈ کلینسی کی راہ میں حائل ہے۔

اتنے میں کلینسی بولا: "میں نے بیشک ابھی اپنے تجربات میں کامیابی حاصل نہیں کی۔ تاہم میں اس کی سرحد کے قریب پہنچنے لگا ہوں۔ ایک مرتبہ میں اس آئینہ کی مدد سے جیرلڈ ہیتھ کو جس کی نسبت تمہیں یاد ہوگا فرانس میں مارا گیا تھا بلانے کی کوشش میں مصروف تھا تو ایسا معلوم ہوا کہ فاصلہ پر اس کی آواز سنائی دیتی ہے۔ اس کے علاوہ کسی طرح کا ہالہ اور چمکتی ہوئی آنکھ بھی مجھکو دکھائی دی لیکن میں اس پر کفایت نہیں کر سکتا ممکن ہے جو کچھ میں نے دیکھا محض واہمہ سے تعلق رکھتا ہو... دیکھو لو میں دیوانہ نہیں ہوں۔ میں پاگلوں کی طرح فرضی اور موہوم باتیں دیکھ کر یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ وہ حقیقی ہیں میں تو کامل ثبوت کا طلبگار ہوں۔ میرا طریقہ عمل تجربہ اور اختصار کا طریقہ

عمل ہے۔"

وہ دوبارہ اُٹھ کر کھڑا ہو گیا اور کمرہ کے اندر ٹہلنے لگا۔ ایک دو پھیرے کر کے وہ ناگہاں ہیرلین کے سامنے کھڑا ہو گیا اب اس کی ہلکی نیلی آنکھوں میں شرارت کی چمک پائی جاتی تھی۔

بولا:"کیوں بھلا تم کو ہنری کورڈمین کا واقعہ یاد ہے؟ میرے خیال میں نہ ہوگا۔ جب اس پر مقدمہ چلا ہے تو تم گواہان استغاثہ میں سے ایک تھے اور اگر میری یاد غلطی نہیں کرتی تو جن شخصوں کو اس نے مارا تھا ان میں سے ایک کی لاش پر جو تحقیقات کی گئی۔ اس میں بھی تم شامل ہوئے تھے۔"

ہیرلین نے سر کے اشارے سے ہاں کہی وہ گذرا ہوا زمانہ یاد کر کے جب اس کو سرد اور اندھیرے مردہ خانہ میں اپنے دوست جان ہارمر کی لاش دیکھنے کا موقعہ ملا تھا جسے کورڈمین نے اس کے مکان پر گلا گھونٹ کر مارا تھا۔ بدن میں تھرتھری پیدا ہو گئی۔ یہ شخص کورڈمین کوئی سفاک موذی تھا جس نے پانچ شخصوں کو اس طریقہ سے ہلاک کیا۔ چوری یا لوٹ کی نیت سے نہیں، کیونکہ وہ جن شخصوں کو مارتا ان کے سامان، نقدی یا جواہرات میں سے کوئی ایک چیز بھی اٹھا کر نہ لے جاتا تھا۔ خدا جانے اس کو انسان کی ہلاکت میں کوئی خاص مزا ملتا تھا۔ بہرحال جن شخصوں کو اس نے مارا ان کی جانیں تو ضائع ہو گئیں لیکن کوئی قیمتی چیز ان کی جیبوں اور ان کے رہنے کے مکان سے غائب نہ ہوئی۔ ایک اور خصوصیت اس آدمی کے عمل میں یہ بھی تھی کہ جس شخص کو ہلاک کرتا اس کی پیشانی پر پنسل سے ایک پنج گوشیہ نشان بنا دیتا۔ بعد ازاں معلوم ہوا کہ اس نے کسی مشرقی کتاب میں پڑھا تھا کہ اس قسم کا نشان ہر حال میں اس کی حفاظت اور سلامتی کا ذریعہ بنے گا۔ اور جب تک وہ ایسا کرتا رہے گا۔ قانون کی

گرفت میں نہ آئے گا۔"

"کیوں تم ہماڈین کا ذکر لے بیٹھے ہو؟" ہیرلین نے سرد لہجہ میں پوچھا۔
"یہ ناخوشگوار مضمون ہے جس کے متعلق میں اپنی یادتازہ کرنا پسند نہیں کرتا"

"اوہو یہ بات ہے کیا؟" مگر ان الفاظ کو کہتے ہوئے کلینسی کے ہونٹوں پر عجب طرح کا اثر تضحیک پیدا ہو گیا "خیر میں یہ بات صرف اس خیال سے تم کو بتاتا ہوں کہ میں جو تجربات کر رہا ہوں ان کا اصلی مطلب یہ ہے کہ میں ہنری کو ڈین کو... میرے کہنے کا مطلب ہے اس کی روح... یا سایہ... یا جسم لطیف کو جو کچھ بھی تم اسے کہنا چاہتے ہو پھر اس دُنیا میں... اسی کمرہ کے اندر واپس بُلانا چاہتا ہوں۔"

"کیوں خصوصیت کے ساتھ کو ڈین کو کس لئے؟" اسکے دوست نے پُرسکون لہجہ میں بولنے کی کوشش کرتے ہوئے پوچھا

ایک عجب طرح کی ضعف جانی اس پر طاری ہونے لگی تھی۔ اس دن کے واقعات جو اس نے لاش کے پاس مُردہ خانہ میں گذارا تھا دوبارہ اسکی نظروں کے سامنے پھرنے لگے تھے۔

"سنو میں تم کو بتاتا ہوں۔ وہ اپنی طرز کا ایک ہی مجرم ہو گذرا ہے۔ مجھ کو شروع سے ہی علم جرائم سے دلچسپی رہی ہے اور چونکہ اس آدمی کے جرم ہر لحاظ سے اتنے مکمل۔ اتنے حیرت انگیز اور اس قدر سرد مہری کے ساتھ کئے جاتے تھے کہ جس کی مثال مشکل سے نظر آتی ہے۔ اس لئے مجھ کو اس شخص سے ایک طرح کا اُنس ہو گیا ہے۔ ذرا سوچو تو جب ہم اس کو پھر اس دُنیا میں واپس لا کر اس کے سارے حالات پوچھیں گے... ٹھیک اسی طریقہ پر جیسے اخبارات کے نامہ نگار پوچھا کرتے ہیں اور یہ معلوم کر سکیں گے کہ اس کے خانہ دماغ میں کیا کیا

تجویزیں پہنچی تھیں ... "

لیکن ہیرسن اس سے آگے نہ سُن سکا۔ اس کے خیالات کی رو دُور پہنچی ہوئی تھی۔ کلینسی کے چہرہ کے انداز دیکھ کر وہ اس خیال سے زیادہ بےچین اور پریشان ہونے لگا تھا کہ شاید وہ ساری داستانیں جو اس نے ارواح بد کے دوسرے شخصوں کے بدن میں حلول کرنے کے متعلق سُنی تھیں۔ عملی صورت میں صحیح ثابت ہوا چاہتی ہیں۔ خیال ایک لمحہ کے لئے اس کے ذہن میں یقین کا درجہ حاصل کرنے لگا تھا لیکن اس نے فوراً اس کو نکال دیا تاہم اپنے جی میں وہ سوچے بغیر نہ رہ سکا کہ اگر کبھی اس طرح کا واقعہ حقیقتاً پیش آسکتا ہے تو کلینسی ایسے آدمی کی صورت میں ہی ظہور پذیر ہونا ممکن ہے۔

تھوڑے توقف کے بعد اس کے دوست نے سلسلہ تقریر جاری رکھ کر پھر کہا "میرے تجربات خاطر خواہ کامیابی حاصل کر رہے ہیں اور مجھ کو یقین ہے کہ یہ آئینہ میرے تجربات میں ضرور کارآمد و مفید ثابت ہوگا۔ میں نے بارہا وہی عمل جس کا ذکر میں بیشتر کر چکا ہوں دہرایا ہے اس طرح کے موقعوں پر میں اپنے چہرہ کا عکس آئینہ کے اندر دُھندلا ہوتے تکتا ہوں۔ اور میں کوئی دوسرا ہی چہرہ شیشہ کی سطح پر رفتہ رفتہ دیکھنے لگتا ہوں ابھی تک میں کوئی بات یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا لیکن میں ایسا آدمی بھی نہیں ہوں کہ جلد گھبرا جاؤں مجھ کو پُورا یقین ہے کہ صبر و استقلال کے ساتھ کام جاری رکھ کر میں ضرور کامیابی حاصل کر لوں گا!"

۲

اس میں شک نہیں ہیرسن کا دل اپنے دوست کی دماغی حالت کے متعلق سخت بےچین تھا انتہائی کوشش کے باوجود وہ اس خیال کو اپنے ذہن

سے خارج نہ کر سکا کہ اگر رونالڈ کلینسی کو علم الارواح کے مطالعہ اور تسخیر جنات کے عمل سے نہ روکا گیا تو پھر اس کے رفتہ رفتہ فاتر العقل دیوانہ ہو جانے میں کلام نہیں۔ اس دہشت کی وجہ سے اس نے ایک ماہر فن ڈاکٹر سے جو اس کے کلب کا ممبر تھا اور جس سے اس کی سرسری اور رسمی ملاقات تھی، گول پیرایہ میں اپنے دوست کا ذکر چھیڑ کر ذریعہ علاج پوچھا

لیکن شخص مذکور نے جواب دیا کہ "اس طرح کے معاملات میں مریض کو اچھی طرح دیکھے کے بغیر کوئی رائے قائم نہیں کی جا سکتی، تاہم جو حالات آپ نے بتلائے ہیں ان کی بنا پر اتنا کہہ سکتا ہوں کہ میرے لئے اس کا معائنہ بھی عملی طور پر بے سود ہوگا کیونکہ گو وہ شخص بعض مجنونانہ تجربات میں مشغول ہے تاہم محض اس وجہ سے اس کو فاتر العقل قرار دینا ممکن نہیں۔ آپ نے مجھ کو بتایا ہے کہ آپ کا دوست عام حالات میں صحیح الدماغ رہتا ہے، بلکہ یہ بھی اس کو معلوم ہے کہ فی الحال وہ بعض روحانی تجربات میں مشغول ہے، اس کے علاوہ جب وہ اپنی زبانی تسلیم کرتا ہے کہ وہ ایک عجیب اور حیرت انگیز تجربہ کر رہا ہے، تو اس کے معنی صاف لفظوں میں یہی ہیں کہ عملی طور پر اس کا دماغ بالکل صحیح ہے۔ میری اپنی رائے میں تو اتنا ہی کافی ہے کہ آپ گاہ بگاہ اس سے ملتے رہیں اور اس کی ذہنی حالت بہتر بنانے کی ہر ممکن کوشش کریں۔

رونالڈ کلینسی کی ذہنی حالت بہتر بنانے کی کوشش... ! ہیریسن ڈاکٹر کے اس مشورہ کو سن کر بمشکل تبسم ضبط کر سکا اسے پورا یقین تھا کہ دنیا کی کوئی طاقت اس شخص کو اپنے ارادہ سے باز نہیں رکھ سکتی اور پھر تلاش بھی کس بات کی؟ ایک مردہ و رفتہ مجرم کی روح کو واپس لانے کی! ہیریسن عام حالات میں ایسا آدمی نہ تھا کہ فرضی باتوں کا اعتبار کرتا لیکن اتنا وہ بھی محسوس کر

رہا تھا کہ کلینسی کا دعویٰ بے بنیاد نہیں اس بیسویں صدی کے زمانہ میں جب ڈاکٹر لوگ مردہ اشخاص کو زندہ کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں تو کسی شخص کی روح کو عارضی طور پر بلانا غیر ممکن نہیں ہو سکتا۔ اس خیال کی تصدیق چند دن بعد اس موقعہ پر ہو گئی جب وہ پھر ایک بار اپنے دوست سے ملنے آئیل ورتھ والے مکان پر گیا۔

اکتوبر کا مہینہ اور موسم غیر معمولی سرد و کہر آلود تھا۔ مکان سے تھوڑے فاصلے پر دریا کا میلا پانی بہ رہا تھا جس وقت ہیریسن نے دروازہ کے پاس کھڑے ہو کر گھنٹی بجائی تو بے اختیار اس کے بدن میں دہشت کی تھرتھری پیدا ہو گئی۔ کلینسی خود دروازہ کھولنے آیا اس کی آنکھوں میں تیز چمک پیدا تھی اور استخوانی چہرہ دبے ہوئے جوش سے سرخ نظر آتا تھا

دونوں جب دروازہ پھیر کر اندر گئے تو کلینسی کہنے لگا "اچھا ہوا آپ آ گئے میں ایک نئی دریافت کا ذکر کرنا چاہتا تھا، یاد ہوگا جب تم پچھلی مرتبہ آئے تھے تو میں نے بتایا تھا کہ بعض چھوٹے چھوٹے ظہورات میرے دیکھنے میں آئے ہیں اب اس سلسلہ میں کچھ نئی باتیں اور بھی ہوئی ہیں مختصر یہ کہ میرا تجربہ کامیابی کی منزل تک پہنچنے کے قریب ہے۔ کل رات گیارہ بجے کے بعد جب مجھے آئینہ کا تجربہ کرتے ایک گھنٹہ ہو گیا تو میں نے ایک ایسی چیز دیکھی جو انسانی چہرہ سے مشابہ تھی دقت صرف یہ ہوئی کہ وہ صورت اتنی بڑی نہ تھی کہ میں اس کو پہچان سکتا بہت چھوٹی سی جیسے کسی بچہ کے چہرہ کی ہوا کرتی ہے۔ بس اتنی سی تھی۔"

اس کا لہجہ پرسکون اور انداز تکلم فاتحانہ تھا۔ اس کی تقریر اس آدمی کی نسبت جو موت کی اندھیری وادی میں نظر ڈالنے کی کوشش کر رہا ہو اس فاضل سائنسدان سے ملتی جلتی تھی جو "کامیاب تجربہ" عالی فاخرانہ بیان کرتا ہو۔ ہیریسن

کو ان باتوں کے سننے سے کچھ اور بھی دل گرفتگی ہوئی اور اس نے اس طرح کی گھومتی ہوئی نظر چاروں طرف دوڑائی گویا اس کا خیال تھا کہ ان تجربات کے سلسلہ میں اس بدنصیب شخص پر ضرور کوئی آفت نازل ہوا چاہتی ہے۔ ایک مرتبہ جب کوئی چھوٹی سی چوہیا کمرہ کے دور افتادہ حصہ میں دوڑتی ہوئی گذری تو ہیرلین مارے دہشت کے بے اختیار اچھلا جس پر کلینسی نے بڑے زور کا قہقہہ لگایا اور کہنے لگا۔

"میرے دوست گھبرا کیوں گئے؟ یہ تو محض ایک چوہیا تھی۔ تم تو اگلے روز میری غیبی تکلیف کا ذکر کرتے تھے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے تمہارے اپنے اعصاب محتاج سکون ہیں مجھ کو تمہاری حالت اور بھی زیادہ ابتر نظر آتی ہے۔ کیا ممکن ہے اپنی موجودہ حالت میں تم اس قسم کے تجربات کو جیسے میں کر رہا ہوں؟"

"سنو کلینسی،" ہیرلین نے لرزتی ہوئی آواز سے کہا۔ "تم جانو اور تمہارے تجربات۔ مجھے ان سے کوئی دلچسپی نہیں ہے مگر ہاں اتنا ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ اس کمرہ کی فضا مجھ کو ناپسند ہے۔ میں بیان نہیں کر سکتا کہ میں کیا محسوس کرتا ہوں بہرحال اس مکان۔ خصوصیت سے اس کمرہ کے اندر میں اکیلا رہنا کسی حال میں گوارا نہ کروں گا۔ اس کے علاوہ یہ بھی مجھ کو معلوم ہے کہ جو کچھ میں محسوس کرتا ہوں۔ اس کا تعلق اعصاب سے نہیں ہو سکتا۔ میں چار سال میدان جنگ میں رہا اور بھی حالتیں دیکھیں لیکن اس طرح کی دہشت جو یہاں رہنے سے دل کو ہوتی ہے کبھی محسوس نہ ہوئی تھی میں تو یہ سوچ کر سخت حیران ہوتا ہوں کہ تم کس دل گردہ کے انسان ہو جو ہر وقت یہاں پر رہتے ہو۔"

کلینسی پھر ایک بار ہنسنے لگا اور بولا۔

"اب آیا خیال شریف میں، میں نے جب شروع میں حقیقت حال عرض کی، تو آپ نے میری باتوں پر ذرا توجہ نہ دی اور سمجھا کہ شاید دیوانہ ہو لیکن اب آپ کو بھی ماننا پڑ گیا کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں ضرور اس کی تہ میں کوئی بات ہے... تم اس کمرہ کی فضا سے سہمے جاتے ہو کیا میں تم کو بتاؤں کہ اسکی وجہ کیا ہے؟ صرف یہ کہ کورڈیین کا روحانی وجود وہی جس کو جسم لطیف کہتے ہیں۔ اب قریب تر آنے لگا ہے وہ ہمارے بالکل پاس آ چکا ہے ہم اسے محسوس کر سکتے ہیں لیکن فی الحال دیکھ نہیں سکتے تاہم کوئی بات نہیں جہاں اتنی کامیاب ہوئی ہے وہاں تھوڑے صبر و استقلال کے ساتھ باقی بھی ضرور حاصل ہو جائیگی"

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور ایک دم کئی برقی لیمپ بجھا دیئے پھر ایک جلتی ہوئی شمع آئینہ کے پاس رکھ کر اپنے دوست سے تحکمانہ لہجہ میں بولا

"بس اب چپ چاپ بیٹھ کر دیکھتے جاؤ بولنا نہیں ہلنا بھی نہیں میں ایک طرح کا عملی ثبوت پیش کر کے تم کو دکھاتا ہوں۔"

کمرہ میں ہر طرف گھپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ فقط اس شمع کی دھندلی جھلک کسی طرح کی روشنی پیدا کرنے کی بجائے تاریکی نمایاں کرتی تھی۔ ہیرسین کو عجب طرح کی بے بسی کا احساس ہوا۔ جس کا راز اس کی سمجھ میں نہ آتا تھا۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا ہونے اور ان واہیات جادو اور سحر کی باتوں کے خلاف اعتراض کرنا چاہتا تھا مگر کوئی نامعلوم طاقت اس کو زبردستی بٹھائے ہوئے تھی زیادہ صاف لفظوں میں اس کی حالت اس آدمی سے ملتی جلتی تھی۔ جو سوتے میں کوئی ہیبت ناک خواب دیکھ رہا ہو۔ جو محسوس کرتا ہو کہ کوئی شخص اس کا گلا گھونٹنا یا اس پر چاقو سے وار کرنا چاہتا ہے لیکن وہ ہل نہیں سکتا مقابلے کے لئے ہاتھ بھی نہیں اٹھا سکتا بے بسی اور مجبوری کے عالم میں سب

کچھ دیکھتے اور جانتے ہوئے بھی اس کے سامنے پڑا رہنے پر مجبور ہے۔

۳

تھوڑی دیر کے لئے گہری خاموشی چھا گئی اس کے بعد کلینسی بولا۔

"کورڈ مین" اس نے عجب طرح کی ہیبت ناک آواز میں کہنا شروع کیا" مجھ کو اس آئینہ میں دیکھتے کافی عرصہ ہو گیا اب مجھے اس کے اندر اپنا چہرہ دکھائی نہیں دیتا بلکہ دھندسی پھیلی ہوئی نظر آتی ہے۔ کورڈ مین کیا تم اس جگہ آس پاس موجود ہو؟"

پھر وہی ہیبت ناک خاموشی چھا گئی۔ مکان کے باہر پختہ سڑک پر کسی لاری کے گذرنے کی پرشور چرچراتی آواز سنائی دی۔ اس کے بعد پہلے کی نسبت بھی زیادہ گہرا سناٹا چھا گیا۔

"کورڈ مین" پھر ایک مرتبہ رونالڈ کلینسی نے کہنا شروع کیا" میں تمہاری راہ تک رہا ہوں میں نے اپنے سارے خیالات، ساری خفیہ طاقتیں، ساری معلومات تمکو اس جگہ بلانے کے عمل میں صرف کر دی ہیں کیا بات ہے تم نہیں آتے؟ تمہاری اس ضد کے لئے میرے دل میں بے شک تعریف کا احساس ہو گیا ہے لیکن تم کو یاد رکھنا چاہیئے کہ میری قوت ارادی ایک زندہ جاندار طاقت ہے اور تمہاری نیم مردہ آخرکار میرے ارادہ کی قوت ہی تمہاری مزاحمت پر غالب آئے گی۔ تم کو آنا پڑے گا! ضرور آنا پڑے گا!"

"خدا کے لئے ٹھہرو... ٹھیرو! صبر کرو!" یہ آواز بے اختیاری کے عالم میں ہیریسن کے منہ سے نکلی جو ایک فوری اور تیز تشنجی حرکت کے ساتھ اپنی کرسی پر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا تھا۔ اس کی حالت اختناق الرحم کے مریض سے ملتی جلتی تھی "میں اس کیفیت کو برداشت نہیں کر سکتا" پھر ایک بار اس نے کہا۔

مگر کلینسی نے اس فریاد پر بالکل توجہ نہ دی پھر ایک مرتبہ اس نے کورڈین کو پہلے کی نسبت زیادہ زوردار لفظوں میں مخاطب کیا اور اس کے بعد دفعتاً اس گہری خاموشی میں جو آدھی رات کے سکوت عظیم سے ملتی جلتی تھی ہیریسن کو اس طرح کی آواز سنائی دی جیسے کوئی طاقتور حیوان کسی کی گرفت سے چھوٹنے کی کوشش میں تیز تیز سانس لیتا ہو۔ وہ ایک ناخوشگوار اور گلوگرفتہ آواز تھی جو صرف ایک مرتبہ سنائی دی اور اس کے بعد اس گہری خاموشی میں جو چاروں طرف چھائی ہوئی تھی۔ اس طرح مٹ گئی گویا عملی طور پر اس کا کچھ بھی وجود نہ تھا۔

۴

کلینسی نے موم بتی بجھا دی اور لیمپ دوبارہ جلائے اب جو ہیریسن نے تیز متجسس نظروں سے دیکھا تو معلوم ہوا اس کی آنکھیں دبی ہوئی خوشی کے باعث تیز چمک رہی تھیں۔

"دیکھو کیا اب بھی اطمینان ہوا یا نہیں؟" کلینسی نے اپنے دوست سے پوچھا۔ "یہ آواز جو تم نے سنی کامیابی کا عملی ثبوت ہے۔ یہ دم توڑنے کی وہ آخری۔۔ تھی جو بدنصیب کورڈین کے منہ سے اس وقت نکلی ہوگی جب اسے پھانسی پر لٹکایا گیا اور اس کے گلے میں بندھی ہوئی رسی اس کے پھیپھڑوں سے ہوا کا آخری شائبہ خارج کر رہی تھی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ عمل پیچھے کو ہونے لگا ہے۔ یہ نظارہ اس وقت کا تھا جب اسے وینڈلس ورتھ کے جیلخانہ میں پھانسی پر لٹکایا گیا۔ اب کچھ عرصہ کے لئے اس پر غشی سی طاری رہے گی۔ اس کے بعد اس کا روحانی وجود جو لافنا اور بے زوال ہے۔ رفتہ رفتہ از سر نو طاقت حاصل کرنے لگے گا۔ حتیٰ کہ انجام کار وہ پھر مادی وجود حاصل کرلے گا۔"

"اچھا فرض کر لو اسی طرح ہو گیا تو پھر اسے مورکھ نادان یہ بتا کہ اس کے

بعد کیا ہوگا؟ ہیرلین نے پُر جوش لہجہ میں پوچھا" میں بحث کی خاطر فرض کئے لیتا ہوں کہ تم اس ناپاک تجربہ میں کامیابی حاصل کر لوگے مگر اس منحوس کو رڈمین یا اس کے روحانی وجود کو اس جگہ لانے سے عملی فائدہ کیا حاصل ہوگا؟"

کلینسی اپنے دوست کے ان الفاظ کو سُن کر مشفقانہ انداز سے مُسکرایا اور پھر کہنے لگا" شکر ہے تم بھی سیدھی راہ پر آنے لگے ہو۔ پیشتر تم یہ سمجھ ہوئے تھے۔ کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں لا حاصل اور بے سُود ہے۔ لیکن اب کم از کم اتنا تو تم نے بھی جان لیا کہ میں اس شخص کو رڈمین کو اس دُنیا میں واپس بُلانے میں ضرور کامیابی حاصل کر لوں گا۔ رہ گیا یہ سوال کہ اس کا عملی فائدہ کیا ہے۔ تو وہ بھی تم کو بتاتا ہوں میں اس ذریعہ سے اس قاتل شخص کے ذہنی خیالات اور قلبی اسرار سے واقف ہونا چاہتا ہوں۔ میں تم یا دُوسرے آدمی اس وقت تک ان اسرار کو کہاں تک سمجھ سکتے ہیں؟ عملی طور پر ہمیں ان کا کچھ بھی علم نہیں۔ کچھ بیوقوفوں نے جو اپنے آپ کو علم الارواح کا ماہر کہتے ہیں بعض فرضی کہانیاں پیش کی ہیں۔ بعض اخبارات میں ایسے مجرموں کے آخری بیانات بھی شائع ہوئے ہیں مگر میں ان باتوں کو زیادہ وقعت نہیں دیتا۔ یہ سب فرضی افسانے ہیں جنہیں اخبارات کے ایڈیٹر اپنی من گھڑت سے چھاپ دیا کرتے ہیں لیکن میں جب کو رڈمین کو دوبارہ اپنے سامنے بلانے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ تو اس کی زبانی معلوم کروں گا۔ کہ اس کے جرائم کی اصل حقیقت کیا تھی؟ کیوں لوگوں کو ہلاک کرنے کا شوق اول اول اس کے دل میں پیدا ہوا تھا؟ وہ اپنی زبانی مجھ کو بتائے گا کہ اس کی حالت میں ذریعہ تحریک کیا تھا اور مقصد تکمیل کیا؟

ہیرلین میرے دوست علم بڑی چیز ہے۔ آج تمہارے نام نہاد سائنس جاننے والے قدرت کی خفیہ طاقتوں کی صرف اس لئے چھان پھٹک کر رہے ہیں کہ کوئی راز

اُن سے پوشیدہ نہ رہ جائے۔ کیا وہ دریافت جو میں عمل میں لانا چاہتا ہوں اُن کی بے سروپا دریافتوں کے مقابلہ میں کم اہمیت رکھنے والی ہوگی؟"

اتنے میں ہیرسن کا جوش فرو ہو چکا تھا۔ اس نے بڑی دیر تک اپنے دوست کلینسی کو سمجھایا اور اسے راہِ راست پر لانے کی کوشش کی۔ اس نے اس کو بتایا کہ یہ ایک نہایت ہی خطرناک تجربہ ہے جو تم کر رہے ہو۔ فی الحقیقت یہ وہ سڑک ہے جو سیدھی پاگل خانہ کو جاتی ہے۔ یہ تو میں ماننے کو تیار ہوں کہ تم اس وقت صحیح الدماغ ہو مگر کون کہہ سکتا ہے کہ کس وقت واقعات پر خروش کا اثر تمہارے دماغ کو عقل و فراست کے تخت سے اُتر جانے پر مجبور کر دے گا۔

ہیرسن نے اس سلسلہ میں جو کچھ کہا اس کو پیچیدہ اور مکلف الفاظ کی صورت میں پیش کیا۔ وہ قصداً اپنی تقریر کو تلخ و ناخوشگوار بنانا نہ چاہتا تھا اس طرح کی حالت میں جیسی کلینسی کی اس وقت تھی۔ بے خبری میں منہ سے نکلا ہوا ایک لفظ۔ بے احتیاطی سے کیا ہوا ایک اشارہ اس کے اپنے نیز اس کے دوست کے حق میں خطرناک ثابت ہو سکتا تھا۔ کلینسی نے جواب دینے سے پہلے تھوڑا تامل کیا اس کے بعد کہنے لگا۔

"جو تم کہہ رہے ہو ایک حد تک بیشک درست ہے میری بجائے کوئی دوسرا ہوتا تو ممکن ہے اس کا دماغ واقعات کی اہمیت اور ان کے امکانِ عظیم کے بوجھ کی تاب نہ لا کر قطعاً مسلوب ہو جاتا۔ لیکن میں اس آسانی سے اوسان ہارنے والا نہیں۔ اور اگر واقعی میرے دماغ کے چل جانے کا کوئی امکان ہے۔ تو وہ اتنا بعید اور میرے تجربہ کی کامیابی کا وقت اتنا قریب ہے کہ میں ایک کی فرضی اہمیت سے ڈر کر دوسرے کی حقیقت ترک کرنا پسند نہیں کرتا۔ نہیں میرے دوست۔ میں تہیہ کر چکا ہوں اور تمہیں کامیابی حاصل کر کے ہی

دکھاؤں گا مگر دیکھو میں جس وقت تم کو بلاؤں۔ فوراً اس جگہ آ جانا۔"

"کیا مطلب؟" ہیرلین نے متعجبانہ پوچھا۔ "کیا کوئی اور بھی حیرت انگیز واقعہ ظہور میں آیا چاہتا ہے؟"

"میں یہ نہیں کہتا کہ کب۔ ممکن ہے ایک دن۔ ہو سکتا ہے ایک ہفتہ یا ایک مہینہ کی کوشش کے بعد۔ میں بہر حال اپنے تجربہ میں یقینی طور پر کامیابی حاصل کر لوں گا" کلینسی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "لیکن جب وہ وقت آئے تو میں چاہتا ہوں تم بھی میری کامیابی دیکھو۔ پس تیار رہنا۔"

۵

اس کے بعد ایک ہفتہ گذر گیا۔

اس عرصہ میں ہیرلین کو گو اپنے دوست سے ملنے کا اتفاق نہ ہوا تھا۔ تاہم اٹھتے بیٹھتے۔ سوتے جاگتے اس کا دھیان رونالڈ کلینسی کی طرف ہی لگا رہتا تھا۔ وہ بار ہا ان ہیبت ناک تجربات کا خیال جو اس شخص کی طرف سے کئے جا رہے تھے دل سے نکال دینے کی کوشش کرتا مگر اس میں کامیاب نہ ہوتا تھا رہ رہ کر اس کا دھیان انہی باتوں کی طرف جا لگتا

ایک دن کا ذکر ہے۔ رات کا وقت تھا وہ کسی فوری جوش کے زیر اثر کلینسی سے ملنے آئیل ورتھ گیا اس نے مکان کے باہر کھڑے ہو کر دیکھا۔ کھڑکیوں میں روشنی کی کوئی شعاع نظر نہ آتی تھی۔ ہر طرف گھپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ اس نے کان لگا کر سنا تو مکان کے اندر کلینسی کے ادھر اُدھر چلنے کی آواز سنائی دی لیکن جب اس نے گھنٹی بجائی تو کوئی جواب نہ ملا۔ اس رات پہلی مرتبہ ہیرلین سخت پریشانی اور ہراسانی کے عالم میں اپنے مکان پر واپس گیا۔

اس سے اگلی رات ڈھائی بجے کا عمل تھا ہیرلین اپنے مکان میں پڑا سو رہا تھا۔ لیکن نہ معلوم یہ اس کے خیالات پریشان کا نتیجہ تھا یا موسمی تکدر کا اثر۔ کیونکہ باہر آسمان پر ابر کثیف چھایا ہوا اور بادلوں کی گرج تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد کسی دیو کی غراہٹ سے ملتی جلتی سنائی دیتی تھی۔ غرض کچھ وجہ کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ ہیرلین کو اس رات اچھی طرح نیند نہ آئی تھی ناگاہ ڈھائی بجے کے قریب وہ اپنی خوابگاہ کے سرے پر لگے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی کی آواز سن کر بڑے زور سے چونکا اور اس سے پہلے کہ دریافت حال کر سکتا کسی غیبی طاقت نے اس کو بتا دیا کہ ملاوا اس کے دوست کلینسی کی طرف سے آیا ہے۔ جلدی سے لیمپ کا بٹن دبا کر وہ ٹیلیفون کے پاس گیا مگر کچھ اس طرح کی گھبراہٹ اس پر سوار تھی کہ جب وہ ٹیلیفون پر بولا تو اس کی آواز کسی سہمے ہوئے بچے کی آواز کی طرح لرزاں اور کھچی ہوئی سی تھی۔

"کیوں کیا بات ہے؟... کیا تم ہو کلینسی؟"

"ہاں میں رونالڈ کلینسی ہوں" دوسری طرف سے جواب ملا: "میں نے تم سے کہا تھا کہ میں بہت جلد تم کو بلاؤں گا وہ وقت آگیا ہے تم فوراً میرے مکان پر پہنچنے کی کوشش کرو۔ ہیرلین میں اپنی کوشش میں کامیاب ہو گیا۔ میں نے اس کو پا لیا وہ اسجگہ موجود ہے! جیسا میں نے کہا تھا آخرکار میں اس کو آئینہ کی مدد سے کھینچ لانے میں کامیاب ہو گیا۔ ذرا سوچو تو کس قدر حیرت اور کمال کی بات ہے۔ میں نے اپنی پوری قوت سے کام لے کر اس کو بلایا ہے۔ اور کیا تم یقین کرو گے کہ کورڈومین کا چہرہ درجہ بدرجہ دھندلی سے نیکر اوپر تک نمودار ہونا شروع ہو گیا ہے۔ اس کے بعد دھڑ بھی اس کے سر کے ساتھ لگ گیا اور سارا وجود آئینہ سے نکل کر کمرہ میں شامل ہو گیا۔ اب جس قدر جلد ممکن

ہو یہاں آنے کی کوشش کرو تاکہ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر تم کو سچ کا یقین ہو سکے۔ میں تم کو بھی کورڈمین کی صورت اسی طرح دکھاؤں گا جس طرح میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہے اور اس وقت تم کو معلوم ہوگا... آہ میرے خدا... میرے خدا...!"

آواز ہلکی ہوتی ہوئی سنائی دینی بند ہوگئی۔ اس کے بعد ہیریسن کے متعجب کانوں میں اس قسم کی ملی جلی آوازیں آنے لگیں۔ جن میں چیخ چنگھاڑ۔ شور وغل اور سامان فرنیچر کے ایک سے دوسری طرف پھینکے جانے کی صدائیں شامل تھیں لیکن ان سب باتوں سے بلند و بالاتر نیز ان کے مقابلہ میں زیادہ واضح اور صاف ایک آواز سنائی دیتی تھی۔ یہ آواز یقیناً کلینسی کی نہ تھی۔ لرزہ براندام ہیریسن کے کانوں کو اس کا لہجہ مانوس معلوم ہونے لگا۔ اُف میرے خدا۔ یہ تو اس جج کی آواز تھی جس نے عدالت فوجداری میں کورڈمین کے مقدمے کا فیصلہ سُنایا تھا۔ پھر ایک مرتبہ عالم تخیل میں ہیریسن نے وہی ہیبت ناک نظارہ دیکھا کہ ملزموں کے کٹہرہ میں کورڈمین کھڑا ہے جج کو فیصلہ کا حکم سنانے سے پیشتر کالی ٹوپی اوڑھتے دیکھ کر اپنی بے گناہی کے لئے اصرار کرنے لگا ہے...

اتنے میں پھر ایک مرتبہ کلینسی کی آواز ٹیلیفون کے ذریعہ سے اس کے کانوں میں آئی۔

"بچاؤ... خدا کے لئے مجھ کو بچاؤ... مدد! مدد! اس نے مجھ کو اپنے قابو میں لے لیا۔"

ہیریسن نے ٹیلیفون کو وہیں پھینکا جلد جلد کپڑے پہنے دوڑتا ہوا سیڑھیوں سے اُترا اور ایک ٹیکسی کرایہ کرکے اس پر سوار ہوگیا اس کے ایک منٹ بعد وہ اس قدر تیز رفتاری سے جس سے پڑول اور وُلا داس کو بچا

سکتے تھے آئیل ورکشا روانہ ہو گیا۔

۶

دریا کے کنارے رونالڈ کلینیسی کے مکان میں ہر طرف خاموشی اور سناٹا چھائی ہوئی تھی۔ اس ظاہرا غیر آباد اجڑے مکان میں ان پر آشوب واقعات کا جن کا حال ہیریسن نے ٹیلیفون سے جانا تھا۔ کہیں نشان تک نظر نہ آتا تھا اوپر کے اس کمرہ میں، جو کلینیسی کی نشستگاہ کا کام دیتا تھا روشنی کی جھلک بھی نظر نہ آتی تھی۔ تقریباً ایک لمحہ وہ دروازہ کی سیڑھیوں پر کھڑا حیران و ششدر مکان کی طرف تکتا رہا۔ حتےٰ کہ یہ خیال اس کے ذہن میں جاگزین ہونے لگا کہ شاید میں نے کوئی متوحش خواب دیکھا تھا اور اس وقت بلا ضرورت بلا سبب اس جگہ بھاگا آیا ہوں۔ ایک وردی پوش سپاہی گشت کرتا ہوا پاس سے نکلا جا رہا تھا اس نے ہیریسن کو مکان کے دروازہ کے پاس کھڑا دیکھا تو متعجبانہ ٹھہر گیا۔ ہیریسن نے دریافت حال کی غرض سے سارا قصہ بیان کیا۔

پولیس کے سپاہی نے ایک دو بار اپنی ٹھوڑی کو کھجایا پھر فکر آمیز لہجہ میں بولا "کتنی عجیب بات ہے۔ کوئی آدھا گھنٹہ ہوا میں خود اس مکان کے پاس سے گذرا تو ایسی ہی آوازیں مجھ کو سنائی دی تھیں۔ لیکن میں نے اس وقت یہ سوچا کہ غالباً یہ آوازیں پاس والے مکان سے آتی ہیں کیونکہ اس میں کچھ لڑکے رہتے ہیں اور عموماً راتوں کو اسی طرح شور و غل مچایا کرتے ہیں۔"

ہیریسن نے مکان کی گھنٹی بڑے زور سے بجائی پھر کوئی جواب نہ پاکر دروازہ کو زور زور سے کھٹکھٹایا لیکن پھر بھی اندر سے کوئی نہ بولا۔

آخر پولیس کے سپاہی سے مشورہ کرکے اس نے دروازہ توڑنے کا فیصلہ کر لیا۔ دونوں کی ملی ہوئی طاقت کا مقابلہ نہ کرکے دروازہ تھوڑی مزاحمت کے بعد ٹوٹ کر گر پڑا۔

دونوں دوڑ کر اُوپر گئے نشستگاہ کا دروازہ بند تھا سپاہی نے اپنی طارچ کی روشنی اس پر ڈالی اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ مگر جب اس جگہ سے بھی کوئی جواب نہ ملا تو اس کو بھی توڑ کر کھولنا پڑا۔ دونوں اندر گئے اور ہیریسن نے برقی لیمپ جلا دیا۔

عجب طرح کی اضطرابی کیفیت اس جگہ پھیلی ہوئی نظر آئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا کوئی وحشی حیوان بے قابو ہوکر اس کمرہ کے اندر دوڑتا پھرتا رہا ہے۔ پردے اپنے مقامات سے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے۔ چینی کے برتن شکستہ کرسیاں اور میزیں برہم۔ جا بجا پھٹے ہوئے کپڑوں کے ڈھیر۔ مگر کلینسی کا کہیں نشان تک نظر نہ آتا تھا۔ آخری بڑی تلاش کے بعد وہ اُن کو کپڑوں کے ایک ڈھیر کے نیچے دبا ہوٴا ملا۔ وہ اس طرح کے عالم بےبسی میں پڑا تھا اور اس کی صورت کچھ ایسی بے حقیقت نظر آتی تھی کہ دیکھتے ہی ہیریسن کا ماتھا ٹھنکا۔

"یہ تو ہو لیا!" پولیس کے سپاہی نے اس کے پہلو میں دوزانو ہوکر دل اور نبض پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "معلوم ہوتا ہے کسی نے اس کو مار ڈالا۔ کیا آپ نہیں دیکھ سکتے اس کی گردن پر نشان ہیں۔"

ہیریسن کے منہ سے آواز تک نہ نکل سکی عجب طرح کی دہشت اس پر طاری تھی بولنے کی خواہش رکھنے کے باوجود وہ کچھ کہنے سے قاصر تھا۔

پولیس کا سپاہی بہ آہستگی اپنی جگہ سے اُٹھا اور کمرہ میں گھومتی ہو نظر ڈال

کر کہنے لگا۔

"کتنی عجیب بات ہے۔ دروازہ اندر سے بند تھا۔ کھڑکیوں میں سے بھی کوئی کھلی ہوئی نظر نہیں آتی۔ آخر کس نے اسے قتل کیا ہوگا"

مگر سیریسن کے کان ان باتوں کو نہ سنتے تھے وہ اپنے متوفی دوست کے پاس دوزانو بیٹھا تھا۔ اس طرح کی جلتی ہوئی آنکھوں کی مدد سے جیسی سرسام کے مریض کی ہوا کرتی ہیں۔ اس نے ایک ایسی چیز دیکھی جس سے خون اس کی رگوں میں منجمد ہوگیا۔

ایک مدھم سا نشان پنسل کا بنا ہوا کلیفنی کی پیشانی پر موجود تھا۔ وہی نہ بھولنے والا ہیچ گوشیہ نشان!

"اُف میرے خدا" اس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ "آخر کار اس کا کہنا صحیح ہوا واقعی مرے ہوئے آدمی کی روح کو واپس بلایا جا سکتا ہے۔"

باب - ۵

روح کی سرگزشت

فلارنس وابر کے قلم سے

۱

جب میں نے ازراہِ حماقت اس مادی دُنیا سے اپنے تعلقات کو خودکشی کے ذریعہ سے منقطع کیا۔ تو مجھ کو پختہ یقین تھا کہ اس طریقہ سے میری ساری مشکلات کا خاتمہ ہو جائے گا۔ بعد ازاں میں نہیں جانتی یہ خیال کیوں میرے ذہن میں پیدا ہوا شاید وہ میری تنہا اور آوارہ پھرتی ہوئی روح کی پریشانی کا نتیجہ تھا کہ میں اس کی دوسری شادی دیکھنے کو آمادہ ہو گئی۔ جو کبھی میرا تھا اس کی دوسری شادی!

اس دُنیا سے گزر جانے کے فوراً بعد مجھے اس بات کا کچھ بھی افسوس نہ ہوا تھا کہ میں نے اپنے ہاتھوں شادی شدہ زندگی کے ان تعلقات کو توڑا جو کبھی میرے لئے موجب راحت و مسرت تھے اور جن سے میرے دل کی بڑی بڑی آرزوئیں اور خواہشیں وابستہ تھیں میں اس وقت تک پوری طرح خرم و مسرور رہتی جبتک کہ وہ دوسری عورت میرے دلکش خواب راحت میں مخل

اندازہونے کے لئے آنکلی۔

مجھے اس دُنیا سے رخصت ہوئے چھ ماہ کا عرصہ گذر چکا تھا صرف چھ مہینے اس واقعہ کو پیش آئے گذرے تھے کہ اس نے ... جس کو میں اپنا شوہر کہا کرتی تھی مجھے ایک تنگ و تاریک حجرہ زمین میں لے جاکر رکھا جہاں اس کا خیال تھا کہ میں محو خواب دائم رہوں گی اس نے مجھ کو بڑی نرمی اور ملائمت سے قبر میں اُتارا تھا اور میں تسلیم کرتی ہوں کہ اس نے میری میت پر آنسو بھی بہائے اور اس کے سینہ میں دبے ہوئے جذبات کا ہجوم تھا۔ اس کا ماتم بھی پُر دکھاوا لیکن سچا تھا مجھے اس کے آنسو دیکھ کر اس کے غم کا پورا یقین ہو گیا تھا میرے خیال میں یہ ایک ایسا فرض تھا جو اس کو سوسائٹی کی خاطر بہر حال پورا کرنا پڑا مختصر یہ ہے کہ میری میت اور اس کے ماتم کی ہر ایک تفصیل باقاعدہ مناسب اور تسلی بخش تھی۔

اور شاید میری روح اس کے بعد بھی قبر کے اس تاریک کونے میں رہنا گوارا کرتی لیکن جب مجھے اس بات کی خبر ہوئی کہ وہ دولو... جس کو میں اپنا شوہر کہتی تھی۔ اس کے ساتھ جو میری خودکشی کی محرک بنی تھی شادی کیا چاہتا ہے۔ تو ایک عجیب طرح کی بیتابی میری روح کو لاحق ہو گئی اور میں یہ دیکھنے کو آمادہ ہوئی کہ وہ کیا کرتے ہیں؟ اور ان کی زندگی کن حالات میں بسر ہوتی ہے آپ پوچھیں گے ان کی خوشی یا غم۔ اطمینان یا پریشانی میرے لئے کیا اہمیت رکھتی تھی؟ اس کا جواب میں کچھ نہیں دے سکتی۔ ان وجوہات سے جن کی حقیقت کو فقط روحانی دُنیا والے ہی سمجھ سکتے ہیں میں ان کی رسم شادی میں غائبانہ شامل ہوئی۔ جب انہوں نے دبی آواز سے وفا کے وعدے کئے تو میں نے ان کو بھی سُنا اور جب اس کے بعد وہ تو گرجا سے رخصت ہوئے تو کسی بعید

مہم تحریک کے زیر اثر کسی روح سے زیادہ جاندار ہستی کی طرح۔ رفع استعجاب کے شوق سے میرے جی میں یہ آئی کہ ان کے پیچھے چلوں۔ جہاں وہ رہتے ہیں وہاں میں بھی رہوں۔ اور ان کی زندگی کا حال غائبانہ دیکھا کروں۔ سچ کہتی ہوں کہ اس وقت جب وہ گرجا میں معبد کے قریب اس کے پہلو میں کھڑی تھی جب شادی کے مہین نقاب کے اندر سے اس کے عقیقی ہونٹوں اور رسیلی آنکھوں کا نور رہ رہ کر چھن رہا تھا جب اس کے گھنگھریلے بال ہوا کے جھونکوں سے اس طرح لہراتے تھے گویا بحر حسن میں موجیں سی اٹھ رہی ہوں تو نہ مجھے اس کے حسن سحر افروز پر نہ اس کی خوشی یا خوش نصیبی پر کسی طرح کا حسد ہوا۔ میں نے اسی لئے تو خودکشی کی تھی کہ وہ جس کو کبھی میں اپنا کہا کرتی تھی ہر طرح کی بندشوں سے آزاد ہو کر اس کے ساتھ جو اس کے دل کی رانی تھی آرام و اطمینان کی زندگی بسر کر سکے۔ جب میرے لئے اس کے سینہ میں وہ محبت ہی باقی نہ رہی جو میری زندگی کا سرمایہ تھی تو پھر کیوں میں اسے اپنی طرف مائل ہونے پر مجبور کرتی؟ کیوں نہیں اسے دوسری شادی کرنے کے لئے آزاد کر دیتی؟

میں نے خودکشی اس لئے کی تھی کہ نہ میرے شوہر کی بدنامی ہو نہ معاملہ طلاق کی عدالت تک پہنچے۔ نہ لوگوں کو چہ میگوئیوں کا موقعہ ملے میں نے اپنے آپ کو مٹا دینے کا فعل اس عمدگی اور ہوشیاری کے ساتھ کیا تھا کہ میرا خیال تھا وہ جس کی خاطر میں نے اپنے آپ کو قربان کیا۔ یقینی طور پر میری صفائی کی داد دے گا۔ بارہا میری روح کو یہ سوچ کر تعجب ہوا کرتا تھا کہ کیا اس نے جس کی خاطر میں نے اپنے آپ کو پروانہ وار تلف کر دیا، میری فطرت کے اس فیاضانہ پہلو پر کبھی غور کیا ہے یا نہیں؟ جب میں وہ فعل کرنے لگی تو ایک ورسی

پر وحشت اور انتقامی جوش میرے سینہ میں موجزن تھا اور میں نے اسی کی تحریک سے خودکشی کی تھی لیکن بعد ازاں جب سارا کام ہو گیا۔ تو مجھ کو ایسا معلوم ہونے لگا۔ کہ جو کچھ میں نے کیا وہ ایثار شجاعانہ کا ایک بے نظیر نمونہ ہے

میں نے دیکھا کہ وہ سابق کے مقابلہ میں زیادہ پر سکون۔ زیادہ خاموش اور زیادہ متین تھا۔ مجھے اس کی چوڑی مصفا پیشانی کے اس مقام پر جہاں اس نے کھنگھریالے بالوں کو سیدھا پیچھے کی جانب برش کر رکھا تھا باریک باریک لکیروں کا ایک پھیلا ہوا جال (جو پیشتر اس جگہ نہ تھا) نظر آیا۔ اس کی خوشنما موٹی آنکھوں میں اداسی کی ہلکی سی جھلک جو پیشتر ان میں نہیں تھی۔ اب پائی جاتی تھی۔ میں نہیں جانتی یہ تبدیلیاں کیوں ہوئیں؟ کیا وہ میری موت کے لئے اپنے آپ کو قصوروار سمجھتا تھا؟ کیا جو رنج وغم اس کے دل کو ہوا وہی ان تبدیلیوں کی تہ میں کام کرتا تھا؟ ....

میری خودکشی جیسا کہ خودکشی کا فعل ہر حال میں ہوا کرتا ہے فوری۔ ۔ اتنک اور ہیبت ناک تھی ایک روز میں نے مکان پر واپس آکر گیس کی نالی کھول دی اور اس کے اثر سے اپنی جان ضائع کر لی۔ طریقہ اچھا ہو یا برا لیکن جان دینے کے بیشتر طریقوں سے زیادہ صاف ستھرا ضرور تھا جب کوئی مرنے والا زہر کھا کر جان دیتا ہے تو اس کے بدن کی چیر پھاڑ کرتے ہیں میں اس کو انتہا درجے کی بے حرمتی خیال کرتی ہوں۔ جو لوگ پھانسی لگا کر مرتے ہیں ان کی صورت بھیانک دکھائی دینے لگتی ہے، ایک آخری طریقہ پستول سے مدد لینے کا ہے لیکن اس میں بھی فرشی قالین خراب ہو جاتے ہیں زخم چہرہ کو بدنما کر دیتے ہیں

میری حالت میں کاروبز کی مجبوری کا فتویٰ بالکل سہل و صاف تھا یعنی

یہ کہ موت اتفاقاً واقع ہوئی ہے۔"

لیکن اس قصہ کو طول دینے سے کیا حاصل؟ جو کچھ ہوا ہو گیا میں کچھ اور کہنے لگی تھی مجھے اپنی داستان جاری رکھنی چاہیئے۔

۲

نو عروسی جوڑے کے ساتھ ساتھ میں ان کے مکان پر گئی۔ ایک خوشنما چھوٹا سا آرام دہ بالاخانہ تھا۔ اوپر جانے کے لئے ایلیویٹر لگا ہوا۔ مختصر سا باورچی خانہ جس میں سب کام بجلی کی طاقت سے ہوتا تھا اس قسم کے کاندار بیڈ جن کو بٹن دبا کر نظروں سے غائب کر سکتے تھے۔ اس قسم کے غسل خانے جن میں تکلف اور آسائش کی ساری باتیں موجود تھیں۔ غرض سائنس کی ترقیوں اور زمانہ حال کی ایجادوں سے جو آرام حاصل کئے جا سکتے ہیں وہ سب اس میں موجود تھے میں اس مکان پر ان کے ساتھ ساتھ جا پہنچی۔ مجھے رہنے کے لئے کسی خاص جگہ کی ضرورت نہ تھی ہم لوگوں کی جو روحانی دنیا میں زندگی بسر کرتے ہیں تو کئی ایک ضرورتیں ہیں۔ تاہم فانی انسانوں کی طرح نہ ہمیں رہنے کو جگہ درکار ہے نہ پوشش، نہ طعام، نہ مجلسی تفریحات۔

میں نے اس جگہ جا کر پہلی بات جو نوٹ کی یہ تھی۔ کہ وہاں ایسی کوئی بھی چیز موجود نہ تھی جو کبھی میری ذات سے تعلق رکھتی تھی حیران ہو کر سوچنے لگی۔ کہ وہ میری موتیوں کی مالا جس کو وہ شادی کے بعد ابتدائی ایام میں اس شوق سے چوما کرتا تھا، میری شادی کی انگوٹھی، میرا جہیز میں لایا ہوا فرنیچر میرے خریدے ہوئے ایرانی قالین کہاں گئے؟ اتنا تو خیر مجھ کو معلوم تھا کہ چینیوں یا قدیم مصریوں کی طرح یہ سب چیزیں میرے خاکی وجود کے ساتھ زمین میں دفن نہ کی گئی تھیں ... پھر آ نذر کیا ہو ئیں؟

اس دوسری عورت سے اس کا سلوک نہایت خلیقانہ اور مشفقانہ تھا وہ ہر ممکن طریقہ پر اسے خوش کرنے کی کوشش کرتا اور ذرا ذرا سی بات پر عذر خواہی کرنے لگتا۔ میں نے بھی اس کے ساتھ شادی کرکے کچھ زمانہ دیکھا تھا لیکن وہ باتیں جو میرے تجربہ میں آئی تھیں اب مجھ کو دکھائی نہ دیں۔ میں صحیح طور پر بیان نہیں کرسکتی کہ دونوں حالتوں میں کیا فرق تھا مگر ہاں کچھ اختلاف ضرور تھا۔ عورت کو میں نے دیکھا وہ ہر طرح مطمئن تھی خصوصاً اس موقعہ پر جب وہ اس کو تحفے پیش کرتا۔ روپیہ دیتا اور آرام و اطمینان کے مستقبل کا ذکر کرتا تھا۔ بعد ازاں میں نے معلوم کیا کہ اس عورت کے لئے اقبال مند مستقبل ہی سب سے بڑھ کر ضروری بلکہ لازمی تھا اس کے بغیر اس کا گذارہ غیر ممکن تھا وہ اس کا روپیہ اس بے دردی سے صرف کرتی تھی جس کا مجھے خواب میں بھی خیال نہ آسکتا تھا وہ بشمار غیر ضروری چیزیں خرید خرید کر جمع کرتی پھر ان کو علبہ ہی لا حاصل سمجھ کر ایک طرف ڈال دیتی تھی۔

علیحدگی اور تنہائی میں وہ کس طرح ایک دوسرے سے ملتے تھے اس کا حال نہ میں نے دیکھا اور نہ دیکھنے کی خواہش پیدا ہوئی میں ان کے مکان پر ایک قریبی دوست۔ ایک انتہا نوازے مہمان کی حیثیت میں رہا کرتی تھی۔

ان کی شادی ہوئے چار ہفتے گزر چکے تھے کہ ایک دن صبح کو جب وہ ناشتہ کی میز پر آئی تو اس کا نچلا ہونٹ کسی قدر آگے کو نکلا ہوا تھا۔ اس سے اس کے چہرے کی خوشنمائی میں گو اضافہ ہوتا تھا تاہم نہیں معلوم یہ بدلی ہوئی کیفیت جو درحقیقت ناراضگی کی مظہر تھی کیوں ہوئی؟ اس نے بیابانی رنگ کا صبح کے پہننے کا کوٹ زیب بر کر رکھا تھا۔ سر پر خوشنما جھالردار ٹوپی تھی اس لباس میں اس کے سرخ محرابی ہونٹ بل کھا کر بھی عجب طرح کی شان دلفریبی

پیدا کر رہے تھے

میں نے اس کو بھی دیکھا جو کبھی میرا اپنا تھا۔ نہیں معلوم آج وہ کیوں اتنا پریشان نظر آتا تھا۔ اس نے عورت کو کسی طرح کی عنائیتوں، مشفقانہ باتوں اور منجاعانہ پیش دستیوں سے خوش کرنے کی کوشش کی۔ لیکن نہیں! اس کی یہ باتیں اس پر وہ اثر پیدا نہ کر سکیں جو وہ مجھ پر کیا کرتی تھیں۔ میں نے جلدی ہی معلوم کر لیا کہ وہ کسی چیز کا وعدہ لینا چاہتی ہے کسی ایسی چیز کا جو روپے سے خریدی جا سکتی ہے۔

ان کی گفتگو سننے کے لئے میں ان کے آس پاس منڈلاتی پھر رہی تھی

"اگر تم مجھ سے پیار کرتے ہو۔ وہ آخر کار کہنے لگی" تو پھر کیا بات ہے کہ ایک ذرا سی چیز کے لئے جو میں کئی دنوں سے مانگ رہی ہوں ہر روز ٹالے جاتے ہو؟ حالانکہ تم کو معلوم ہے میں اسے پا کر کتنی خوشی حاصل کر سکوں گی"

"جانی میری دلی آرزو تم کو ہر وقت خوش و خرم دیکھنے کی ہے" اس نے جواب دیا۔ "لیکن اپنی عمر میں کسی موقعہ پر بھی میں نے سامان معیشت کی خریداری قرضہ کا بوجھ سر پر لیکر نہیں کی جو تم مانگتی ہو محض عیش و عشرت کی چیز ہے اس سے پہلے مجھ کو دوسری ضروریات کا خیال رکھنا لازم ہے"

"آہ اب معلوم ہوا کہ اصل حقیقت کیا ہے، تم مجھ کو فضول خرچ تصور کرتے ہو" ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کی سیاہ پلکوں کے نیچے چھپی ہوئی گہری نیلی آنکھیں فولاد کی مانند سرد اور تیز خنجر برسا رہی تھیں "تم خیال کرتے ہو کہ میری ضروریات دوسرے درجہ پر ہیں وہ پوری ہوں یا نہ ہوں تمہیں اپنے روپے سے غرض ہے! آہ جب میں اپنی سہیلیوں کو اپنی اپنی کار پر سوار ہوا دیکھتی ہوں اور یہ بھی دیکھتی ہوں کہ ان کے اپنے موٹر چلانے والے ہیں تو

مجھے اس خیال سے اپنے آپ سے نفرت ہونے لگتی ہے کہ میں ایک عام بازاری کرایہ کی موٹر پر سوار ہو کر نکلنے کے لئے مجبور ہوں۔ اگر خدانخواستہ ہم مفلس اور غریب ہوتے تو دوسری بات تھی۔ مشکل یہ ہے کہ تم نے اپنے کاروبار کے متعلق چند ایسے اصول قائم رکھے ہیں۔ جن کی تنگ حدود سے باہر قدم نکالنا کسی حال میں تم کو منظور نہیں۔ خواہ اس سے میرے دل کو کتنا ہی بھاری صدمہ کیوں نہ ہو۔"

اس کے چہرہ پر، جو کبھی میرا تھا۔ وحشت اور ملامت کے آثار پیدا ہو گئے۔ افسوسناک لہجہ میں کہنے لگا "تم زبردستی کرتی ہو۔ میں جو کچھ کماتا ہوں آخر وہ تمہارے لئے ہی تو ہے۔ اس وقت ایک نیا سودا میرے ہاتھ میں ہے تم اسے مکمل ہو جانے دو پھر جس طرح چاہو گی کر دیا جائے گا۔ اس میں کامیابی حاصل کرنے پر میں نہ صرف وہ چھوٹی چھوٹی رقمیں جو سرپر چڑھ رہی ہیں بے باق کر دونگا بلکہ تمہارے لئے ایک نہایت شاندار موٹر بھی خرید دوں گا۔ اس کے چلانے کے لئے نوکر رکھنا۔ یہ کوئی بڑی بات نہیں میں نے اپنی عمر میں ہمیشہ کاروباری معاملات کو حفاظت کی حد میں رہ کر چلایا ہے اس لئے مجبور نہ کرو کہ تہ کا حال جانے بغیر گہرے پانی میں قدم رکھ دوں۔ کیونکہ پھر خدا کو ہی بہتر معلوم ہے کہ کیا انجام ہو!"

تھوڑی دیر وہ بالکل چپ رہی۔ پھر اس شخص کے انداز سے جو جام شہادت پینے پر مجبور ہو ایک لمبی آہ کھینچ کر تسلیم و رضا کے لہجہ میں بولی "بہت اچھا جس طرح تم چاہتے ہو اسی طرح ہونے دو میں آئندہ اس معاملہ پر کبھی کچھ نہ کہوں گی۔"

اس کے بعد اس نے کسی اور معاملہ کی نسبت بھی کوئی بات نہ کہی اسکی

مسلسل خاموشی مرد کے لئے باعث پریشانی تھی۔ عورت کے چہرہ پر رنج و غصہ کے آثار نہ تھے۔ شیرینی اور ملاحت اب بھی اس کی ہر ادا میں پائی جاتی تھی دفعتاً وہ اٹھا اور اس کے ہاتھ کو بوسہ دے کر باہر چلا گیا۔ خدا معلوم یہ میری حد سے بڑھی ہوئی ہمدردی کا نتیجہ تھا کہ مجھ کو ایسا معلوم ہوا یا اصل حقیقت ہی یہ تھی لیکن اس وقت میں نے دیکھا کہ اس کے چوڑے شانے جو ہمیشہ سیدھے رہا کرتے تھے آج ان میں ہلکا سا خم نمایاں تھا۔ اس کی چال بھی پہلے کی طرح چھکیلی اور تفکرات سے آزادی کی مظہر نہ تھی۔

وہ بھی اس کے جانے پر اٹھ کر کھڑی ہوگئی کھڑکی کے پاس جا کر اس نے اس کو بازار میں چلتے ہوئے دیکھ کر محبت کا اشارہ کیا پھر واپس اپنی جگہ پر آ گئی۔ اب اس کی آنکھوں میں تیز چمک پیدا تھی تھوڑی دیر کے بعد وہ پھر بےتابانہ اٹھی اور کمرہ میں ٹہلنے لگی کبھی کبھی غصہ جوش فریاد اور ملامت کے الفاظ اس کے منہ سے نکلتے سنائی دیتے تھے۔

"یہ ان مردوں کی خود غرضی ہے کہ وہ عورت کی ضرورت کو بالکل ہیچ خیال کرتے ہیں۔" وہ ایک موقع پر کہنے لگی "ایک موٹر کی خرید پر ایسی کونسی بڑی رقم صرف ہوتی تھی کہ جس کے لئے سوچتے ہوئے سودے کے خاتمہ کا انتظار ہے؟ نہیں میں دیکھتی ہوں اب وہ اس قدر فیاضی اور فراخ حوصلگی سے کام نہیں لیتا جس سے پیشتر لیا کرتا تھا۔"

"شاید ایسا ہو۔ کم از کم میں نے اپنی مادی زندگی میں اس سوال پر کبھی غور نہ کیا تھا۔ میں نے کبھی اس بات پر اعتراض کرنا یا اس کے خلاف چلنا ضروری نہ سمجھا تھا۔ سواری کے لئے ایک اچھی سی موٹر کار خریدنے کی آرزو میرے دل کو بھی تھی۔ لیکن میں نے اپنے جی کو سمجھا رکھا تھا کہ جب کبھی

موقعہ ہوگا دیکھا جائے گا۔ میں نے کبھی اشارہ سے بھی اس کا ذکر اس سے نہ کیا تھا۔ خدا کو ہی بہتر معلوم ہے کہ یہ بات اس کے ذہن میں باقی تھی یا نہیں۔

اتنے میں کنیز اندر آئی اور ناشتہ کا پس خوردہ اُٹھا کر لے گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک نوکر ڈاک میں آئے ہوئے خط ایک ٹرے پر رکھ کر حاضر ہوا۔

وہ ان چٹھیوں کو کھولنے سے پہلے ان کو سرسری دیکھنے لگی یکایک اس کے چہرہ پر جہاں ابھی تک خفیف سے بل پڑے تھے۔ حسرت کے آثار پیدا ہو گئے۔ بے اطمینانی کی تمام لکیریں آن واحد میں مٹ گئیں اس نے ایک خاص چٹھی نکال کر اسے کھولا اور گہرے انہماک سے پڑھنے لگی ایک بار ختم کر کے پھر اس کا مطالعہ کیا پھر خط ہاتھ سے رکھ کر کسی گہری سوچ میں پڑ گئی، تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اضطراب و پریشانی کے آثار اس کی نگاہوں میں پیدا ہو جاتے تھے۔

"دو سال ہو گئے" وہ آخر کار دبی آواز سے بولی" اور اب اس لمبے عرصہ کے بعد وہ دولت اور عزت سے مالا مال واپس آیا ہے میرا خیال تھا وہ مجھے بالکل بھول گیا ہو گا مگر اس چٹھی میں لکھتا ہے کہ میں سب اوقات اس کے خیالات کا مرکز بنی رہی ہوں۔ ابھی تک اس کو میری شادی کا حال معلوم نہیں جب اس کا پتہ لگے گا تو خدا معلوم کیا کہے گا۔ افسوس میں نے کیوں اتنی جلدی کی! خیر اچھا میں رچرڈ کو اطلاع کئے بغیر اب بھی ہیرلڈ سے مل سکتی ہوں۔ میں اس کو سمجھا دوں گی کہ سارا قصور اس کا ہے۔ اگر وہ چند مہینے پیشتر ایسا ہی خط لکھتا تو کیا میں اس کا انتظار نہ کرتی؟ پھر مجھے اس شادی کی ضرورت ہی کیوں پیش آتی"۔

اس کی طرف سے اس کے متعلق جو کبھی میرا تھا لیکن جس نے میرے بعد میری جگہ اس کو دے دی تھی۔ اس طرح کی سرد مہری دیکھ کر شاید مجھے اپنے دل میں خوش ہونا چاہیئے تھا لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ مجھے اس سے کسی طرح کی خوشی حاصل نہ ہوئی الٹا اس کی زبانی یہ سن کر کہ وہ اسے دھوکا دینا چاہتی ہے جو پیشتر میرا اور اب اس کا تھا میرے دل کو سخت رنج پہنچا مگر میں بے بس تھی۔ ایک روح اپنے عزیز رشتہ داروں کے افعال وسکنات کو غائبانہ دیکھ کر ان کی خواہشات سے ہمدردی تو کر سکتی ہے مگر افسوس وہ ان کو اپنی ہمدردی جتلا نہیں سکتی۔ وہ اپنی کسی طریقہ پر کسی معاملہ کی نسبت واقف حال نہیں کر سکتی۔

اس نے قلم دوات لے کر ہیرلڈ کے نام جوابی خط تحریر کیا اس سے اس کے دل کا بوجھ ہلکا ہو گیا۔ کبیدگی زائل ہونے سے چہرہ پر از سر نو آثار مسرت نظر آنے لگے۔ جب شوہر اس دن مکان پر واپس آیا تو وہ اتنی مطمئن ومسرور تھی کہ صبح کی کشاکشی کا بعید تر گمان اس کے چہرہ کے آثار سے نہ ہوتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اسے بالکل معلوم نہیں کہ صبح کی کشیدگی کس حد تک دن بھر اس کے شوہر کے دل پر اثر انداز رہی اور اس کے کاروبار میں رخنہ اندازی کا موجب بنی۔ لیکن اب اس کو خرم ومسرور دیکھ کر اس کے دل کی کلی بھی کھل گئی۔

رچرڈ کو معلوم نہ تھا مگر میں خوب جانتی تھی کہ عورت کے مزاج کی اصلاح کا اصلی باعث کیا تھا

۳

اس دن کے بعد ایک عجیب طرح کی تبدیلی اس کی حالت میں پیدا ہو گئی۔

اب وہ ہر وقت مضطرب و بے چین رہا کرتی تھی۔ لبا اوقات علیحدگی میں بیٹھ کر روتی۔ سہ پہر کو ہر روز باہر چلی جاتی اور کھانے کے وقت سے ذرا سی دیر پہلے واپس آتی۔ شوہر اگر کوئی بات پوچھتا تو حیلہ سازیاں کر دیتی۔ "میں اپنی سہیلی سے ملنے گئی تھی" "وہ مجھے باغ کی سیر کرانے لے گئی" وغیرہ وہ اس کی باتوں پہ کبھی بدگمان نہ ہوتا تھا لیکن میں نے معلوم کیا کہ ایک دو موقعوں پر جب وہ اس حقیقت سے واقف نہ تھی مرد نے گہری استفہامی نظروں سے اس کی طرف بڑی دیر تک دیکھا

پھر لاؤ کبھی ہمارے مکان پر نہ آیا اور نہ میں نے ہی کسی موقعہ پر اس عورت کا جو میری جگہ پر قابض تھی پیچھا کیا۔ تاہم میں اچھی طرح جانتی تھی کہ وہ ہر روز اس سے ملنے جاتی تھی اس کی حالت روز بروز اس وحشی حیوان کی سی ہوتی جاتی تھی جسے زبردستی پنجرے میں بند رکھا گیا ہو۔ جب شوہر مکان پر نہ ہوتا۔ تو وہ قید و بند سے آزاد ہونے کے لئے ہر لحظہ بیقرار رہتی لیکن اس کی موجودگی میں رفع شک کی غرض سے اظہار محبت کرنے لگتی تھی۔ مگر میں یہ دیکھے بغیر نہ رہ سکی کہ یہ دو گونہ زندگی ... یہ ظاہر و باطن کا اختلاف۔ اس کے اعصاب کو رفتہ رفتہ کمزور اور کند کرتا جا رہا تھا۔ شوہر کو بھی تھوڑے عرصے کے بعد معلوم ہونا شروع ہو گیا کہ اسکا اظہار محبت سابق کی مانند قدرتی نہیں۔ بلکہ مصنوعی ہے۔ وہ اس کے سامنے محبت اور پیار کا جو دکھاوا کرتی وہ درحقیقت اپنی بڑھتی ہوئی بے چینی کو چھپائے رکھنے کے لئے ہوتا تھا۔ دونوں کی حالت قابل رحم تھی جہاں ایک طرف وہ ہر وقت بیتاب رہتی ذرا ذرا سی بات پر تلخ گفتار ہو جاتی اور چین حاصل نہ کر سکتی۔ وہاں مقابلہ میں وہ بھی ملول۔ جگر خستہ اور مضطرب دکھائی دیتا تھا۔

اس اثنا میں میں ان روزمرہ کے لڑائی جھگڑوں اور مصالحانہ تدبیروں کو اپنی نظر نہ آنے والی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی مگر سچ پوچھئے تو مصالحت کیا محض ایک دکھاوا ہوتا تھا۔ ظاہرداریاں کی جاتی تھیں۔ لیکن باطن میں دونوں کھچے کھچے سے رہتے اور کشیدہ نظر آتے تھے۔ بارہا یہ حالت دیکھکر میرے جی میں آئی کہ یہاں سے چل دوں کیونکہ شوہر کی تکلیف مجھ سے کسی حال میں دیکھی نہ جاتی تھی لیکن کوئی نامعلوم اثر مجھ کو اس مقام سے وابستہ کئے رکھتا تھا نئی نئی باتیں دیکھنے اور نئے نئے حالات معلوم کرنے کا شوق کہیں جانے نہ دیتا تھا۔ میری آزاد روح پھر ایک مرتبہ اس گھر کی چاردیواری میں پابندیوں سے محصور و مجبور ہو چکی تھی بارہا میں نے اپنے آپ کو یہ سمجھانے کی کوشش کی کہ میری موجودگی ہی ان کے تعلقات راحت کے لئے سم قاتل ہو رہی ہے۔ لیکن گو میں اپنے آپ کو اس طرح سمجھاتی مگر یہ بات کسی طرح میری نظر سے چھپی نہ رہ سکتی تھی کہ خرابی کی اصل جڑ یہ لڑکی واپسی ہے اس کی وجہ سے ہی آبگینہ راحت میں بال آیا ہے۔

مجھے اپنے شوہر سے بہت ہمدردی تھی میں نہیں جانتی اس کی وجہ اس محبت کی یاد تھی جو کبھی میں اس سے کرتی تھی یا کچھ اور۔ عین ممکن ہے کہ مادی دنیا کے تلخ تجربہ کے بعد بھی میری روح پھر اس کی چاہت رکھتی ہو بہتر حال خدا کو معلوم ہے مگر جوں جوں وقت گذرتا گیا میں یہ محسوس کرتی تھی کہ اس سے مجھ کو سچی ہمدردی ہے۔ اس کو میں ہر حال میں سُکھی دیکھنا چاہتی ہوں

بات ہرچند عجیب ہے، مگر امر واقعہ یہی ہے کہ میرے سینہ میں حسد یا جوش رقابت قطعاً موجود نہ تھا۔ میرا خیال ہے کہ اس طرح کے محسوسات فانی زندگی سے ہی تعلق رکھتے ہیں۔ کیونکہ ہر قسم کی خواہشات مادی اجسام سے ہی وابستہ

ہیں جب کبھی وہ دونوں آپس میں ہنس کر بولتے یا پیار محبت کی باتیں کرتے تو میرے دل کو بھی خوشی ہوتی مگر جب ان میں بگاڑ ہو جاتا تو ... وہ تو خیر مصیبت جھیلتے ہی ہوں گے۔ میں بھی کچھ کم تکلیف نہ پاتی تھی۔ شوہر کی حالت واقعی مجھ سے دیکھی نہ جاتی تھی۔ اس کو غمگین دیکھ کر میں بھی غمگین ہو جاتی عورت کو اس سے ہر دکھا سلوک کرتے یا اس کو مبتلائے غلط فہمی رکھتے دیکھ کر میرے جی کو کچھ کچھ ہونے لگتا۔

ایک دن کا ذکر ہے گہری شام ہو گئی مگر وہ رات کے کھانے پر واپس نہ آئی اس کی عدم موجودگی میں شوہر نے بھی بہت کم کھایا وہ اتنا غمگین اور اداس نظر آتا تھا کہ میرا جی بے اختیار چاہنے لگا، اپنے ہیولانی بازو اس کی گردن میں ڈال کر تسکین کے چند الفاظ اس سے کہوں جس طرح میں اس زمانے میں اس کو اور اس دیکھ کر کیا کرتی تھی جب یہ ... دوسری عورت ہماری زندگی میں حائل نہ ہوئی تھی۔

آخر کار جب وہ آئی تو گہری رات ہو گئی تھی اس نے نرمی سے پوچھا۔

"تمہیں آج اتنی دیر کیوں ہو گئی ؟" وہ برافروختہ ہو گئی اور اپنا اضطراب چھپانے کے لئے الٹا اس کو مطعون کرنے لگی، مرد نے نہ اس کے ساتھ بحث کی نہ اپنے سوالات کو مزید اصرار کے ساتھ پوچھا بلکہ جب وہ کمرہ کا دروازہ پُرشور آواز کے ساتھ بند کر کے وہاں سے چلی گئی تو اس کے بعد بھی بڑی دیر تک افسردگی اور پریشانی کے عالم میں چپ چاپ بیٹھا رہا۔ اس کے چند دن بعد وہ پھر ایک مرتبہ اسی طرح رات کے کھانے پر غائب ہو گئی۔ مرد نے اکیلے ہی کھانا کھایا۔ اور غمگین و ملول آتشدان کے پاس بیٹھا پُر خیال انداز سے جلتی آگ کی طرف دیکھنے لگا۔

یکایک اس نے اپنی جیب سے ایک کارڈ کیس نکال کر اسے کھولا ڈھکنے کے سرے کے پاس ایک ننھا سا کمانی دار بٹن لگا تھا۔ اس کو دبایا۔ تو ایک اندرونی خانہ کھل گیا جس میں ذراسی فوٹو کی تصویر لگی تھی میں اس تصویر کو نہ دیکھ سکی کیونکہ اس نے جلدی سے اس کو اپنے ہونٹوں سے لگا لیا۔ ایک لمحہ کے قلیل عرصہ کے لئے وہ اسی حالت میں رہا پھر کیس کو بند کر کے دوبارہ جیب میں ڈال لیا مگر میں نے دیکھا اس کی آنکھیں اشک آلود اور چہرہ کی رنگت سپید و مغموم آثار لئے تھی

میرے خدا کتنی گہری محبت اسے اس عورت کے ساتھ تھی اور وہ اسکی ذرا بھی قدر نہ کرتی تھی یا اس وقت جب وہ شرمناک طریقہ پر اس کو دھوکا دیتی اور اس کی عزت خاک میں ملاتی پھر رہی تھی وہ اس کی یاد میں بیٹھا اسکی تصویر چوم کر جی کو تسکین دیتا تھا۔

بڑی دیر کے بعد جب وہ آئی تو مرد نے اس سے گفتگو کی کوشش کی مگر وہ دوبارہ اس کو باتوں میں ٹالنے لگی۔ مرد نے زیادہ اصرار کے ساتھ پوچھا کہ "آخر کیوں تم ایسا بیجا سلوک مجھ سے کر رہی ہو؟" وہ پہلے تو ادھر اُدھر کی باتوں سے بہلاتی رہی لیکن جب مرد نے زیادہ سختی سے اصرار کیا تو اس نے عورت کے آخری ہتھیار سے کام لینا ضروری سمجھا یعنی دونوں ہاتھوں سے مُنہ چھپا کر سسکیاں لے لے کر رونے لگی۔

"دیکھو تم بلائے بے درماں کی طرح میرے پیچھے پڑے ہوئے" وہ روتے ہوئے کہنے لگی "میں نہیں جانتی مجھے کیا ہوتا جا رہا ہے۔ کوئی نامعلوم طاقت مجھ پر اثر انداز ہونے لگی ہے میں اپنی اصلی حالت میں نہیں ہوں میں اب خوشی یا اطمینان محسوس نہیں کر سکتی۔ بار ہا جی میں آتی ہے میں بھی اسی طرح اپنی

جان ضائع کر لوں جیسے ... مجھ سے پیشتر ... "

وہ فقرہ کو ناتمام ہی چھوڑ کر چپ ہو گئی لیکن میرے لئے یہ سمجھنا دشوار نہ تھا کہ اس کا تلخ اشارہ میری ہی طرف ہے ، الزام سراسر بے جا اور نادرست تھا ، عالم ارواح میں رہتے ہوئے میں نے کسی طریقہ پر اس کو تنگ یا آزردہ نہ کیا تھا۔ اس وقت بھی میں وہیں اس کے منہ پر اس کو جھٹلانا چاہتی تھی لیکن روح میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ اپنے الفاظ کو با واز کہہ سکے۔

مرد کی پریشانی اور دہشت نے اور بھی زیادہ ترقی کی ، اسے کیا معلوم تھا کہ وہ محض اس کے شبہات کو غلط رستہ پر ڈال رہی ہے۔ کاش میرے پاس کوئی ذریعہ حقیقت حال واضح کرنے کا ہوتا۔ کاش میں وہ لفظ ہی اپنی صفائی میں کہہ سکتی ! ...

اس نے عورت کو آغوش میں لے کر پیار کرتے ہوئے اس کی تسکین کے لئے کوشش کی مگر میں نے دیکھا کہ اس کی محبت بھی اتنی حقیقی اور دلی نہ تھی جتنی ہوا کرتی تھی۔ اس میں بناوٹ کا اثر شامل تھا۔ وہ محض دکھاوے کے لئے سب کچھ کر رہا تھا۔

اس کے تھوڑا عرصہ بعد اس نے اس کو موٹر کار بھی خرید دی اور پر اُمید دل سے اس کی حالت میں بہتری کے آثار دیکھنے کا منتظر ہوا لیکن اس روٹھے ہوئے بچہ کی مانند جو اختیار سے دیا منہ مانگا کھلونا لے کر بھی مطمئن نہیں ہوتا اب وہ موٹر بھی اس کو مسرور نہ کر سکی اب اس کی پریشانیاں اور ان معاملات سے تعلق رکھتی تھیں موٹر کی ضرورت اہم تر باتوں کے سایہ میں دب چکی تھی۔

چند ہفتے اور گذر گئے تھے کہ ایک روز میں نے دہشت اور پریشانی کے ساتھ معلوم کیا کہ اس کا کاروبار رفتہ رفتہ خراب ہوتا جا رہا ہے۔ اس نے

فضول خرچی کے متعلق جو رائے پہلے ظاہر کی تھی اس کو نظر انداز کر کے جب مصلحت کو مقدم سمجھا تو اس کا اثر اس کے کاروبار کے حق میں تباہ کن ثابت ہونے لگا۔ گھر میں پہلے ہی بگاڑ کے آثار پیدا تھے مرد نے کاروبار کی ضرورتوں کو نظر انداز کر کے ان کی قربانی کے ذریعہ سے تعلقات خانگی کی اصلاح کی کوشش کی لیکن نہ ایک چیز حاصل ہو سکی نہ دوسری۔ دونو جانب تباہی کے آثار نظر آنے لگے۔

جب عورت کو اس کی بگڑتی ہوئی مالی حالت کا علم ہوا تو اس نے ذرا بھی ملال نہ کیا۔ میری طرح اس کا جی بالکل میلا نہ ہوا اس کے برعکس ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس انکشاف نے اس کو اس غیر یقینی حالت سے نکالنے میں جس میں وہ مبتلا تھی خلاف امید مدد دی ہے۔

لیکن اس طریقہ پر جو تبدیلی اس کے انداز میں ہوئی مرد نے اس کو محسوس نہ کیا شاید اس کی توجہ اس طرف لگی ہوئی نہ تھی۔ اس کا ذہن اضطراب اور پریشانیوں کی دلدل میں پھنسا ہوا باقی معاملات سے بالکل ہی لاپروا تھا۔ عورت نے صرف اتنا کہا کہ "تم میری وجہ سے کسی طرح کا رنج و غم نہ کرو" میں اس وقت ان لفظوں کی صحیح اہمیت معلوم نہ کر سکی اور مرد نے بھی ان پر زیادہ توجہ نہ دی یہ معلوم کرنا کچھ بھی دشوار نہ تھا کہ اس کا ذہن اپنی تسلی اور تسکین کے لئے اور اور ذریعوں کا متلاشی ہے۔

عورت اٹھ کر اپنے کمرہ میں چلی گئی تھوڑی دیر مرد وہیں بیٹھا گھورتی ہوئی نظروں سے بند دروازہ کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر اس نے جیب سے وہی چھوٹا سا کارڈ کیس نکالا اس کی کمانی دبا کر ڈھکنا کھولا اس میں

جو چھوٹی سی تصویر لگی ہوئی تھی۔ اس کو بغور دیکھنے لگا۔
اس کی حالت کتنی رحم انگیز تھی۔ وہ اس عورت پر جان دیتا تھا۔ جس کو اس کی رتی بھر پرواہ نہ تھی۔ میں نے اپنے ہیولائی بازوؤں کی مدد سے اپنی نظر نہ آنے والی چھاتی کو فرط رنج و الم سے کوٹنا شروع کیا۔ میرے دل کو اتنا قلق ہوا جتنا پیشتر کبھی نہ ہوا تھا۔ لیکن میں پھر کہتی ہوں کہ اس میں حسد یا جوش رقابت کو ذرا سا دخل بھی نہ تھا۔ میرے جی کا رنج فقط اس کے لئے تھا جس کو میں اس دنیا میں رہتے ہوئے پیار کرتی تھی۔ اس کی پریشانی اور مصیبت مجھ سے دیکھی نہ جاتی تھی۔ جسے ایک زمانہ میں میرے مادی ہونٹ جب وہ گوشت اور پوست کے بنے ہوئے تھے "شوہر" کے لفظ سے مخاطب کر چکے تھے

۴

اس سے اگلی صبح وہ جب ناشتہ کی میز پر آئے تو دونو چپ تھے ایک عجب طرح کی کھچاوٹ ان کے تعلقات میں پایا جاتا تھا۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد مرد نے اس کو رسمی بوسہ دیا اس کے بعد رخصت ہو گیا وہ عشق محبت کی فرضی دنیا سے نکل کر کاروبار کے ٹھوس سرد عالم میں گیا ان مصیبتوں اور تکلیفوں کا مقابلہ کرنے گیا جو ہر طرف سے اس پر نازل ہو رہی تھیں۔

اس کے جاتے ہی وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی اور سیدھی اپنے کمرہ میں گئی۔ تھوڑے عرصہ کے بعد وہ اس جگہ سے دو سوٹ کیس دونوں ہاتھوں میں لٹکائے ہوئے واپس آئی انہیں ایک طرف رکھ دیا اور کھڑکی کے پاس کھڑی ہو کر باہر دیکھنے لگی۔ یہ معلوم کرنا ذرا بھی دشوار نہ تھا کہ وہ کسی کی

آمد کا انتظار کر رہی تھی۔

تھوڑے عرصے کے بعد اس نے بانار کی سمت میں کسی کو کچھ اشارہ کیا پھر جا کر کمرہ کا دروازہ کھولا۔ کسی کے سیڑھیوں پر چڑھنے کی تیز آواز سنائی دی پھر کوئی برآمدہ سے گزر کر اس کمرہ میں داخل ہوا۔ میں نے دیکھا وہ شکیل وجیہہ عاشق جوان تھا۔

پُر محبت لہجہ میں کہنے لگا۔ "جانی یہی ایک آخری ترکیب ہے۔ عورت جب کسی مردہ عورت کے خالی کردہ مقام کو پُر کرنے کی غلطی کرتی ہے تو اس کی زندگی کبھی آسائش و اطمینان کے ساتھ بسر نہیں ہوتی۔ جب تم دور افتادہ مقامات کی سیر کرو گی۔ نئے نئے منظر اور نئی نئی صورتیں دیکھو گی۔ تو اُمید ہے تمہارے دل کا بوجھ ہلکا ہو جائیگا۔"

"جو کچھ میں کرنے لگی ہوں"۔ عورت نے حسرت آلود لہجہ میں کہا۔ "خود مجھ کو بھی نا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ مگر کیا کروں۔ میں اس کے سامنے اصل حقیقت بیان نہیں کر سکتی۔ اس وقت سے لے کر کہ رسم شادی کے بعد وہ مجھ کو یہاں لایا۔ میں یہ محسوس کر رہی ہوں۔ کہ مجھے اس سے قطعاً محبت نہیں ہے اور نہ کبھی ہو گی۔ میں نہیں جانتی اس کمرہ کی فضا میں کوئی تاثیر ہے یا کیا لیکن جونہی میں نے اس میں قدم رکھا اور دروازہ بند ہوا یہ حقیقت مجھ پر واضح ہو گئی کہ ہمیں قدرت نے ایک دوسرے کے لئے نہیں بنایا تھا۔ بارہا میرے جی میں آتی ہے کہ دوست کی ہمدردی کتنی تسکین بخش ہو گی۔ لیکن جب کھڑکی سے بانار تک کا فاصلہ دیکھتی ہوں تو جی سہم جاتا ہے۔ مجھ کو معلوم ہے کہ ان دنوں وہ کاروباری مصیبتوں میں پھنسا ہوا ہے اور اس کو ہمدردی و تسکین کی ضرورت ہے۔ لیکن میں اب اس جگہ رہ نہیں سکتی

میرے لئے ایک دن بھی اور بسر کرنا محال ہے۔ خدا کے لئے مجھ کو لے چلو ... کہیں لے چلو!"

دونو رخصت ہو گئے۔ کبھی واپس نہ آنے کے لئے! دروازہ اُن کی پشت پہ بند ہو گیا...

۵

اس رات جب وہ مکان پہ آیا تو اکیلی میں اپنی روحانی صورت میں اس کا خیر مقدم کرنے کے لئے وہاں موجود تھی۔ لیکن نہیں اپنے آپ کو ظاہر کر سکتی تھی نہ اس کو یہ معلوم ہو سکتا تھا کہ کوئی اس کے پاس ہے۔

خادم نے حالات سے واقف ہونے کے بعد میز پہ صرف ایک آدمی کا کھانا رکھا ہوا تھا۔ جب اس نے کمرہ میں داخل ہو کر وہ ایک خوان پوش دیکھا تو سراسیمگی کے عالم میں تھوڑے فاصلے پر ہی ٹھٹک گیا۔ تھوڑی دیر وہ کھانے کی میز کے قریب غیر یقینی حالت میں کھڑا رہا۔ پھر کھانے کو چھوئے بغیر دروازہ کھولا اور رخصت ہو گیا۔ مجھے برآمدہ میں اس کے قدموں کی آواز سنائی دی۔ دفعتاً وہ کھڑا ہو گیا۔ معلوم ہوا کسی لفافہ کو پھاڑ کر رقعہ پڑھنے لگا ہے۔ میں اس نتیجہ پہ پہنچی کہ جاتے ہوئے وہ کسی قسم کا اطلاعی خط لکھ کر چھوڑ گئی ہے۔

میں نہیں جانتی اس خط میں کیا لکھا تھا۔ مگر اسے پڑھنے کے بعد وہ پھر کمرہ میں آگیا اور اب کی مرتبہ اس نے اکیلے بیٹھ کر کھانا تناول کیا۔ میں سخت حیران تھی کہ اس کے مزاج میں یہ فوری تبدیلی کیوں واقع ہوئی ہے؟ کیوں اتنا گہرا سکون اس پر طاری ہے؟ کیوں اس نے کسی طرح کا رنج و غم یا غصہ و جوش ظاہر نہیں کیا؟...

کھانے کے چند لقمے زہر مار کرنے کے بعد وہ ایک چوڑی آرام کرسی پہ آتشدان کے پاس بیٹھ گیا اور سوچنے لگا۔ یکایک اس نے اپنی اندرونی جیب سے وہی کارڈ کیس نکالا کمانی دبا کر ڈھکنا کھولا اور تصویر ہونٹوں سے چپکا لی اس کی آنکھیں انداز سکون سے بند تھیں کوئی عظیم روحانی تسکین اس کے فکر آلود چہرہ پر اثر انداز ہونے لگی تھی۔

تھوڑی ہی دیر کے بعد اس نے کھلا ہوا کارڈ کیس جوں کا توں اپنے پہلو میں آرام کرسی کے بازو پر اس طریقہ سے رکھ دیا کہ تصویر اس کی نظروں کے سامنے تھی۔ رفع استعجاب کا شوق دل میں لئے میں اس کے پس پشت کھڑی ہو کر دیکھنے لگی کہ تصویر کس کی ہے؟

اس وقت پہلی مرتبہ میری ہیولانی آنکھوں نے دیکھا کہ وہ اس عورت کی نہ تھی جو اس کو مبتلائے مصیبت چھوڑ کر اپنے آرام کی تلاش میں بیدردانہ رخصت ہو گئی۔

ہاں وہ تصویر اس کی نہیں تھی! اس کو دیکھتے ہی میری دھندلی صورت میں لرزش پیدا ہوئی حقیقت کی ہیبت ناک۔ جان فرسا لہر نے اس کے ہر حصّہ میں حرکت ارتعاشی پیدا کر دی۔ ایسا معلوم ہونے لگا کہ ناقابل بیان رنج اور حد انتہا سے بڑھے ہوئے افسوس کا سمندر میرے آس پاس متلاطم ہے۔

وہ چہرہ... وہ تصویر میں بنا ہوا چہرہ... اے دنیا کی پاک روحو! کیا؟ رسنا کہ میری آنکھوں نے دھوکا نہ دیا تھا۔ وہ تصویر اس بیوفا عورت کی نہیں بلکہ اس جسم کی تھی جو کبھی خاکی وجود رکھتے ہوئے میرا تھا!

اپنے پیارے کو اس جگہ رنج و غم کے عالم میں تنہا بیٹھا دیکھ کر پشیمانی کی زبردست لہر میرے آتشی وجود کے ہر حصّہ میں دوڑ گئی۔ میرے نظر آنے والے مس نہ

ہونے والے پُر شوق ہاتھ اس کی گرم جلتی ہوئی پیشانی کو سہلانے لگے ہیں نے بہت کوشش کی کہ اپنے بے وجود بازوؤں کو اس کے گرد لپٹا کر رنج و غم کی اس گھڑی میں اس کے جی کو تسکین دوں۔

لیکن وہ تو ہوا کی مانند وجود رکھتے تھے۔ اس کے بدن کے بیچ سے ہو کر گذر گئے اور وہ ان کو محسوس نہ کر سکا!

ہائے وہ جوشِ محبت جو میرے سینہ میں موجیں مارتا تھا! ہائے وہ بر نہ آنیوالی خواہشیں جو میرے دِل کو بیتاب کئے دیتی تھیں!

میرے خدا کیوں میں نے اپنے خاکی وجود کو تلف کر کے اس قیمتی موقعہ سے بہرہ اندوز ہونے کا امکان ہاتھ سے کھو دیا! کاش میں اس وقت ذی حیات ہوتی! کاش از سرِ نو کالبد خاکی اختیار کرنا میرے بس میں ہوتا...

میں سخت پشیمان ہوں کہ کیوں میں نے خودکشی کی!

باب - ۶

پُراسرار الماری

البیٹ اوڈانل کے قلم سے

۱

مجھ کو ہمیشہ عجائبات عالم جمع کرنے کا شوق رہا ہے اور یہی حال میری گھر والی کا ہے بلکہ شاید یوں کہنا بیجا نہ ہوگا کہ وہ اس معاملہ میں کسی حد تک مجھ پر بھی سبقت لے گئی ہے۔ واقعہ جو میں بیان کرنے لگا ہوں اس زمانہ میں پیش آیا تھا جب ہم ارلز کورٹ میں رہا کرتے تھے اور آمدنی کا ذریعہ پیدا کرنے کے لئے کچھ اس طرح کے کرایہ دار اپنے مکان میں رکھتے تھے جن کے لئے کھانے اور رہنے کا وہیں انتظام تھا۔

ایک دن کا ذکر ہے۔ میں شاید اُس دن کو عمر بھر نہ بھولوں گا۔ صبح کا وقت تھا کہ میری کدبانو غیر معمولی جوش کی حالت میں میرے کمرے میں آئی اور کہنے لگی۔ اوہ جیک۔ میں نے ہائی سٹریٹ میں ماسی کباڑی کی دوکان پر ایک بڑی خوشنما پرانے بلوط کی بنی ہوئی الماری دیکھی ہے وہ مجھے اتنی اچھی معلوم ہوئی ہے کہ جب کبھی اس کی دوکان کے پاس سے گذرتی ہوں تو میرا خیال بے اختیار

اُس کی طرف کھنچ جاتا ہے آخر آج نہ رہ سکی بازار گئی تو دوکاندار سے اس الماری کی قیمت دریافت کی۔ جیک کیا تم یقین کر سکو گے کہ وہ صرف دو پونڈ میں نہایت ارزاں ملتی ہے۔ میں نے یہ قیمت سُنی تو حیران و ششدر رہ گئی دوکاندار سے پوچھا اتنی ارزاں کس لئے؟ اس میں کوئی نقص تو نہیں ہے؟"

"بالو آپ نقص کا ذکر کرتی ہیں۔ میری دوکان صرف پُرانے سامان کی فروخت کے لئے ہے"۔ دوکاندار نے کسی قدر جلد جلد تقریر کرتے ہوئے کہا۔ "ورنہ یہی چیز کسی ایسے آدمی کے پاس ہوتی جو ذرا سا رنگ و روغن پھیر کر اس کو نئی بنا دیتا۔ تو لوگ چوگنے دام خوشی سے بھر دیتے۔ آپ اندر آکر دیکھئے۔ سولھویں صدی کی ہسپانی طرز کی بنی ہوئی یہ الماری ہے جو مدتوں ایک معزز خاندان میں چلی آئی۔ لیکن میں نہ معلوم انہوں نے کس لئے بیچ دی کہ رفتہ رفتہ میرے ہاتھوں تک آگئی۔ میں اس کو برائے نام منافع سے کر فروخت کرنے کو آمادہ ہوں۔ آپ اس کی پچی کاری دیکھئے اور اس تصویر کا خیال کیجئے جو اس کے باہر کی جانب بنی ہے"

"جیک میں نے اس الماری کو اچھی طرح دیکھا ہے تصویر تو کسی منحوس ریڈ کی ہے۔ جو مجھ کو نہیں بھائی۔ لیکن الماری خوب ہے جس طرح ممکن ہو اسے لے لو۔ ہم اس کو غسل خانہ میں رکھوا دیں گے"

"کیا غسل خانہ میں؟" میں نے متعجبانہ پوچھا" آخر وہاں کس لئے؟"

"آہ تم سمجھے نہیں" سیلویا شوخ نظروں سے دیکھتے ہوئے بولی" چونکہ رنگت اور بناوٹ کے لحاظ سے وہ غسل خانہ کے باقی سامان کے مطابق ہے اس لئے میں اس کو وہیں رکھوانا چاہتی ہوں اور میرے خیال میں یہ کوئی قابل اعتراض بات بھی نہیں ہے۔ میں ہمیشہ سے اس بات کی شائق رہی ہوں کہ

میرے مکان کی سجاوٹ دنیا جہان سے نرالی ہو۔"

"ولوٹ کی بنی ہوئی الماری غسل خانہ میں کچھ موزوں تو نہ ہوگی تاہم کوئی بات نہیں" میں نے ہنستے ہوئے کہا "میں اسے مول لے لونگا کیونکہ میں اچھی طرح جانتا ہوں اس کے بغیر تم میرا پیچھا نہ چھوڑو گی۔"

"لیکن دیکھو ذرا جلدی جا کے مول تول کرنا" سلویا نے جیسا اس کی عادت تھی مزید اصرار کرتے ہوئے کہا "اس طرح کی سستی چیزیں ناٹ سٹریٹ کنسنگٹن کے بازار میں روز روز نہیں ملا کرتی"

الماری کس قیمت کی تھی اور دو پونڈ میں ارزاں بھی تھی یا نہیں۔ ان سب باتوں کو نظر انداز کر کے صرف اس ڈر سے کہ اگر میں نے اس کو مول نہ لیا تو سلویا دن رات کی شکایتوں سے جان کھا جائے گی۔ میں اسی وقت بازار جانے کو آمادہ ہو گیا۔ کچھ ایسی بدحواسی اس طرف جاتے ہوئے مجھ پر طاری ہوئی کہ رستہ میں کئی راہگیروں سے ٹکر ہو گئی اور ایک موقعہ پر جب میں نے اپنی غیر معمولی عجلت کی وجہ سے ایک شخص کے بس پر سوار ہونے کے موقعہ پر بے خبری کی حالت میں رکاوٹ پیدا کی تو مجھے اس کی چھتری کی نوک کا نشانہ بھی بننا پڑا لیکن سلویا کے فرمان واجب الاذعان کی تعمیل چونکہ اشد ضروری تھی۔ اس لئے ہر طرح کی تکلیف نظر انداز کر کے آخرکار ماسی کباڑی کی دوکان پر جا پہنچا اور یہ دیکھ کر میرے دل کو بڑی مسرت ہوئی کہ الماری اب تک بکاؤ رکھی ہے۔ میرے پاس فیتہ یا پیمانہ نہیں تھا۔ لیکن میں نے اندازہ سے معلوم کیا کہ وہ اونچائی میں سات فٹ سے کسی طرح کم نہ ہوگی سلویا نے اس کی تعریف میں بیحد مبالغہ آرائی کی تھی۔ اس میں شک نہیں اس کے نقش و نگار عجیب اور بناوٹ کہن سالی کا اثر لئے تھی۔ تاہم میں اس کو دیکھ کر زیادہ متاثر نہ ہوا

الماری اول تو یونہی بھیانک تھی پھر امتداد زمانہ سے اس کی رنگت بھی میلی ہوتے ہوتے آبنوس کی مانند کالی ہو گئی تھی۔ کم از کم اس طرح کی الماری نہ اس سے پہلے کبھی میرے دیکھنے میں آئی تھی اور نہ ان واقعات کی روشنی میں جو آگے چل کر پیش آئے میں دوبارہ اپنی عمر میں دیکھنے کی خواہش رکھتا ہوں۔

میں نے جھٹ سے دو پونڈ نکال کر دوکاندار کے ہاتھ پر رکھ دئے۔ تو وہ بولا "سچ جانیئے آپ اس کو بغیر داموں کے مفت لئے جاتے ہیں۔ آج اس قسم کی الماری آپ خود بنوانے لگیں تو بیس پونڈ سے کم لاگت نہ آئے"

"اسی لئے تو میں بھی حیران ہوں" میں نے مشکوک لہجہ میں کہا۔ "آخر وہ کونسا بھید ہے جس کی وجہ سے آپ اس کو دسویں حصہ قیمت پر فروخت کئے دیتے ہیں"

"ارے صاحب اس میں بھید کی کوئی بات نہیں محض روپے کی تنگی اور بے روزگاری کا سوال ہے۔ گھر میں چھوٹے چھوٹے بچے ہر روز کھانے کو مانگتے ہیں۔ بکری سابق کے مقابلہ میں چوتھا حصہ نہیں رہی اب اگر میں دو نفر کے خرچ کے لئے کوئی چیز اونے پونے نہ بیچ دوں تو گذر اوقات کیسے ہو؟ لوگ کفایت کا راگ گاتے ہیں میری تو عقل حیران ہے کہ عام اخراجات میں کوئی کس طرح کفایت کر سکتا ہے؟ بس ایک ہی صورت ممکن ہے کہ انسان کھانا پہننا چھوڑ دے۔"

میرا اطمینان ہو گیا۔ روپے کی تنگی میں خود ایک عرصہ سے محسوس کر رہا تھا اور یہی وجہ تھی کہ آمدنی کا ایک ذریعہ پیدا کرنے کے لئے کرائے دار رکھنے شروع کئے تھے۔ دوپہر کے قریب جب یہ الماری چھکڑے پر لد کر ہمارے مکان پر پہنچی تو ہمارے ٹیریر کتے نپ نے دور ہی سے اس کو دیکھ کر بڑے زور سے

بھونکنا شروع کر دیا اور جب وہ مکان کے دروازہ پر اُتری تو اس طرح پیچھے ہٹنے لگا کہ گویا اسے کوئی مارتا ہو دھمکاتا ہو۔ اُس وقت تو میں نے کچھ خیال نہ کیا لیکن اب جو سوچتا ہوں تو یاد آتا ہے کہ جب ہم اُس الماری کو اتروا کر اُوپر کی منزل پر لے جانے کی کوشش کر رہے تھے تو کتا نہ معلوم کدھر غائب ہو گیا۔ بارے تھوڑی جدو جہد کے بعد ہم چند آدمی مل کر اُس کو غسل خانے میں پہنچانے کے قابل ہوئے لیکن جب ہم نے اس کو وہاں لے جا کر کھڑا کیا۔ تو میں نے دیکھا اس کا بالائی حصّہ چھت کے بالکل پاس تک پہنچتا تھا۔ سلویا اس کو دیکھنے کے لئے دوڑی دوڑی آئی وہ اس کی تعریف کرتی نہ تھکتی تھی اپنے زیر اہتمام اُس نے اس کو کئی مقامات پر سرکوایا اور آخر بڑی کوفت کے بعد اس بارہ میں مطمئن ہو سکی کہ اب یہ کمرہ کو اچھی طرح زیب دیگی یہ منگل ۱۵ مئی کا واقعہ ہے۔ میں نے اس کا نوٹ اپنی ڈائری میں کر لیا تھا وہیں سے دیکھ کر لکھتا ہوں۔ ذرا آپ بھی یاد رکھئے گا۔

۲

اگلے دو دن یعنی بدھ اور جمعرات بغیر کسی واقعہ خاص کے گذر گئے جمعہ کی صبح کا ذکر ہے کہ ہمارے کرایہ داروں میں سے ایک مسٹر شارٹ نے صبح کا ناشتہ کرتے ہوئے پُر خیال انداز سے کہا ”کیوں صاحب کبھی آپ نے اس طرح کی حالت کا بھی احساس کیا ہے کہ گویا کوئی شخص ہر وقت پوشیدہ طور پر آپ کی نگرانی کر رہا ہو؟“

”میں سمجھا نہیں“ میں نے اس کو جواب دیا ”ذرا واضح بیان کیجئے“

”میرے کہنے کا مطلب یہ ہے۔ کیا کبھی اس طرح کی حالت آپ کو پیش آئی ہے کہ آپ کہیں اکیلے ہوں اور ایسا معلوم کریں کوئی شخص چھپا ہوا آ

آپ کی نقل و حرکت دیکھ رہا ہے" کرایہ دار نے جواب دیا" میں گذشتہ ایک دو روز سے غسل خانہ کے اندر یہی کیفیت محسوس کرتا ہوں۔ خدا جانے یہ میرا وہم تھا یا کیا مگر جتنا عرصہ میں غسل خانہ میں رہا یہی معلوم ہوتا تھا کوئی آدمی گھورتی ہوئی نظروں سے میری طرف دیکھ رہا ہے!"

"یہ تو بڑی معیبت کی بات ہے" مس لینگ نے جو ہمارے کرایہ داروں میں سے ایک تھی اس پر جلدی سے کہا "آپ تو خیر مرد ہیں۔ ہم عورتوں کا کیا حال؟"

اس موقعہ پر ایک تیسری کرایہ دار عورت مسز پارسنز۔ ایک ادھیڑ عمر کی فہمیدہ عورت انڈا توڑنے کے عمل میں دفعتاً رکتے ہوئے بولی "مسٹر شارٹ ہیں خود آپ سے یہ ذکر کرتے کرتے رہ گئی ورنہ سچ یہ ہے کہ اس طرح کی کیفیت غسل خانہ کے اندر مجھ کو بھی پیش آئی تھی اور کل رات تو میں اتنی ڈر گئی کہ بیان نہیں کر سکتی۔ اس کے ساتھ ہی جب سوچتی ہوں۔ کہ غسل خانہ کا دروازہ اندر سے بند تھا اور کوئی متنفس عملی طور پر میرے ہوتے اس میں داخل نہ ہو سکتا تھا تو عجب طرح کے وسوسے میرے ذہن میں پیدا ہونے لگتے ہیں۔"

"یہ سب آپ لوگوں کا وہم ہے" اسی مس لینگ نے جس کا ذکر ہو چکا ہے اور جو کٹے ہوئے بالوں کی ایک نوجوان خاتون تھی مسکراتے ہوئے کہا "بات دراصل یہ ہے کہ مسز پارسنز بہت تیز چائے پیتی ہیں۔ جو اعصاب کے لئے نقصان دہ ہے اور آپ بھی مسٹر شارٹ کوئی عجیب بیمار رہتے ہیں ...!"

مسز پارسنز نے حقارت آمیز نظروں سے دیکھتے ہوئے محض اتنا کہا "واہ!" اور مسٹر شارٹ کی پیشانی پر بل پڑ گئے لیکن مس لینگ نے جو ایسی باتوں سے متاثر ہونا نہ جانتی تھی اور بھی زیادہ زور سے قہقہہ لگایا۔

بات آئی گئی ہو گئی

اُسی رات میں اپنے کمرہ کی طرف جا رہا تھا جو تیسری منزل پر واقع ہے کہ ہماری خادمہ گریس مجھ کو رستہ میں ملی۔ وہ غسل خانہ سے باہر نکلی تھی اور میں نے دیکھا اس کے چہرہ کی رنگت سپید اور گہری پریشانی کے آثار اُس کی ہر ادا سے ظاہر تھے۔

گریس اس میں شک نہیں نوکرانی ہے مگر اس کی بھری ہوئی جوانی اور آنکھوں کو مسرور کرنے والی رعنائی اس کو درجہ اوسط کی کنیزوں سے ممتاز کرنے والی ہے۔ میں کسی اور خیال سے نہیں محض اس کے الہڑپنے کی وجہ سے ہمیشہ اس سے مشفقانہ برتاؤ کرتا رہا ہوں اب جو میں نے اس کو سہمے ہوئے دیکھا تو دلجوئی کے خیال سے پوچھا "کیوں کیا بات ہے گریسی؟ آج تم بے طرح گھبرائی ہوئی نظر آتی ہو"

"صاحب میری تو جان ہی نکل گئی ہوتی" وہ بدحواسی کے عالم میں کہنے لگی "ابھی دو منٹ ہوئے میں کچھ دُھلے ہوئے تولئے رکھنے غسل خانہ میں گئی تو ایسا معلوم ہوا کہ کوئی مجھے دیکھ کر کھانس رہا ہے۔ آواز الماری کی طرف سے آئی تھی میرا خیال ہے یا تو کوئی چور اس میں چھپا بیٹھا ہے یا... میں نہیں جانتی..."

"ٹھہرو میں چل کر دیکھتا ہوں" میں نے اس پر کہا "ممکن ہے تمہارا خیال صحیح ہو تم فی الحال اسی جگہ ٹھیرو..."

لیکن گو میں نے دکھاوے کو بڑی مستقل مزاجی سے کام لیا تاہم واقعہ یہ ہے کہ گریس کی حکایت سن کر میرا اپنا دل گھبرانے لگا تھا اور جب میں نے غسل خانہ کے پٹ کھلے چھوڑ کر الماری کا دروازہ کھولنے کو ہاتھ آگے نکالا

تو بدن تھر تھر کانپ رہا تھا مجھے پورا یقین تھا کہ جب میں الماری کھولونگا تو اندر کوئی شخص چہرہ پر نقاب ڈالے پستول کی نالی میری طرف نکالے کھڑا نظر آئے گا۔ لیکن خدا کا شکر ہے مجھے اپنے اندازوں میں غلطی ہوئی۔ چنانچہ جب میں نے الماری کو کھول کر دیکھا تو اس میں آدمی یا آدم نماد کی قسم سے کوئی چیز نہ تھی۔

"تم کو آواز کے بارہ میں کچھ وہم ہوا ہوگا" میں نے گریس کے پاس واپس آکر سنتے ہوئے کہا "میں نے غسل خانہ کا کونا کونا دیکھ لیا وہاں کوئی آدمی نہیں ہے۔"

"مگر صاحب میں نے اپنے کانوں سے آواز سنی تھی" گریس نے اصرار کرتے ہوئے کہا اور میرے بہت کچھ کہنے سننے پر بھی وہ خیال جو اس کے ذہن میں جاگزین ہو چکا تھا خارج نہ ہو سکا۔

اس رات ہم کھانا کھانے سے فارغ ہو چکے تھے کہ ہمارے کرایہ داروں میں سے ایک اور مسٹر وائیٹ نے مجھ کو علیحدہ مقام پر لے جا کر کہا "دیکھئے مسٹر پیپ شا میں کسی کے خلاف شکایت کرنا تو نہیں چاہتا اس لئے کچھ اور خیال نہ کیجئے لیکن وہ سیاہ رنگ کی الماری جو آپ نے غسل خانہ میں رکھوائی ہے وہ کچھ عجب طرح کی الماری ہے میں تو جب کبھی اس کو دیکھتا ہوں کسی لاش کا تابوت اور مردوں کی گاڑی کا نقشہ آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے۔ اور مجھے اپنا دل سینہ کے اندر بیٹھتا معلوم ہوتا ہے۔"

"افسوس ہے آپ ایسا خیال کرتے ہیں" میں نے جواب دیا "لیکن میری گھر والی کو اصرار ہے کہ اس کو ضرور وہیں رکھا جائے حقیقت میں یہ خیال سب سے پہلے اسی کے دل میں پیدا ہوا تھا وہ چاہتی ہے غسل خانہ میں جتنی بھی چیزیں

سامان کسی قسم سے رکھی ہوں وہ سب کاٹ بلوط کی ہونی چاہئیں۔"

"تو جانے دیجئے" مسٹر وائٹ نے کہا "اگر یہ چیز مسز بیٹلے نے رکھوائی ہے تو میں کچھ نہ کہوں گا آپ اس کو پڑا رہنے دیجئے مجھ کو اپنے الفاظ کے لئے بعید افسوس ہے امید ہے آپ معاف فرمائیں گے"

"آپ معافی کا ذکر نہ کریں" میں نے اس پر کہا "ایک ہی بات آپ نے کہی تھی جس کا مضائقہ نہیں"

لیکن اپنے دل میں میں اچھی طرح جانتا تھا کہ آسمان نیچے اور زمین اوپر چلی جائے تو بھی سلویا اس الماری کو وہاں سے اٹھوانا منظور نہ کرے گی اس طرح کے معاملات میں وہ میری اپنی باتوں کی رتی بھر پروا نہ کرتی تھی کسی اجنبی کا مشورہ قبول کرنے کا تو ذکر ہی کیا ہے

مگر اس کے دو یا تین دن بعد سلویا نے خود ہی مجھ سے ذکر چھیڑا اور کہنے لگی "تم نے دیکھا ہو گا مسٹر وائٹ کو روز بروز کیا ہوتا جا رہا ہے؟"

"کیوں کیا بات ہے؟ مجھ کو تو کسی طرح کے حالات معلوم نہیں!"

"میں جب کبھی اس کو دیکھتی ہوں ہراساں اور گھبرایا ہوا نظر آتا ہے وہ اگلی سی حالت اب اس میں نہیں پائی جاتی خدا معلوم اس کی افسردگی کا کیا باعث ہے؟"

جی میں تو آئی تھی کہ الماری کا سارا واقعہ بیان کر دوں لیکن اس خیال سے رک گیا کہ سلویا برا مانے گی پس میں نے ہنستے ہوئے جواب دیا "میرے خیال میں اس کو محبت کا آزار ہے، کوئی بات نہیں۔ جلد اچھا ہو جائے گا"

"افسوس میں نے اس کا خیال نہیں کیا" سلویا نے میرے جواب سے مطمئن ہو کر کہا "بے شک اب مجھ کو یاد آتا ہے کہ وہ کچھ عرصہ سے مس لینگ

کی طرف زیادہ مائل رہتا تھا آج میں لینگ سے اس کے بارہ میں ذکر چھیڑ دیتی۔ آدمی مالدار ہے اور تنخواہ کے علاوہ آمدنی کے اور بھی ذریعے رکھتا ہے۔ اس لئے اگر یہ کام ہو گیا تو مس لینگ کی خوش نصیبی میں کلام نہیں۔"

اگلے دن اتوار تھا۔ میں ٹیلیفون ہاتھ میں لئے اپنے دوست جیکسن سے پوچھ ہی رہا تھا کیا کل میرے ساتھ رجمنٹ میں ٹینس کھیلوگے یا نہیں کہ ناگاہ بالاخانہ پر ایک لمبی چیخ سنائی دی اور اس کے ایک ہی لمحہ بعد مس لینگ جس نے چیخ ماری تھی زور زور سے یہ کہتے سنائی دی "دوڑو! دوڑو! جلدی کرو! مسٹر وائٹ نے گلے میں پھندا ڈال کر خودکشی کر لی ہے۔"

میں بے تحاشا اوپر گیا اور دو دو سیڑھیوں پر سے ایک ساتھ گذرتا فوراً ہی اوپر کی منزل پر جا پہنچا اس جگہ مس لینگ نہایت پریشان حالت میں چہرہ لاش کی طرح سپید کھڑی تھی

"کیوں کیا ہوا؟" میں نے دور ہی سے پوچھا

مس لینگ نے غسل خانہ کی طرف اشارہ کیا اسکے بعد غش کر گئی

میں نے بی بی کو آواز دی کہ تم ذرا اس کی طرف دھیان کرو اور خود دوڑتا ہوا غسل خانہ میں گیا لیکن اس جگہ جو ہیبت ناک منظر مجھ کو دکھائی دیا سچ جانئے کہ اس سے متاثر ہو کر خود بھی غش کرتے کرتے رہ گیا۔ کیا دیکھتا ہوں مسٹر وائٹ اپنی ڈریسنگ گون کی ایک پھندنے دار ڈوری سے گردن میں پھندا ڈالے کھونٹی کے ساتھ لٹکا ہوا ہے! ایک دوسرا کرایہ دار چاقو ہاتھ میں لئے دوڑا دوڑا آیا تھا۔ اس نے رسی کاٹ دی۔ خوش قسمتی سے مسٹر وائٹ میں جان باقی تھی اس لئے وہ تھوڑی احتیاط اور علاج کے بعد صحتیاب ہو گیا۔

اس وقت اس نے ایک نہایت عجیب کہانی بیان کی

"خدا اس ہیبت ناک الماری کو غارت کرے! اسی کی وجہ سے مجھے اپنی جان ضائع کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ واقعات یوں ہیں میں بیٹھا نہا رہا تھا کہ میں پشت کسی کے سیٹی بجانے کی آواز سنائی دی میں نے اُٹھ کر بڑا سا تولیہ بدن پر لپیٹ لیا اور الماری کے اندر دیکھنے لگا کوئی متنفس اس جگہ موجود نہ تھا صرف چند تولئے لٹکے ہوئے تھے۔ میں نے الماری کا دروازہ جوں کا توں کھلا چھوڑ دیا لیکن جب دوبارہ پانی کی ناند میں بیٹھا تو پھر سیٹی کی آواز سنائی دی۔ ممکن ہے آپ میری بات کو غلط جانیں لیکن میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ سارا واقعہ حرف بحرف صحیح ہے۔ یکایک کیا دیکھتا ہوں جتنے تولئے الماری کی کھونٹیوں سے لٹک رہے تھے سب کے سب خود بخود وہاں سے اُتر کر ایک دوسرے سے اس طرح جُڑتے چلے گئے کہ ایک دیوہیکل صورت جس کا سر چھت کے برابر اُونچا تھا اُن کے ذریعہ سے بن گئی ایک تولیہ نے بھدی سی ٹانگوں کی صورت اختیار کی ایک دھڑ کا قائمقام بنا اور ایک نے چہرہ کی صورت اختیار کر لی وہ عجب طرح کا چہرہ تھا جس میں آپ کی خادمہ گرٹیس، مسٹر شارٹ اور الماری کے دروازہ پر بنے ہوئے چہرہ کے ملے جلے انداز پائے جاتے تھے"

سلویا میرے پہلو میں کھڑی سارا واقعہ سُن رہی تھی اس کے باریک لبوں پر بے اعتباری کا تبسم پیدا ہوا مجھ کو اندیشہ تھا کہ مسٹر وائیٹ اُسے دیکھ کر بُرا مانے گا مگر اچھا ہوا اس کی نظر اس طرف نہیں گئی اپنی دھن میں تقریر کرتے ہوئے اُس نے کہا

"اب جو اتنے آدمی اس کمرہ کے اندر موجود ہیں تو میرے خیال میں

اگر ایسی صورت دکھائی بھی دے تو اُسے بے حقیقت سمجھ کر نظر انداز کیا جا سکتا ہے لیکن تنہائی اور علیحدگی میں وہ صورت بڑی ہی دہشتناک دکھائی دی اور میں اپنے دل میں سوچے بغیر نہ رہ سکا کہ کوئی ہیبتناک شیطانی روح اس کی تہ میں چھپی ہے اسی پر کفائیت نہ کر کے اس ہیولائی صورت نے مجھ کو سر کے اشارہ سے اپنی طرف آنے کے لئے کہا اور میں تعمیل پر مجبور ہو گیا جس وقت میں تھر تھر کانپتا پا بیدان پر کھڑا تھا اور میرے بدن سے پانی کے قطرے ٹپ ٹپ گر رہے تھے اس صورت نے مجھ کو اشارہ سے الماری کی طرف آنے کے لئے کہا پھر ایک بدلی ہوئی آواز میرے کانوں میں یہ کہتے سنائی دی "تم اس کے اندر جا کر لٹک جاؤ" اور میں تعمیل پر مجبور ہو گیا اس طرح کی حالت میں اگر میں مزاحمت بھی کرتا تو شاید کامیاب نہ ہوتا"

یہ وُہ داستان تھی جو مسٹر وائیٹ نے ہم کو سنائی لیکن سلویا کا پھر بھی اطمینان نہ ہوا۔ اس نے اگر کچھ کہا تو صرف یہ کہ "مسٹر وائٹ زیادہ محنت کرنے سے کمزور ہو گئے ہیں انہیں اپنے اعصاب کا علاج کرنا چاہیئے تبدیل آب و ہوا اور چند روزہ آرام سے حالت اچھی ہو جائے گی۔ آپ چند دن کے لئے ساحل بحر پر چلے جائیں تو بہتر ہے" لیکن ازاں علیحدگی میں اس نے مجھ سے کہا "اس آدمی کو جس طرح بھی ممکن ہو یہاں سے رخصت کر دو۔ آج وہ خودکشی کرنے لگا تھا کل کسی اور کی جان ضائع کرنے کا ذریعہ بنیگا۔ اس کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ بھلا یہ کیا خبط اس کو سمایا کہ نہاتے وقت دروازہ بھی اندر سے بند نہ کیا۔ اب تو یہ کوتاہی اس کے حق میں مفید ثابت ہوئی ہے مگر میں ایسے شخصوں کو اپنے مکان پر رکھنا گوارا نہیں کر سکتی۔ جنہیں اپنے

تن بدن کا بھی ہوش نہ ہو"
"تو کیا تم ابھی تک یہی سمجھے ہوئے ہو کہ اس کی بیان کردہ حکایت فرضی ہے؟"
میں نے متعجبانہ پوچھا
"محض فرضی اور اس کے جوش میں آئے ہوئے دماغ کا نتیجہ" سلویا نے جواب دیا۔

اس فیصلہ کے بعد میرے لئے یارائے دم زدن نہ رہا میں نے علیحدگی میں مسٹر وائیٹ کو کچھ اور پیرایہ میں سمجھا کر رخصت کے لئے آمادہ کر لیا۔ چنانچہ اس کے دوسرے دن وہ اپنا سامان باندھ کر برائیٹن چلا گیا اور چونکہ سلویا کو اس الماری کا ہلانا کسی حال میں منظور نہ تھا اس لئے وہ جوں کی توں غسلخانہ میں رکھی رہی لیکن اس ضد کا ایک نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے ایک دو روز بعد مسٹر شارٹ اور مسز پارسنز بھی ہمارے مکان سے رخصت ہو گئی۔

"مجھے آپ کے ہاں سے جاتے ہوئے سخت رنج ہوتا ہے" مسز پارسنز نے رخصت ہوتے وقت سلویا سے کہا "مگر سچ عرض کرتی ہوں کہ میں فقط اس منحوس الماری کی وجہ سے جانے پر مجبور ہوئی ہوں جب تک آپ اسے لے کر نہ آئی تھیں میری زندگی مزے سے بسر ہو رہی تھی لیکن جس روز سے آپ نے اس کو غسل خانہ میں رکھوایا ہے گھر کی فضا ہی بدلی ہوئی نظر آتی ہے میں تو خیال کرتی ہوں مزید اس کی تہ میں کوئی منحوس اثر کام کرتا ہے"

اس سے ملتے جلتے الفاظ مسٹر شارٹ نے بھی کہے اور وہ بھی اسی دن رخصت ہو گیا گویا پہلا فائدہ جو ہم کو اس الماری کی بدولت پہنچا یہ تھا کہ ہمارے تین کرایہ دار رخصت ہو گئے۔ اس کے ایک دو روز بعد مس لینگ کی باری آئی پھر رفتہ رفتہ یہ وبا ہماری باورچن اور خادمہ پر اثر انداز ہوئی جب انہوں نے بھی رخصت

کے نوٹس دے دئے تو اب گویا اس مکان میں فقط سلویا اور میں دونو ہی باقی رہ گئے لیکن سلویا کی خاطر میں پھر بھی خاموش تھا اور نہیں معلوم یہ قصہ کب تک اسی طرح چلتا اگر ایک خاص واقعہ نے جس کا میں ذکر کیا چاہتا ہوں ہمارے انتظامات کو بالکل ہی درہم برہم نہ کر دیا ہوتا۔

۳

ایک دن کا ذکر ہے میں سرشام نہانے کے لئے غسل خانہ میں گیا۔ موسم غیر معمولی حالیس اور گرم تھا تازگی اور فرحت حاصل کرنے کی غرض سے میں بڑے مزے کے ساتھ ٹب کے اندر لیٹ گیا ٹھنڈے پانی میں اس طرح لیٹنے سے جی کو فرحت ہونے لگی۔ اسی حالت میں پڑا تھا کہ ناگاہ ایسا معلوم ہونے لگا کوئی شخص ... کوئی ہستی نامعلوم اس کمرہ کے اندر موجود ہے اور اس کی آنکھیں میری طرف لگی ہیں۔ میں نے زور سے قہقہہ لگایا اور اس طریقہ پر اپنے جی کو یہ سمجھانے کی کوشش کی کہ شاید مسٹر شارٹ کی طرح مجھ کو بھی وہم ہونے لگا ہے۔ لیکن احساس بدستور قائم تھا میں نے اس کو مغلوب کرنے کی کوشش کی۔ لیکن نہ کرسکا۔ آخر کار اس کا اثر اتنا غالب ہوا کہ میں سیدھا بیٹھ کر پیچھے کی طرف دیکھنے کے لئے مجبور ہو گیا عین میری پشت پر الماری تھی۔ کیا دیکھتا ہوں اس کا دروازہ نامعلوم طریقہ پر بڑی آہستگی سے کھلنے لگا ہے۔ رفتہ رفتہ ایک ایک انچ کرکے دروازہ اتنا کھل گیا کہ میں الماری کے اندرونی حصہ کو بخوبی دیکھ سکتا تھا اسی حالت میں مجھ کو الماری کے اندر کوئی کالی کالی چیز دکھائی دی غسل کی ناند میں داخل ہونے سے پیشتر جب میں نے الماری کھول کر دیکھی تو اس میں ایک سیاہ میکنٹوش۔ ایک سیاہ رنگ کا فراک اور ایک کالی ٹوپی صرف یہ تین کپڑے تھے یہ سلویا کے پہننے کے ماتمی کپڑے تھے جنہیں اُس نے اُسی دن

صبح کو کسی بند صندوق سے نکالا تھا۔ کیونکہ اس کی کسی دُور کی خالہ کا انتقال ہو گیا تھا اور وہ اُس کے سوگ میں چند دن سیاہ پوش بننا چاہتی تھی۔ جس وقت میری آنکھیں الماری کے اندرونی حصّہ کی طرف لگی ہوئی تھیں تو رفتہ رفتہ وہ سیاہ رنگ کی نامعلوم صورت زیادہ نمایاں ہونے لگی اور اُس وقت پہلی مرتبہ میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ مسٹر وائیٹ نے کسی ہیبت ناک پُراسرار صورت کے دیکھنے کا جو قصّہ بیان کیا وہ درحقیقت اتنا فرضی نہ ہو گا جتنا پیشتر ہمارا خیال تھا۔ میں اسی کشمکش و پیچ کی حالت میں تھا کہ دروازہ ذرا سا اور کھلا اور اس کے ساتھ ہی دبی ہوئی سیٹی کی آواز جو اپنے اندر کچھ حیرت انگیز کشش رکھتی تھی میرے کانوں میں آئی۔ اتنے میں دروازہ اور بھی زیادہ کھل چکا تھا اور میں عاقبت کی قسم کھا کے کہتا ہوں کہ میرے دیکھتے دیکھتے سلویا کے اُن کپڑوں نے ایک دراز قد سیاہ فام صورت اختیار کر لی جس کا سر اُس تصویر کے سر سے ٹھیک ملتا جلتا تھا جو الماری کے دروازہ پر بنی تھی۔ زیادہ اچنبھے کی بات جو میں نے دیکھی یہ تھی کہ اُس ایک سر میں مسٹر وائیٹ، مسز پارسنز، مسٹر شارٹ اور مس لینگ ان سب کی صورتوں کے بعض پہلو عجب طرح سے آمیز تھے اور ان سب کے مجموعہ نے ایک اس طرح کی بھیانک اور فوق الفطرت صورت بنا لی تھی جس کا ثانی میں نے کبھی اس دُنیا میں نہیں دیکھا اور جس کی مثال میرے خیال میں دوزخ کے سوا اور کہیں نہیں مل سکتی۔ چند ثانیوں کے عرصے تک یہ صورت بے حرکت اور خاموش الماری سے کسی قدر آگے بڑھی ہوئی نظر آتی رہی۔ پھر میں نے دیکھا کہ وہ گھورتی ہوئی نظروں سے میری جانب تک رہی ہے۔ اتنے میں پھر اس کی طرف سے ویسی ہی ہلکی اور دبی ہوئی سیٹی کی آواز میرے کانوں میں آئی۔ اُس کے

ساتھ ہی میں نے معلوم کیا کہ وہ پُراسرار صورت مجھے اشارہ سے الماری کے اندر بلاتی ہے اور نامعلوم طریقہ پر یہ خیال میرے دل میں پیدا ہونا شروع ہو گیا کہ مجھے اس کے حکم کی تعمیل کرنی چاہیئے میں نہانے کے ٹب سے نکلا اور بدن کو پونچھنے کی بھی پروا نہ کر کے بے اختیاری کے عالم میں اس کے اشارہ کی تعمیل کرتے ہوئے الماری کی طرف بڑھا۔ میں ایک قدم الماری کے اندر رکھ بھی چکا تھا۔ کہ عین اس وقت غسل خانہ کا دروازہ کھلا اور سلویا دوڑتی ہوئی آئی۔ اس کے ہاتھ میں چینی کا بڑا سا جگ تھا۔ منہ سے بے اختیار ایک دہشت ناک چیخ مار کر اس نے وہ جگ قصداً یا بلا ارادہ۔ میں نہیں جانتا کس طرح۔ فرش زمین پر گرا دیا جہاں وہ ریزہ ریزہ ہو گیا۔ اور اس نے میری کمر میں دونوں ہاتھ ڈال کے پورے زور سے مجھ کو باہر کی طرف کھینچا۔ آپ اسے حُسنِ اتفاق کہیئے یا میری خوش نصیبی کہ وہ عین وقت پر اندر آ گئی تھی اور اس طرح میری جان بچ گئی۔ اس کا اپنا بیان یہ ہے کہ اتنی دہشت جیسی اس وقت اس کو ہوئی کبھی اس نے محسوس نہ کی تھی معلوم ہوتا ہے جگ کے گرنے سے جو پُرشور آواز پیدا ہوئی اس سے میرے حواس مُنتشر ٹھکانے آ گئے۔ اور وہ ہیبت ناک روحانی اثر جو مجھ پر طاری تھا رفع ہو گیا صورت مٹ گئی اور سلویا کے پہننے کے تینوں کپڑے جُدا جُدا کھونٹیوں پر لٹکے ہوئے نظر آنے لگے۔

ایک بڑا سا خشک تولیہ اُٹھا کر سلویا نے میرے بدن کو رگڑ رگڑ کر پونچھا پھر مجھے کپڑے پہنا کر کھینچتی ہوئی دروازہ کے باہر لے گئی اور جب تک اپنے ہاتھ سے دروازہ کو مقفل نہ کر لیا تب تک اس کے جی کو چین نہ آیا۔

اس سے اگلے روز ہم نے اس پُراسرار الماری کو فروخت کرنے کا پختہ

ارادہ کر لیا جب ہم اس کو اٹھوا کر پھر اسی دوکاندار کے پاس لے گئے جس سے پیشتر ہم نے خریدا تھا تو اس نے ذرا بھی تعجب نہ کیا اور ہماری دی ہوئی قیمت کا نصف ہم کو ادا کر دیا۔

الماری کو پھر وہیں دوکان کے دروازہ کے قریب جہاں وہ پیشتر رکھی رہتی تھی اسی حالت میں رکھوا کر اُس نے پھیکا تبسم کیا اور کہنے لگا "آپ نے دیکھ لیں اس الماری کی خُوبیاں۔ کوئی بڑے سے بڑا جادُوگر بھی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ یہ الماری عرصہ ہوا بارسیلونا کے مُردہ خانہ میں رکھی گئی تھی اور اس میں کفن رکھے جاتے تھے۔"

باب۔ ۷

وہ ہیبت ناک روشنی

سِڈنی ہارلر کے قلم سے

۱

شیکسپیئر کا قول ہے کہ زمین و آسمان پر اس سے بہت زیادہ حیرت انگیز عجائبات موجود ہیں جتنے سائنس کی کتابوں میں مذکور ہیں۔ جیسا آپ آگے چل کر دیکھیں گے۔ یہ قول غلط نہیں۔ درحقیقت روزمرہ کی زندگی میں ایسی ایسی عجیب حیرت ناک باتیں ہمارے دیکھنے میں آتی ہیں جو افسانہ سے بڑھ کر تعجب انگیز ہیں۔

ایک اخبار نویس سیاح اور ناولسٹ کی حیثیت میں اپنی حد درجہ مصروف زندگی میں میرا سابقہ مختلف اوقات میں کئی کئی طرح کی عجیب باتوں سے پڑا ہے جنہوں نے مجھ کو حیران و ششدر کر دیا۔ اس لئے کہ طبعی پہلو سے دیکھنے پر ان واقعات کا کوئی بھی تسلی بخش جواب نہیں ملتا۔

لیکن مجھے اپنی زندگی میں جس قدر پُراسرار واقعات دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے ان سب سے زیادہ عجیب و غیر معمولی واقعہ وہ تھا۔ جو چند سال گذرے سسکس کے ایک گاؤں کے باہر مجھ کو ایک علٰحدہ مکان میں جس کے آس پاس

کسی طرح کی آبادی نہ تھی رہتے ہوئے پیش آیا۔ بات دراصل یوں ہوئی کہ میرا
ایک دوست تھا جس سے گو میری خط و کتابت رہتی تھی تاہم سالہا سال سے
مجھے اس سے ملنے کا اتفاق نہ ہوا تھا اس نے یہ علیحدہ مکان جو سولھویں صدی
کے فن تعمیر کی یادگار رہتا دو وجہات کی بنا پر کرایہ لیا تھا۔ ایک اس لئے کہ
وہ اور اس کی بیوی تنہائی پسند تھے۔ اور دوسری وجہ یہ تھی کہ وہ شخص اس
زمانہ میں کتوں کی پرورش اور نسل کشی کیا کرتا تھا اور یہ جگہ اس کام کے
لئے ہر طرح موزوں تھی۔

میں ان دنوں ایک ناول لکھنے کی تیاری کر رہا تھا۔ بہت سوچنے پر بھی میں
اس ناول کا پلاٹ مکمل طور پر اپنے ذہن میں قائم نہ کر سکا اس لئے میں نے سوچا کہ
چند دن اس جگہ رہ کر گذار دوں۔ اس طریقہ پر تلاش مضمون سے متعلق جو
الجھن ہر وقت لگی رہتی ہے اس کا بوجھ ذہن سے اتر جائے گا۔ سچ پوچھیئے تو
ناول نویس کے لئے زندگی اور نظارہ کی تبدیلی سے بہتر کوئی چیز ذریعہ تحریک
ثابت نہیں ہوتی۔ یہ بات میں نے کئی بار کے تجربہ سے معلوم کی ہے اس موقعہ پر
بھی یہی کشش تھی جو مجھ کو اس مکان پر لے گئی۔

میں جب وہاں رہنے کے لئے گیا تو میرا دوست لیونارڈ مجھ کو قریب ترین
ریلوے سٹیشن پر جس کا پتہ اس نے دے رکھا تھا ملا۔ وہاں سے اس کے گھر کا فاصلہ
چھ میل کے قریب تھا چنانچہ وہ مجھے موٹر پر بٹھا کر وہاں لے گیا۔ رستے میں میں
نے دیکھا کہ وہ معمول کی نسبت بہت زیادہ خاموش تھا لیکن چونکہ میں جانتا تھا کہ
اس کی صحت کبھی اچھی نہیں رہی اور وہ دائم المریض ہے اس لئے اس موقعہ پر اس
کی خاموشی کو میں نے اس کی کمزوری پر محمول کیا۔ کھانا کھانے کے کمرے کی دیواروں
پر چوبی تختے لگے تھے وہاں کھانا تناول کرنے کے بعد ہم تمباکو پینے کی غرض سے قریب

ہی ایک چھوٹے کمرہ میں چلے گئے
رات کے گیارہ بجے تک ہم بیٹھے ادھر اُدھر کی باتیں کرتے رہے اس وقت چونکہ میں سفر کا تھکا ماندہ تھا اس لئے عذر خواہی کی اور سونے کے لئے اُٹھنے لگا۔
اتنے میں مسز لیونارڈ بولی "سڈنی میں دعا کرتی ہوں کہ تم اچھی طرح سو سکو"
اور میں نے دیکھا کہ یہ الفاظ کہتے ہوئے میاں بیوی میں آنکھوں ہی آنکھوں میں کچھ اشارے ہوئے چونکہ ان سے میرے گہرے دوستانہ تعلقات تھے اور میں مدت دراز سے ان کو جانتا تھا اس لئے میں نے اس واقعہ کو سرسری سمجھ کر نظر انداز کر دیا لیکن بعد از اں اس کی یاد عجب طریقہ پر میرے ذہن میں پیدا ہوئی۔
میں کچھ تو سفر کا تھکا ماندہ تھا کچھ اس دن صبح کو غیر معمولی کام کرنا پڑا تھا اس کے علاوہ تازہ ہوا اور عمدہ اور نفیس کھانے کا بھی مجھ پر کچھ اثر ہوا نتیجہ یہ ہوا کہ بستر پر لیٹتے ہی فوراً آنکھ لگ گئی۔
عام حالات میں شاید میں اس وقت تک سویا رہتا حتیٰ کہ دوسرے دن ساڑھے سات بجے کے قریب مجھ کو جگایا جاتا۔ لیکن میں نہیں جانتا کیا وجہ ہوئی کہ میں یکایک اُٹھ کر بستر پر بیٹھ گیا اور اس وقت میں نے دیکھا کہ میرا بدن زور سے کانپ رہا تھا ہر چند جاڑے کا موسم اور شدت کی سردی تھی تو بھی میرے بدن پر بے حد پسینہ آیا ہوا تھا۔ یہاں تک کہ میں نے معلوم کیا میرے کپڑے اس طرح بھیگے ہوئے تھے گویا کسی نے ان پر پانی ڈال دیا ہو
لیکن سب سے بڑھ کر خرابی یہ ہوئی کہ ایک عجب طرح کی دہشت اور ہیبت کا احساس میرے دل کو ہونے لگا ایسا معلوم ہوتا تھا گویا کوئی اثر نحس میرے جسم کے ہر رگ و ریشہ میں سرایت کر گیا ہے بدی کی کوئی ایسی نامعلوم طاقت جو پہلے میرے جسم کے اندر نہ تھی بلکہ اس میں باہر سے آ کر شامل ہو گئی۔ سچ کہتا ہوں کہ اتنا خوف

جو اس وقت مجھ پر مسلط ہوا پیشتر کبھی مجھ کو نہ ہوا تھا۔ حتیٰ کہ آج بھی گو اس واقعہ کو سات سال کا لمبا عرصہ گذر چکا ہے جب کبھی میرے خیالات کی رو اس کی طرف جاتی ہے تو میں دہشت کی تھرتھری محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

۲

یاد نہیں میں کتنی دیر اس حالت میں پڑا رہا۔ ایک عجب طرح کا بھیانک خوف مجھ پر مسلط تھا جس کی حقیقت سمجھ میں نہ آتی تھی بہر حال اس کے بعد دفعتاً میں نے یہ بات پہلی دفعہ معلوم کی کہ کمرہ کے اندر غیر معمولی قسم کی روشنی پھیلی ہوئی ہے اس جگہ میں یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ مکان چونکہ پرانے زمانہ کی یادگار تھا اور اس کے مکین قدیم رسم و رواج کی پابندی کے قائل تھے اس لئے مکان کے اندر بجلی یا گیس کی روشنی کا انتظام نہ کیا گیا تھا بلکہ پرانے زمانہ کے طریق پر اس میں لیمپ اور موم بتیاں جلائی جاتی تھیں۔

اب جو میں نے غور کر کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس کمرہ کی طرف آتے ہوئے میں جو موم بتی اپنے ساتھ لایا اور جس کو بستر پر لیٹنے سے پہلے میں نے بجھا دیا تھا۔ اب تک میری چارپائی کے قریب ایک چھوٹی سی میز پر جوں کی توں بجھی ہوئی رکھی تھی کمرہ میں روشنی کرنے کا اور کوئی ذریعہ بھی نظر نہ آتا تھا۔ اس کے باوجود جیسا میں نے پیشتر بیان کیا ہے۔ ایک غیر معمولی تیز روشنی اس کے اندر پھیلی ہوئی تھی اور وہ اتنی تیز اور صاف روشنی تھی کہ دیکھ کر آنکھیں چکا چوند ہوتی تھیں۔

میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اپنی عمر میں روشنی کی جتنی قسمیں میرے دیکھنے میں آئی ہیں یہ ان سب سے مختلف تھی اور اس کے ساتھ ہی بے حد تیز۔ بلکہ یوں کہنا چاہئیے کہ انسان نے آج تک اتنی تیز روشنی پیدا کرنے کی کوشش میں کامیابی حاصل نہیں کی۔ رفتہ رفتہ میں جب زیادہ غور سے دیکھنے کے قابل ہوا۔ تو معلوم ہوا

کہ روشنی میرے بستر کے داہنی طرف رکھی ہوئی ایک چھوٹی سی الماری کی کتابوں کی قطار کے نیچے سے خارج ہوتی ہے میرے خیال میں اگر اس روشنی کا مقابلہ سرچ لائیٹ سے کیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ کیونکہ اسی کی مانند اس کی ایک پتلی سی لکیر کتابوں کے نیچے سے خارج ہو کر ایک بہت بڑی چادر کی صورت میں کمرہ کے اندر پھیلی ہوئی تھی اور اس روشنی کی بدولت کمرے کا ایک ایک کونا واضح اور صاف دکھائی دیتا تھا

میں پیشتر بیان کر چکا ہوں کہ ایک عجب طرح کی دہشت کا احساس میرے دل کو ہونے لگا تھا لیکن اصل حقیقت واضح کرنے کے لئے مجھ کو یہ کہنا پڑے گا۔ کہ روشنی کی مانند میری دہشت بھی غیر معمولی تھی۔ میں نہیں جانتا اپنی اس وقت کی کیفیت کن الفاظ میں بیان کروں مختصر یہ کہ ایک بہت ہی گہری اور شدید سراسیمگی مجھ پر طاری تھی۔ ڈر کے مارے میرے سارے بدن میں رعشہ پڑ چکا تھا اور گو اس وقت مجھ کو وہ عرصہ صدیوں کے برابر لمبا معلوم ہوا تاہم میرا خیال ہے کہ میں اس حالت میں زیادہ سے زیادہ شاید چند منٹ بیٹھا رہا۔ اس کے بعد جی کڑا کر کے چارپائی سے اترا۔ میں نے اپنے دل میں اس بات کا مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ اس روشنی کی حقیقت معلوم کروں گا اور دیکھوں گا کہ وہ کہاں سے خارج ہوتی ہے لیکن اب ایک بالکل ہی نئی بات اور مجھ کو محسوس ہونے لگی۔ میں نے معلوم کیا کہ انتہائی کوشش کے باوجود میرے لئے اس روشنی کے پاس جانا غیر ممکن تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کسی غیر معمولی طاقت نے میرے قدم فرش زمین کے ساتھ جکڑ دئے ہیں۔ کوئی نادیدہ قوت مجھے اس روشنی سے دور رہنے پر مجبور کر تی تھی انتہائی کوشش کے باوجود میرے لئے ایک قدم اٹھانا بھی ناممکن تھا۔

اور اب میں نے معلوم کیا کہ میرے لئے منہ سے آواز نکالنا بھی ممکن نہیں۔

ہے میں نے بولنے کی بہت کوشش کی۔ لیکن زبان حرکت نہ کرتی تھی۔ میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ خیال کے سوا میرے بدن کی ہر ایک قوت سلب ہو چکی ہے۔

غرض اسی حالت میں بے بس و بےکس میں اُس مقام پر کھڑا روشنی کی طرف دیکھا کیا۔ بدن مفلوج تھا۔ میرے لئے پیچھے ہٹنا یا آگے بڑھنا ممکن نہ تھا۔ میں اسی حالت میں کھڑا تھا کہ دفعتاً روشنی غائب ہو گئی اور پھر وہی گھُپ اندھیرا چھا گیا دہشت کی فضا موقوف ہوتے ہی کمرہ اپنی اصلی اور صحیح حالت میں آ گیا۔ لوگ کہتے ہیں کہ صرف اندھیرے میں دہشت اور خوف ہے لیکن میرا جواب یہ ہے کہ اس ہیبت ناک روشنی سے اندھیرا لاکھ درجے اچھا تھا۔

۳

میں بستر پر جا کر لیٹ گیا لیکن نیند کسے آتی؟ رات اسی طرح کروٹیں لیتے اور طرح طرح کے سوالات سوچتے سوچتے گذر گئی۔

آخر جب دن نکلا تو ایک نیا سوال میرے دل کو بے تاب کرنے لگا۔ سوچتا تھا کہ جو غیر معمولی واقعہ پیش آیا ہے میں اس کا حال اپنے دوست اور اس کی بیوی سے بیان کر دوں یا چپ رہوں؟ نیز کیا بیان کرنے کی صورت میں وہ میری بات کو قابل یقین سمجھیں گے؟

لیکن اتفاق ایسا ہوا کہ مجھ کو ذکر چھیڑنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئی ناشتہ سے فارغ ہو گئے کے بعد میزبان نے مجھ سے کہا "آؤ سیر کرنے چلیں" اس کے بعد جس وقت ہم سیر کرتے ہوئے کھیتوں سے گذر رہے تھے تو اس نے خود ہی ذکر چھیڑا دوسری طرف کو منہ کر کے وہ فکرمند لہجہ میں بولا۔ "کہو کیا رات اچھی طرح سوئے کوئی خاص واقعہ تو پیش نہیں آیا؟"

اس وقت میں نے معلوم کیا کہ سیر کا فقط بہانہ تھا در حقیقت میرا دوست

سارا حال میری زبانی جاننے کے لئے مجھے اس طرف لے آیا تھا۔ پس یہ جانتے ہوئے کہ وہ اس غیر معمولی ظہور کے متعلق پہلے سے کچھ نہ کچھ واقفیت رکھتا ہے میں نے ذکر کر دینا ہی مناسب سمجھا۔ اور سارا واقعہ جس طرح پیش آیا تھا سُنا دیا۔

اس نے افسوسناک انداز سے سر کو حرکت دی پھر پشیمانی کے لہجہ میں بولا "دوست معاف کرنا مجھے پہلے ہی اندیشہ تھا کہ اس قسم کا واقعہ پیش آئے گا۔"

"تو کیا تم جانتے تھے کہ کمرہ میں اس قسم کا ظہور پیش آیا کرتا ہے" میں نے کسی قدر غصہ میں بھر کر پوچھا۔ "اگر درحقیقت یہ بات ہے تو میں اس سے زیادہ اور کیا کہہ سکتا ہوں کہ تم نے دوستی اور رفاقت کا حق اچھا ادا کیا!"

اب اس کا سر فرط ندامت سے جھک گیا تھا۔ لرزتی ہوئی آواز میں کہنے لگا۔ "دوست میں اچھی طرح جانتا ہوں تم کبھی مجھ کو معاف نہ کرو گے سچ پوچھتے ہو تو میں اس بارہ میں اپنے شبہات رفع کرنا ضروری سمجھتا تھا۔ امر واقعہ یہ ہے کہ میں اور میری بیوی اس کیفیت کو بارہا دیکھنے کے باوجود اس شک میں پڑے تھے کہ یہ ہمارے وہم کا نتیجہ تو نہیں ہے۔ مانا کہ یہ مکان بہت پرانا ہے اور پرانے مکانات کے اندر غیر معمولی باتیں ظہور میں آیا کرتی ہیں تو بھی اس روشنی کو بار بار دیکھنے کے بعد ہم یہی سمجھنے لگے تھے کہ شاید ہمارے ذہن میں فتور واقع ہو گیا ہے تمہارے تجربہ کے بعد اس بات کا پتہ لگ گیا کہ ہمارے حواس قائم ہیں اور یہ واقعہ اصلی اور حقیقی صورت رکھتا ہے۔"

لیمانال مجھے ان کی زبانی سارے حالات معلوم ہوئے۔ میرے دوست کو یہ مکان بہت ارزاں کرایہ پر ملا تھا۔ شروع میں اس نے اس کی یہ وجہ سمجھی تھی کہ مکان چونکہ آبادی سے دور ہے۔ اس لئے اس کا کرایہ مہنگا نہیں۔ لیکن جب اس

نے معلوم کیا کہ گاؤں کے سبھی لوگ عجب طرح کی نظروں سے اس کی طرف دیکھتے ہیں۔ تو اسے مجبوراً اس نتیجہ پہ پہنچنا پڑا۔ کہ مکان درحقیقت بدنام ہے۔ لوگوں میں اس کا نام "روشنی والا مکان" پڑا ہوا تھا یہ نام کب سے قائم چلا آتا تھا اس کا حال کسی کو معلوم نہیں پرانے سے پرانے باشندے یہی کہتے تھے کہ ہمیشہ سے اسی طرح سنتے چلے آئے ہیں۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ جب میرے دوست نے مکان کرایہ پر لیا تو شکست و ریخت کی وجہ سے اس کی عام حالت خراب تھی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سالہا سال سے کوئی آدمی اس مکان کے اندر نہیں رہا۔

لیونارڈ اور اس کی بیوی دونوں نے وہ پُراسرار روشنی دیکھی تھی لیکن مختلف کمروں میں۔ مجھے انہوں نے قصداً اسی لئے بُلایا تھا کہ دیکھیں اس قسم کا واقعہ مجھ کو بھی پیش آتا ہے یا نہیں گویا اس طریقہ پر وہ اپنے صحیح الحواس ہونے کا امتحان کرنا چاہتے تھے

اس واقعہ کے چھ ماہ بعد انہوں نے وہ مکان چھوڑ دیا اور سچ پوچھئے تو ان کے اعصاب اتنے کمزور ہو گئے تھے کہ وہ اگر چاہتے بھی تو زیادہ عرصہ کے لئے اس مکان میں سکونت نہ کر سکتے تھے۔ مگر ہاں اتنا میں نے دیکھا ہے کہ اب بھی جب کبھی اس مکان کا ذکر ان کے سامنے کیا جائے۔ تو دونوں دہشت کے مارے تھر تھر کانپنے لگتے ہیں ؛

باب ۸

سوزِ نہانی

فلس سٹون کے قلم سے

"ایک روشن نہاد نیک سیرت لڑکی عمر ۳۸ سال کے قریب جو اس دُنیا میں تنہا اور اکیلی ہے اور کچھ گذارہ بھی رکھتی ہے۔ کسی مردِ شریف سے جو اُس کی طرح دُنیا میں اکیلا ہو ملا چاہتی ہے۔ مقصد شادی۔ خط و کتابت اِس پتہ پر ہو۔ ب ۲۷ معرفت اخبار ویکلی گیسیٹ"

میں اس درجہ اوسط کے مقامی اخبار کے اشتہارات کو سرسری دیکھ رہا تھا کہ اتفاقاً میری نگاہ شادی کے اِس مختصر سے اشتہار پر جا پڑی جو تلاش ملازمت اور جستجوئے تفریح کے اشتہاروں کے وسط میں غیر نمایاں طریق پر درج تھا۔ واقعہ میں مجھ کو ایسے کسی اشتہار کی تلاش نہ تھی۔ اس کے برعکس میں اُس اخبار میں وہ اشتہار دیکھنا چاہتا تھا جو خود میری طرف سے معلمی کی تلاش میں درج کرایا گیا تھا۔ لیکن نادانستہ اسے پڑھ کر مجھے اس کی عجیب و غریب عبارت پر بے اختیار ہنسی آ گئی۔ آخر وہ کس طرح کی "روشن نہاد نیک سیرت لڑکی" ہوگی جس کی عمر چالیس؟

سال کے قریب پہنچنے لگی اور جسے آج تک بھر کی تلاش تھی؟
لیکن یہ ایک گذراں خیال تھا میری نگاہ فوراً ہی میرے اپنے درج کرائے ہوئے اشتہار پر جا پڑی جس کا مضمون حسب ذیل تھا۔
"ایک تجربہ کار معلم جو فی الحال کہیں ملازم نہیں امدریاضی میں بی اے پاس ہے اسی مضمون کی ٹیوشن کا متلاشی ہے خط وکتابت اس پتہ پر ہو۔
الف ۴۵ معرفت اخبار ویکلی گیسٹ"
آپ جو اس حیرت انگیز ہوشربا واقعہ کو پڑھنے لگے ہیں جو میں عرض کیا چاہتا ہوں ان دو باتوں کو اچھی طرح نوٹ کر لیں کیونکہ وہ ایک نہایت عجیب و پر اسرار داستان کی تمہید ہیں۔

اس کے چند دن بعد میں اس خیال سے اخبار مذکور کے دفتر میں گیا کہ میرے اشتہار کے جواب میں اگر کچھ چٹھیاں آئی ہوں تو اخبار والوں سے لے لوں۔ مگر اس جگہ پہنچ کر کیا دیکھتا ہوں ایک عورت مجھ سے پہلے دفتر کی اس کھڑکی کے پاس کھڑی ہے۔ جہاں سے اس طرح کے خط تقسیم کئے جاتے تھے۔ مہتمم سے تیز و تلخ آواز میں باتیں کر رہی ہے۔ عورت دراز قد مگر بے حد سکڑی سمٹی ہوئی نظر آتی تھی میں جب قریب پہنچا تو وہ دفتر کے مہتمم سے پوچھ رہی تھی "کیا آپ کو پورا یقین ہے کہ میرے اشتہار کے جواب میں کوئی ایک چھٹی بھی موصول نہیں ہوئی؟"
"یہ میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں" شخص مذکور نے سرد رسمی لہجہ میں جواب دیا۔ اور اس کے بعد میری طرف متوجہ ہوا چاہتا تھا کہ عورت نے پھر اس کو جلدی سے مخاطب کیا:
"ممکن ہے آپ کو سہو ہو گیا ہو اسلئے پھر ایک بار دیکھ لیجئے نمبر ب ۲۷ کیا

آپ کو یاد ہے؟"

آدمی نے ازراہ اخلاق پھر ایک مرتبہ دکھاوے کے طور پر جوابی خطوں کے مُٹھے پر سرسری نظر ڈالی اس کے بعد "نہیں" کا یک لفظی جواب دے کر دوبارہ میری طرف مُڑا۔

"میں الف ۱۵۸ کے خط لینے کے لئے آیا ہوں" میں نے کہا

اُس نے دو یا تین چھٹیاں نکال کر میرے ہاتھ میں دے دیں۔ میں نے شکریہ ادا کیا اور واپس جانے کے لئے مُڑا۔ اس وقت میں نے دیکھا ایک عورت باہر کے دروازہ کے آس پاس منڈلاتی پھر رہی تھی۔ مجھ کو آتا دیکھ کر وُہ کھوجی نظروں سے میری طرف گھُورنے لگی۔

آن واحد میں ساری حقیقت مجھ پر روشن ہو گئی یہ تو وہی روشن نہاد نیک سیرت اٹھتیس سال کی لڑکی تھی جسے شادی کی غرض سے اپنے جیسے کسی تنہا مرد سے ملنے کی خواہش تھی۔ ب ۔ ۲۷ اسی کا نام تھا۔

میں نے دزدیدہ نظروں سے متعجبانہ اس کی طرف دیکھا۔ ایک لحاظ سے اشتہار کی عبارت صحیح بھی ثابت ہوئی۔ حقیقت میں وُہ روشن نہاد اور فرخ سرشت ہو یا نہ ہو۔ دیکھنے میں باصفا اور پاک جان نظر آتی تھی۔ اس کے علاوہ تنہائی اور اکیلا پن اس کی ہر ادا سے ظاہر تھا اگرچہ اس کی عمر ۳۸ سال کے قریب ہوتا بھی کوئی ایسا پُر پیچ معمانہ تھا جسے حل کرنے کے لئے کڑی ریاضت دانی کی ضرورت ہو۔ رہ گیا تھوڑے گذارہ کا سوال۔ تو اس کی سبز چمکیلی آنکھوں میں جو نیم گرسنگی کی جھلک پائی جاتی تھی وہ بڑی حد تک اس بیان کی بھی تصدیق کرتی تھی۔

میں پیشتر بیان کر چکا ہوں کہ وہ دراز قد دُبلی پتلی سی تھی۔ استخوانی بدن کی عورت تھی اور اُس کی ظاہری حالت کو دیکھ کر یہ معلوم کرنا بہت مُشکل نہ تھا کہ

جس گذارہ کا ذکر اس نے اشتہار میں کیا۔ غایت درجہ محدود ہوگا۔ کیونکہ اس کے کپڑے پرانی تراش کے اور بدرجہ غایت خستہ حال تھے۔ تو اس صورت میں بھی رنگت کی شوخی اور ساخت کی جدت اُن میں ایک انوکھی شان امتیاز پیدا کرتی تھی۔ اس کے چہرہ کا رنگ پیلا۔ بال سیاہ اور خط وخال اس حد تک شان موزونیت لئے تھے جن کی ایک چالیس سالہ کنواری عورت سے اُمید کی جا سکتی ہے۔

میں نے ازراہ اخلاق باہر نکلنے کا دروازہ کھول دیا تاکہ خاتون کی حیثیت میں وہ مجھ سے آگے آگے چلے۔

مگر اس نے اس رعایت سے فائدہ اُٹھانے کی پروا نہ کرتے ہوئے وہیں کھڑے کھڑے مجھ سے پوچھا۔

"کیا آپ ہی وہ صاحب ہیں جن کی طرف سے ٹیوشن کا اشتہار چھاپا گیا تھا؟"

میں نے مختصر جواب دیا "ہاں" مگر اس کے بعد آگے یہ پوچھنے کی حاجت نہ سمجھی کہ کیا آپ ہی وہ خاتون ہیں جسے کسی اکیلے اور تنہا بیرکی تلاش ہے؟

میرا جواب پا کر وہ مسکرانے لگی اور ایسا کرتے ہوئے اس کے ناہموار میلے دانت نمایاں ہو گئے پھر دفعتاً بولی "معاف کیجئے میں ایک بات آپ سے کہنا چاہتی تھی!"

"میں حاضر ہوں" میں نے دکھاوے کے اخلاق سے جواب دیا لیکن جب وہ میرے پہلو میں ساتھ ساتھ چلنے لگی تو دل ہی دل میں کہا "نیک سیرت کنواری لڑکی۔ کیوں تو اپنا قیمتی وقت میرے لئے ضائع کرتی ہے میں ایک فرسودہ رومانی دان۔ جس کے خون میں ذرا بھی حرارت نہیں تھی۔ بھلا اس کے کس مصرف کا تھا؟"

مگر وہ اتنے ہی میں کانی اور کی آواز میں اس طرح جلد جلد تقریر کرنے لگی تھی کہ معلوم ہوتا تھا دم لینے کے لئے بھی ٹھیرنا نہیں چاہتی۔ مجبوراً مجھ کو سب کچھ سننا پڑا۔

"اگر آپ کو اعتراض نہ ہو تو میں کچھ عرصہ کے لئے آپ کی شاگردی کیا چاہتی ہوں" وہ کہہ رہی تھی "ریاضی سے مجھ کو ہمیشہ دلچسپی رہی ہے کتنا خالص اور پاک مضمون ہے جس پر دُنیا کے ولولے جوش اور اُمنگیں کچھ بھی اثر پیدا نہیں کر سکتیں۔ درحقیقت میری حالت میں ایک ایسے ہی مضمون کے مطالعہ کی ضرورت ہے آپ ... معاف کیجئے میں آپ کے نام سے واقف نہیں ہوں۔

"کاکس مجھ کو کہتے ہیں" میں نے سرد لہجہ میں جواب دیا

"اوہ مسٹر کاکس" وہ اب رازدارانہ لہجہ میں کہنے لگی "قدرت نے میری طبعیت میں سوز اور کوفت کا مادہ اتنا پیدا کیا ہے کہ اگر میں نے وقت پر احتیاط نہ برتی تو ڈرتی ہوں شاید اپنی صحت کھو بیٹھوں۔ اس طرح کے حالات میں ریاضی ہی ایک ایسا مضمون ہے ..."

"بیشک ریاضی ایک خشک مضمون ہے" میں نے خشک تر لہجہ میں جواب دیا۔ "لیکن میں چونکہ ان دنوں بے حد مصروف ہوں اس لئے شاید کچھ وقت آپ کو نہ دے سکوں" امر واقعہ یہ ہے کہ گو میرے پاس فی الحال ایک بھی ڈیوٹی نہ تھی۔ میں ایک اس طرح کی سن رسیدہ کنواری عورت کو اپنے شاگردوں کی صف میں شامل کرنا نہ چاہتا تھا۔

معلوم ہوتا ہے میرے جواب کا اس کے دل پر بہت گہرا اثر ہوا کیونکہ وہ چلتے چلتے ٹھہر گئی اور اس کی آنکھوں کی گہرائی میں دبے ہوئے جوش کی چمک پیدا ہوئی ناتوانی کے لہجہ میں بھری ہوئی آواز سے کہنے لگی "دیکھئے اگر فیس کا سوال ہو..."

"جی نہیں۔ یہ بات نہیں ہے" میں نے بے رُخی سے جواب دیا مگر اس کے ساتھ ہی یہ سوچکر دل میں کسک پیدا ہوئی کہ اگر میں نے اس معمولی گذارہ کی ادھیڑ عورت سے غیر معمولی فیس کا مطالبہ کیا تو ستم ناروا سے کم نہ ہوگا۔ تاہم ٹھیریئے میں ان چھٹیوں

کو دیکھ لوں" اور یہ کہتے ہوئے میں بازار میں لگے ہوئے گیس لیمپ کے نیچے کھڑے ہو کر اُن لفافوں کو کھولنے لگا جو مجھ کو حال ہی میں دفترِ اخبار سے ملے تھے دونو بالکل تکمے بھٹے اُن میں فی گھنٹہ دو شلنگ معاوضہ پیش کیا گیا تھا تیسرا البتہ گذارے لائق تھا اس عرصہ میں مسز ب ۲ کے فکر و تشویش کے عالم میں میرے قریب کھڑی شاید دل ہی دل میں سوچ رہی تھی کہ میرا جواب کیا ہوگا۔ اس کی تشویش رفع کرنے کی خاطر میں نے کہا

"چلئے اگر آپ کو اصرار ہے تو میں تھوڑا سا وقت نکال لیا کروں گا۔ لیکن میری فیس پانچ شلنگ فی سبق مقرر ہے"

"یہ میں خوشی سے ادا کر دیا کروں گی" وہ جلدی سے کہنے لگی اور مجھ کو حقیقتاً ایسا معلوم ہوا کہ وہ اس وقت جوشِ مسرت سے کانپ رہی تھی" فرمائیے میں کس دن سے آنا شروع کر دوں؟"

آخر میں یہ بات قرار پائی کہ وہ کل رات سے شروع کر کے ہفتہ میں دو بار آجایا کرے میں نے اندازہ سے معلوم کیا کہ وہ چونکہ اوسط درجہ کی تعلیم یافتہ عورت ہے۔ اس لئے ابتدائی سبق فقط تھوڑی سی جلا اور تازگی کے محتاج ہوں گے اس کے بعد وہ آسانی سے چلنے لگے گی۔

اس قرارداد کے بعد ہم ایک دوسرے سے جُدا ہو گئے۔

۲

اگلے دن وہ شام کے سات بجے میرے مکان پر سلسلہ تعلیم شروع کرنے کے لئے آئی مالک مکان عورت نے اسے دیکھ کر غالباً یہ سمجھا کہ میرے جذباتِ خفتہ آخرش بیدار ہونے لگے ہیں۔ کیونکہ اس کی آمد کا ذکر کرتے ہوئے اس نے پُر اہمیت لہجہ میں مجھ سے کہا "مس جینی یہ دن تشریف لائی ہیں" اور جب اس کے بعد میری متعلمہ کو

پاس سے گذرنے لگی تو مالک مکان عورت کے چہرہ پر فراخ آثار تبسم پیدا ہو گئے۔

مس لوٹن کا دماغ گو فلسفہ سے نا آشنا ثابت ہوا تاہم شروع سے ہی میں نے دیکھا وہ کافی ذہین اور اپنے مضمون سے غیر معمولی دلچسپی لیتی تھی۔ تعلیم کا ایک گھنٹہ پورا ہونے کے بعد اُس نے حسرت آلود نظروں سے کلاک کی طرف دیکھا پھر ایک آہ سرد کے ساتھ یہ کہتے ہوئے "کس تیزی سے وقت گذرتا ہے" اپنے دستی بیگ میں ہاتھ ڈال کر کسی چیز کو ٹٹولنے لگی۔

"آپ ابھی ادائیگی کا فکر نہ کریں" میں نے مطلب سمجھ کر جلدی سے کہا "تعلیم مکمل ہونے پر یا جب آپ اس کو چھوڑنا چاہیں۔ میں اپنا حق المحنت وصول کر لوں گا۔ اور اب یہ بتائیے کیا میں کچھ کام گھر پر کرنے کے لئے دے سکتا ہوں؟"

"اوہ مسٹر کاکس ضرور ایسا کیجئے اور بہت سا کام دیجئے" وہ التجائی لہجہ میں بولی "اس سے میرے دماغ کا توازن صحیح ہوتا رہے گا۔ لوگ ریاضی کو خشک مضمون کہتے ہیں۔ لیکن میری رائے میں یہی ایک ایسی چیز ہے جو دماغ کی خفتہ قوت کو بیدار کرتی اور اس کے ساتھ ہی پُرسکون اثرات پیدا کر سکتی ہے۔"

میں نے کچھ کام مشق کے طور پر اس کو دیا جس کے بعد وہ رخصت ہو گئی۔ لیکن اُس کے چلے جانے پر مجھ کو یہ سوچ کر افسوس ہوا کہ اگر میں وقت مقررہ سے دس پانچ منٹ زیادہ اس کو دے دیتا تو کیا ہو جاتا؟ فی الحال میں نے جو سلوک کی اپنے روکھے پن سے کی افسوسناک تھی۔ یہ سوچ کر میں نے اپنے جی میں اگلے موقعہ پر اس سے زیادہ فیاضانہ برتاؤ کا ارادہ کر لیا۔

وہ معمولاً بڑی دلچسپی کے ساتھ تعلیم حاصل کرتی اور جو کام گھر سے کر کے لاتی وہ بھی ہر لحاظ سے تسلی بخش ہوتا تھا۔ لیکن چونکہ اس کی مقدار کثیر ہوتی تھی اس لئے میں اصلاح کا عمل فوراً شروع نہ کر سکا۔ دوسرے دن جب آٹھ بج گئے اور وہ چلنے

کے لئے اُٹھی تو میں نے یہ کہہ کر اُسے روکا

"آج تعلیم شروع کرنے سے پہلے ہمارا تھوڑا سا وقت ضائع ہو گیا تھا اس لئے اگر آپ چپنڈ منٹ اور بیٹھنا چاہیں ..."

اس کا چہرہ غیر معمولی شگفتہ ہو گیا تبسم کے خوشگوار آثار نے کچھ ایسی تبدیلی اس پر نمایاں کی جس کو دیکھ کر میں یہ سوچے بغیر نہ رہ سکا کہ عہد شباب میں وہ اگر صحیح معنوں میں حسین نہ تھی تو کم از کم مُنہ لگتی اور قبول صورت ضرور رہی ہو گی۔

"میں اس فیاضی کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں" وہ جلدی سے کہنے لگی "بات دراصل یہ ہے میں اپنے مکان پر اکیلی رہتی ہوں اور تنہائی میں آدمی کا جی اُکتانے لگتا ہے اس دُنیا میں چند شادی شدہ بھائیوں کے سوا میرا کوئی رشتہ دار نہیں اور وہ ... اپنی بیبیوں میں مست ہیں۔ وہ نہیں چاہتے ایک کنواری لڑکی کی موجودگی ان کے لئے بار ہو شاید وہ اس کو اپنی دلچسپیوں کی راہ میں کسی طرح کی رکاوٹ خیال کرتے ہیں" اتنا کہہ کر وہ قہقہہ مار کے ہنسنے لگی۔

"تو کیا آپ فی الحال کسی جگہ کام نہیں کرتیں؟" میں نے متین نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا

اُس نے اپنی نگاہ میں شوخی پیدا کرنے کی کوشش کی پھر دزدیدہ دیکھتے ہوئے بولی "اصل بات یہ ہے کہ میری پرورش اور تربیت ایسے حالات میں ہوئی تھی جنہوں نے مجھ کو تن آسان بنا دیا میں والدین کے گھر میں ایک ہی لڑکی تھی ماں باپ نے ہمیشہ لاڈ چاؤ سے رکھا والد کا خیال تھا کہ میں شادی کر کے سُکھی ہو جاؤں گی اور والد کہا کرتے تھے۔ میں نہیں چاہتا میری بیٹی کو کبھی اپنے گذارہ کے لئے مشقت کرنی پڑے بدقسمتی سے اُن کا انتقال پیش از وقت ہو گیا۔ اور مسٹر کاکس مجھ کو روپے پیسے کے معاملے میں کچھ ایسی شکایت نہیں ہے۔ میں گذارہ لائق رکھتی ہوں ... لیکن معاف کیجئے میں نے اپنی داستان آپ

کے روبرو چھیڑ دی۔ حالانکہ میرے افسانہ حیات سے آپ کو کوئی دلچسپی نہیں ہو سکتی۔"
اور وہ پھر ایک مرتبہ میری طرف ساحرانہ انداز سے دیکھ کر مسکرائی۔
میں گفتگو کو لمبا تو کر بیٹھا لیکن اس الجھن سے عہدہ برا ہونا مشکل ہو گیا۔ محض کچھ کہنے کی غرض سے میں نے اس سے پوچھا: "آپ ان دنوں کس مقام پر ٹھہری ہیں؟"
"میں یہاں سے قریب ہی ایک چھوٹے سے بالاخانہ میں رہتی ہوں۔ اچھا پُرفضا مقام ہے۔ یہاں سے پیدل چل کر جائیں تو آدھ گھنٹہ سے بھی کم وقت صرف ہوتا ہے۔ کبھی ادھر ہو اور اس طرف گذرنے کا موقعہ ملے تو ضرور تشریف لائیے گا۔"
یہ کہتے ہوئے اس نے اپنی سبزی مائل آنکھیں میری طرف پھیر کر اس طرح کے پُرشوق انداز سے دیکھا کہ میں مُرغ نوگرفتہ کی مانند گھبرا گیا۔
"لیکن ذکر اس بقیہ رقم کا تھا" میں نے تحفظ کی غرض سے جیومٹری کی کتاب کی طرف ہاتھ بڑھا کر کہا: "اگر آپ کے پاس تھوڑا سا وقت ہو۔۔۔"
"بس میں اب آپ کا قیمتی وقت ضائع کرنا نہیں چاہتی" وہ دفعتاً کہنے لگی "رات زیادہ ہو گئی ہے اور مجھ کو ایک غیر آباد سڑک سے گذر کر جانا پڑتا ہے اس لئے۔۔"
اُس نے پھر ایک مرتبہ حسرت آلود پُر اُمید نظروں سے میری طرف دیکھا میں اس کا مطلب سمجھ گیا وہ سڑک کی ویرانی کا ذکر کر کے مجھے اپنے ساتھ لے جانا چاہتی تھی مگر میں نے استقلال سے کام لیتے ہوئے جھوٹ موٹ کہہ دیا۔
"ایک اور طالب علم پونے نو بجے آیا کرتا ہے ورنہ میں کچھ تھوڑا سا وقت ضرور آپ کی نذر کرتا۔ اچھا پھر سہی۔۔"

۳

ابتدائی چند ہفتوں کے عرصے میں مس لوٹن نے اپنے مضمون سے غیر معمولی دلچسپی کا اظہار کیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ نہ صرف میرے مکان پر گہری توجہ سے پڑھتی بلکہ گھر کا کام

بھی ہمیشہ اچھی طرح کر کے لاتی تھی۔ اس کی حالت ٹھیک اس بچے سے ملتی جلتی تھی جو کنڈر گارٹن جماعت میں پڑھتے ہوئے اپنی اُستانی کو خوش کرنے کی کوشش کرتا ہو۔

اس کے بعد رفتہ رفتہ... نامعلوم مگر یقینی طور پر... اس قدر نامعلوم طریقہ پر کہ میں شروع میں اس حقیقت کو معلوم ہی نہ کر سکا اس کا دُہ پہلا اشتیاق ڈھیلا پڑنا شروع ہو گیا۔ اب جو میں سارے واقعات پر ایک نظر باز گشت ڈالتا ہوں تو میرا تخیل اس حقیقت کو واضح کرتا ہے۔ کہ اس کی دلچسپی کے زوال کا آغاز درحقیقت اُسی لمحہ سے ہوا تھا جب اپنی داستان زندگی بیان کرنے کے بعد اُس نے عجب طرح کی پُرشوق نظروں سے میری طرف دیکھا اور مجھ کو نہایت مؤثر طریقہ پر گھائل کرنے کی کوشش کی تھی۔ اور میں پہلو تہی کر گیا تھا۔

لیکن سچ پوچھئے تو میں اس کے سوا کر بھی کیا سکتا تھا؟ ہر چند میں کنوارا تھا تاہم اس اڑتیس سالہ "لڑکی" میں ایسی کوئی مخصوص نفاست یا شیرینی اور مستی نہ پائی جاتی تھی جس کی بدولت میرے سینہ میں درِ محبت کے قفل کھُل جاتے عورت اس میں شک نہیں ذہین تھی۔ اور میرے مضمون سے گہری دلچسپی لیتی تھی مگر اس سے کیا مردوں کے خیالات ملٹا کرتے ہیں؟ تاہم اس میں شک نہیں اُس لمحہ سے کہ اُس نے دعوت دی اور میں نے انکار کر دیا ایک نظر نہ آنے والا مگر یقینی گرانشان میرے دل میں پیدا ہو گیا۔ کوئی بڑے سے بڑا سرد مہر انسان بھی اتنا سنگدل نہیں ہو سکتا۔ کہ اس طرح کی سالخی کیفیت دیکھے اور اس سے متاثر نہ ہو۔

یوں تو اس نے بارہا مجھ کو بتایا تھا کہ میں اس دُنیا میں اکیلی ہوں میری پرورش اور تربیت اُس زمانہ کی ہے جب ملکہ وکٹوریہ راج کرتی تھیں لیکن بعد میں جو حالات رفتہ رفتہ مجھ کو معلوم ہوئے وہ اس کے عہد طفولیت کی بھیانک تصویر کو پورا کر کے مکمل کرنے والے تھے۔

"میرے والد" اس نے مجھے بتایا "سرد مزاج کے ریاضت کیش آدمی تھے ۔۔۔
ٹھیک ویسے ہی جیسے آپ ہیں ۔۔۔ کم از کم ظاہری حالات کے مطابق اُن کو نہ صرف مطالعہ
کا شوق تھا بلکہ کتابیں فراہم کرنے کا بھی۔ وہ برطانوی عجائب خانہ میں کسی اچھی آسامی پر
مامور تھے اور جوں جوں وقت گذرتا گیا اس جگہ کی فضا ان پر اثر انداز ہوتی گئی اب جو
میں سوچتی ہوں تو معلوم ہوتا ہے اُن کے سینہ میں دبے ہوئے جذبات کا ہجوم تھا جسے
اخراج کی راہ نہ ملتی تھی۔

"چھوٹی عمر میں ہی میں یہ بات محسوس کرنے لگی کہ میرے ماں باپ کی آپس میں ان بن
رہا کرتی ہے دونو کا مزاج ایک دوسرے سے متضاد تھا۔ اُن کی نہ ختم ہونے والی کشاکش
دیکھ کر میں اس نتیجہ پر پہنچی کہ شادی کرنا ہی فضول ہے چنانچہ بیس سال کی عمر تک میں
ہمیشہ مردوں سے دور دور رہتی تھی میری اکیسویں برس میں والد کا انتقال ہوا اور
ہم اتنے غریب ہو گئے جس کا بھولے سے بھی خیال نہ آسکتا تھا۔ اس اثنا میں میرے
بھائی اپنے طور پر ملازمت یا کاروبار کی زندگی شروع کر چکے تھے۔ اُن کی گذر
اچھی چلی جاتی تھی لیکن وہ میری یا ماں کی امداد نہ کر سکتے تھے ہمیں تنگی ترشی سے گذارا
کرنا پڑتا تھا

"شاید اپنی مجبوریوں سے تنگ آ کر تھوڑا عرصہ بعد میری ماں نے دوبارہ شادی
کر لی اور میری زندگی کا رُخ بالکل ہی پلٹ گیا میرے سوتیلے باپ کی تین لڑکیاں مجھ
سے کم عمر اور مختلف مزاج کی پہلے سے موجود تھیں وہ شکل وصورت کی اچھی تھیں اور
اُن کے خیالات بھی زمانہ حال کے مطابق تھے ۔۔۔ لیکن آپ میری سرگذشت سنتے سنتے
اُکتا تو نہیں گئے ؟"

میں اُکتا تو بے شک گیا تھا۔ لیکن ظاہرداری بھی ایک چیز ہے۔ مجبوراً انکار کرنا پڑا
اور اس سے بیان جاری رکھنے کی درخواست کی۔

"رفتہ رفتہ ان تینوں لڑکیوں کی شادیاں ہوگئیں اور گو میری عمر صرف اٹھائیس یا اُنتیس سال کی تھی تاہم وہ اس عمر میں ہی مجھ کو ادھیڑ کنواری عورت کہہ کر چھیڑنے لگیں

" ایک دن کا ذکر ہے میرا ایک بھائی کسی کام کے لئے مکان پر آیا ہوا تھا میں نے اپنے سوتیلے باپ کو ماں اور بھائی سے یہ کہتے سنا کہ اس لڑکی کی موجودگی ہمارے لئے آفت سے کم نہیں۔ اس پر ماں نے بھی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے تسلیم کیا کہ بے شک اس کے ہونے میری اپنی نفاست میں فرق آتا ہے

" ان لفظوں کو سُن کر جو حال میرے جی کا ہوا آپ اس کا اندازہ خود اچھی طرح کر سکتے ہیں۔ میں روتے روتے اندر گئی اور کہا اب میں اس گھر میں پانی بھی نہ پیوؤں گی تم مجھے جانے دو۔ اور جو تھوڑا بہت گذارہ میرے نصیب کا ہے مجھے دے دو۔ یہ واقعہ آج سے دس سال پہلے ظہور میں آیا تھا۔ بس مسٹر کاکس یہ میری زندگی کی الم کہانی ہے اور جیسا آپ دیکھ سکتے ہیں اس میں کچھ بہت زیادہ جوش انگیز واقعات بھی شامل نہیں"

وہ اُٹھ کر کھڑی ہو گئی لیکن جب اس حالت میں بے حرکت کھڑی تھی۔ تو میں نے دیکھا اس کی آنکھیں صورت سوال مجھ سے گہری التجا کر رہی تھیں۔ معلوم ہوتا تھا اُس نے اپنی ساری روحانی قوت میری کشش حاصل کرنے کو اُن آنکھوں میں داخل کر دی ہے۔

لیکن میرا جواب وہی ایک انکار تھا۔

"میں بحد ممنون ہوں کہ آپ نے مجھ کو اپنی داستان زندگی سُننے کے قابل سمجھا"

میں نے سرد مہری لہجہ میں کہا "اب فرمایئے گھر کے لئے کتنا کام دوں؟"

میں اگر اس کو سچ مچ گولی مار کر زخمی کر دیتا تو بھی اس کے چہرہ کی وہ کیفیت نہ ہوتی جو ان الفاظ کو خلاف توقع سُن کر ہوئی۔ صحت کی رنگت آنِ واحد میں اس طرح زائل ہو گئی کہ معلوم ہوتا تھا کوئی زندہ لاش میرے سامنے کھڑی ہے۔ فقط اس کی

سیاہ آنکھیں تیز چمکیلی اور شعلہ ریز۔ میری طرف بے اعتباری سے دیکھ رہی تھیں۔ تاب مقابلہ نہ لا کر میں نے اپنا منہ دوسری طرف کو پھیر لیا اور اسی حالت میں طریقہ اخلاق کے مطابق اس کو رخصت کرنے کے لئے دروازہ کھولا اور چند رسمی تکلف آمیز باتیں کہیں۔

ایک ہفتہ وہ بالکل غائب رہی اور جب اس کے بعد پھر آنے لگی تو میں نے دیکھا کہ دیامنی سے اس کی سابقہ دلچسپی بالکل ماند پڑ گئی تھی۔ اس کی نگاہ کام کرتے کرتے بے مدعا ادھر ادھر ہٹ جاتی اور جب کبھی میں ناگاہ اس کی طرف دیکھتا تو معلوم ہوتا اس کے خیالات کی رو بہت دور پہنچی ہوئی ہے۔ تاہم وہ گھر پر ضرور مشق کرتی اور مجھے کبھی اس بارہ میں شکایت کا موقعہ نہیں ملا۔

ایک بات کا ذکر ہے۔ میں اس کی آمد کے انتظار میں بیٹھا اس کی گھر کے کام کی کاپی دیکھ رہا تھا۔ کہ ایک لڑکا اس کی طرف سے یہ رقعہ لا کر دے گیا۔

۴۰۲ مے فیلڈ روڈ

۹۔ اکتوبر

ڈیر مسٹر کاکس

افسوس ہے میں پیشتر اس بات کا ذکر نہ کر سکی کہ عنقریب مجھ کو اپنا مطالعہ ترک کر دینا پڑے گا۔ لیکن میرے منگیتر کو اس کے لئے بے حد اصرار ہے۔ میں ذاتی طور پر سلسلہ تعلیم چھوڑنا نہ چاہتی تھی لیکن اس لئے ایسا کرنے پر مجبور ہوں کہ میری نسبت قرار پا چکی ہے۔ اور عنقریب میری شادی کپتان ہمنڈ سے ہو جائے گی۔ میرا ایک بڑا خوش اوقات مرد ہے اور آپ سے مل کر اس کو بھی خوشی حاصل ہوگی۔ کیا آپ تھوڑا سا وقت فرصت نکال کر غریب خانہ پر قدم رنجہ فرمانے کی تکلیف گوارا کریں گے؟ میں آپ سے پوچھے بغیر ہی اگلی جمعرات کو سات بجے کا وقت مقرر کرتی ہوں کچھ ماحضر بھی پیش

کیا جائے گا امید ہے یہ صحبت ریاضی کی تعلیم سے کم دلچسپ نہ ہوگی۔ خُدا کے لئے مجھ کو اور جیک کو مایوس نہ کیجئے گا۔ میں غائبانہ اس کے روبرو آپ کی بہت سی تعریف کر چکی ہوں

آپ کی صادق

جی۔ لوٹن

۴

... فیلڈ روڈ محاربۂ عظیم سے پہلے کی بنی ہوئی عمارات کے ایک لمبے مجموعہ کا نام ہے جس میں کم و بیش ایک ہی طرز کے آٹھ آٹھ کمروں والے مکانات بنے ہوئے ہیں اُوپر کھپریلوں کی چھتیں اور اطراف میں چھوٹی چھوٹی کھڑکیاں۔ بس یہی ان عمارات کا نقشہ ہے۔ تھوڑی تلاش کے بعد میں نمبر ۲۰۴ پانے میں کامیاب ہو گیا۔ لیکن جب مکان کے دروازہ پر پہنچا۔ تو مجھ کو افسوس ہونے لگا کہ ناحق رفع استعجاب کی تحریک سے اس جگہ آیا۔ کیونکہ میں نے دیکھا مس لوٹن کے رہنے کا کمرہ سب سے اُوپر کی منزل پر جہاں چھت کی سلامی ہوا کرتی ہے واقع تھا ایک دھندلا سا میلا اور ناصاف مکان جس کی ظاہری حالت دل پر اچھا اثر پیدا نہ کرتی تھی۔ ایک پھولے ہوئے بدن کی گنوار عورت نے مجھ کو دروازہ کھولا۔ اور چُپ چاپ مجھے ایک خوابگاہ کے دروازہ پر لے جا کر چھوڑ دیا۔ جس کی ہر ایک تفصیل اس بات کا زندہ ثبوت تھی کہ مکان کے اس حصہ میں مرمت کا عمل عرصہ دراز سے موقوف چلا آتا ہے۔

لیکن میرے دل پر جتنا خوشگوار اثر اس نظارہ سے پیدا ہُوا تھا مس لوٹن نے اپنے جوش تقدیم سے اس کو فوراً ہی زائل کر دیا

"اوہ مسٹر کاکس" وہ مسکراتے ہوئے کہنے لگی "آپ نے بڑی عنایت کی کہ اس جگہ آنے کی زحمت گوارا کی میں جانتی ہوں آپ سوسائٹی میں زیادہ میل جول کے شائق نہیں ہیں ... کیوں کیا میں غلط کہتی ہوں؟" اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے سر کو ایک

طرف ذرا سا خم کرکے ترچھی آنکھوں سے میری طرف دیکھا لیکن جب میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ تو وہ مجھ کو دروازہ کی راہ سے اندر لے گئی۔ میں بیان کر چکا ہوں کہ مکان کی چھت سلامی اور مس ٹوٹن کا کمرہ سب سے اوپر والی منزل پر واقع تھا۔ تو بھی جگہ کی اس غیر معمولی تنگی کا خیال جس کا نقشہ اب دیکھنے میں آیا بیشتر میرے دل میں پیدا نہ ہوا تھا۔ اندر قدم رکھنے سے معلوم ہوا کہ میرا قد ذرا سا اور اونچا ہوتا تو یقینی طور سیدھا کھڑا ہونے سے چھت کے ساتھ سر ٹکرانے کا احتمال پیدا ہو جاتا۔ کمرہ کی حالت مجموعی طور پر سخت نازک تھی اور اس کے ایک جانب بنی ہوئی چھوٹی سی کھڑکی پر کسی طرح کا پردہ بھی موجود نہ تھا۔

کمرہ میں سامان آسائش کے نام سے اس لپکتی ہوئی آگ کے سوا جو آتشدان میں جل رہی تھی اور کوئی چیز نہ تھی آتشدان کے عین پاس ایک میز پہلے سے آراستہ رکھی تھی اور اس کے اطراف میں تین کرسیاں تین شخصوں کی نشست کے لئے پڑی تھیں

مگر میں نے دیکھا ہمارے سوا کوئی تیسرا آدمی اس جگہ موجود نہ تھا۔ جب میں نے متجسسانہ کمرہ کے اطراف میں نظر ڈالی تو مس ٹوٹن شاید میرے دل کا حال سمجھ کر جلدی سے کہنے لگی "جیک۔۔ جیک پیارے۔ مسٹر کاکس تشریف لے آئے!"

لیکن کوئی جواب نہ ملا اس پر وہ خرام ناز سے چلتی اس دروازہ کے پاس گئی۔ جو کسی اندرونی کوٹھڑی کی سمت میں کھلا تھا اور اس کو ذرا سا باز کرکے دبی آواز میں کسی سے باتیں کرنے لگی۔

میں وہیں کھڑا اس کی پشت کا نظارہ کر رہا تھا گلے میں بوسیدہ ویلویٹین کا سال خوردہ سرخ رنگ کا سوٹ۔ پاؤں میں لمبی ریشمی جرابیں جن کی مرمت ایڑیوں کے مقام پر واضح اور نمایاں تھی جوتے ضرورت سے زیادہ تنگ اور سوکھے ہوئے۔

دفعتاً وہ مسکراتی ہوئی پیچھے مڑی۔

"آپ تشریف رکھئے بیٹیک کو تیاری میں کچھ دیر ہو گئی۔ بس اب ایک لمحہ کے اندر آیا جاتا ہے"!

اس نے ٹوپی میرے ہاتھ سے لی پھر نہ ختم ہونے والے سلسلہ میں کچھ کچھ باتیں کرنے لگی بہر حال ایک بات جو میں نے اچھی طرح نوٹ کی یہ تھی کہ عشق و محبت کا جوش آور بزم دعوت کی ہنگامہ آرائی اُس کے مزاج کے ہر طرح موافق تھی چنانچہ اس وقت بھی اس کا چہرہ کسی نوخیز حسینہ کے چہرہ کی مانند سرخ و سپید تھا اور آنکھوں میں گویا ہنسی ہوئی بجلیاں ملی تھیں۔

"میں یقین کرتی ہوں آپ دونو صاحب بہت جلد ایک دوسرے کو چاہنے لگیں گے" وہ تقریر جاری رکھ کر کہنے لگی "میں نے دیکھا ہے کہ آپ میں اور میرے جیک میں کئی خصوصیتیں مشترک پائی جاتی ہیں وہ قد میں تھوڑا سا آپ سے لمبا اور بدن کا چھریرا ہے" یہ کہتے ہوئے اس نے پرخیال انداز سے اوپر کو دیکھنا شروع کیا "مگر اس میں کلام نہیں کہ ذہانت کا نور اس کی پیشانی پر بھی ویسا ہی پایا جاتا ہے جیسے آپ کے۔ اور سچ پوچھئے تو والد کے عادات کو اچھی طرح جانتے ہوئے میرے لئے عملی طور پر نا ممکن تھا کہ کسی ایسے آدمی سے شادی کرتی جو ذہانت کی خوبیوں سے محروم ہو وہ ... میرا جیک کھلی جنگ میں اور اس سے بھی پہلے باقاعدہ فوج میں کام کرتا رہا ہے لیکن خدمات سرانجام دیتے ہوئے بچارے کو زخم آ گیا اور اب تک اُسے داہنی ٹانگ پر پٹی باندھنی پڑتی ہے تاکہ وہ مصنوعی چیز ... لکڑی کی مصنوعی ٹانگ ادھر اُدھر نہ ہل جائے۔ مگر اس کے باوجود آپ دیکھیں گے وہ ہر طرح صحت دار اور پھرتیلا ہے۔ آپ ضرور اس کو چاہنے لگیں گے لیکن آہ معاف کیجئے" وہ دفعتاً کسی دوسرے خیال کے زیر اثر بولی "میں کھانے کے متعلق تو بھول ہی گئی تھی ذرا بیٹھئے میں ابھی تیاری کا حال دیکھ کر واپس آتی ہوں"

میں جس دروازہ کی راہ سے اندر آیا تھا۔ وہ اُس سے ہو کر باہر چلی گئی اور میں نے آواز سے پہچانا کہ وہ خوشی سے کوئی چیز گنگناتی ہوئی سیڑھیوں سے اتر کر نچلی منزل کی طرف جا رہی ہے۔ اس کی عدم حاضری میں میں نے وقت گذارنے کے لئے ریاضی کا ایک معمّا زبانی حل کرنے کی کوشش شروع کی میں گذشتہ ایک دو روز سے اس کے متعلق سخت پریشان تھا اس کے علاوہ کمرہ میں نہ کوئی کتاب نہ کوئی دوسری چیز اس قسم کی موجود تھی جو میری دلبستگی کا موجب ہوتی

اتنے میں تازہ پکے ہوئے کھانے کی خوشگوار مہک اور چینی کے برتنوں کی ترانہ ریز جھنکار میرے کانوں میں آئی تو میں نے اندازہ سے جانا کہ وہ واپس آرہی ہے۔ اس کے ایک ہی منٹ بعد وہ اس طرح پیشانی پر بل ڈالے ہوئے۔ گویا اس مشقت سے قدرے تھک گئی ہے ایک بہت بڑے خاب میں کھانے کی متفرق چیزیں رکھ کر خود ہی اٹھائے ہوئے آگئی۔ لیکن اندر آتے ہی اُس کے چہرہ پر ایک نئی طرح کی چمک پیدا ہو گئی۔ اور وہ چہکتے ہوئے بولی

"اوہ جیک تم آگئے ؟ اچھا کیا۔ میرے خیال میں آپ دونوں کے تعارف کی کوئی ضرورت نہیں ہے" یہ کہتے ہوئے اس نے بھاری تھال ہاتھ سے رکھ دیا اور کھانے کے سامان کو میز پر قرینہ سے چننے لگی۔

میں نے گھورتی ہوئی نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔ مجھے اپنی قوت مشاہدہ پر ہمیشہ اعتماد کامل رہا ہے لیکن انتہائی تجسس کے باوجود مجھ کو اس کی آنکھوں میں دیوانگی یا مجذوبیت کا برائے نام اثر بھی نظر نہ آسکا۔ حیران ہو کر سوچتا تھا۔ کیا یہ بھی کسی طرح کا مذاق ہے یا اس کی تہ میں کوئی خاص کنایہ پوشیدہ ہے ؟

لیکن جب اس کے بعد میں نے دیکھا کہ وہ میز پر تین شخصوں کے لئے الگ الگ کھانا چننے لگی ہے تو میں زیادہ محتاط ہو گیا میں نے رائے قائم کرنے میں اپنی

جلد بازی پر افسوس کیا اور مس لوٹن کے لنگڑے منگیتر کی آمد کا انتظار کرنے لگا۔

اس اثنا میں وہ اس طرح کی لچکیلی چال سے گویا جسم میں سیماب بھرا ہوا ایک سے دوسرے مقام کی طرف جاتی اور کسی الھڑ نازنین کی طرح بدن چرا کر چلتی ہوئی سامان کو جگہ جگہ رکھتی پھر رہی تھی دفعتاً اس نے شوخ آنکھوں سے میری طرف دیکھا اور کہنے لگی "دیکھئے جینی دیو کے متعلق اب آپ کی کیا رائے ہے؟ کیا میں اچھی باورچن ثابت ہوئی ہوں یا نہیں؟ مگر اس کا فیصلہ آپ دونو صاحب بہتر کر سکیں گے لیکن آرام سے بے تکلف ہو کر بیٹھئے۔ آپ مسٹر کاکس ادھر تشریف رکھئے" اس نے اپنی داہنی طرف والی کرسی مجھ کو دکھا کر کہا "اور تم پیارے جیک اس جگہ میرے بالمقابل جگہ لو"

بڑے تامل کے بعد میں رکتے رکتے اس مقام پر بیٹھ گیا جس کی طرف اس نے اشارہ کیا تھا۔ لیکن میری زبان بند تھی کچھ کہنے کی خواہش رکھتے ہوئے بھی میں بول نہ سکتا تھا۔ اور سچ پوچھئے تو اس نے مجھے بولنے کا موقعہ بھی نہ دیا۔ کیونکہ فوراً ہی تقریر جاری رکھ کر کہنے لگی "دیکھئے اس میں خرگوش کا شوربہ رکھا ہے۔ پیارے جیکی تم اس کا خاص شوق کرتے ہو۔ مگر پینے کے لئے میں صرف پانی ہی دے سکتی ہوں کوئی تیز چیز حاضر نہیں ہے۔ لیجئے مسٹر کاکس یہ اپنے لئے رکھئے اور یہ جیک کو دے دیجئے۔"

میں اب تک شش و پنج کی حالت میں بیٹھا تھا میرے لئے کوئی خاص فیصلہ کرنا چونکہ جلدی میں ناممکن تھا اس لئے مجبوراً پلیٹ اس کے ہاتھ سے لے کر جہاں اس نے کہا تھا وہاں رکھ دی۔ اور اس کے بعد اپنے شوربہ کو آہستہ آہستہ چکھنے لگا لیکن اشتہا مطلق نہ تھی۔ صرف ایک خیال سینہ میں ہیجان کر رہا تھا اور وہ یہ کہ اپنی حماقت سے ایک بڑی مشکل میں پھنس گیا ہوں۔ خدا معلوم کب اور کس طرح اس سے نکلنا ممکن ہو۔

اس کے بعد بھی نقل جاری رہی۔ مختلف کھانوں کی پلیٹیں یکے بعد دیگرے پیش کی جاتی رہتیں لیکن جو کرسی جیک کے لئے مخصوص تھی اور جس پر مجھ کو کوئی جاندار بیٹھا نظر نہ آتا تھا۔ اس کے سامنے نہ چکھی ہوئی خوراک سے بھری ہوئی پلیٹوں کا انبار جمع ہو گیا۔ زیادہ حیرت مجھ کو اس بات سے ہوتی تھی۔ کہ مس لوٹن نے یہ دیکھنے کے باوجود کہ ہر ایک چیز جوں کی توں رکھی ہے۔ اس بارہ میں کسی طرح کی رائے زنی نہ کی۔ بلکہ وہ جیک کی ہستی موہوم کو مخاطب کرکے پُرمسرت لہجہ میں کہنے لگی "میں دیکھتی ہوں کہ تم ہر چیز بڑی رغبت سے نوش کر رہے ہو۔ ایسے ہی مرد مجھ کو بھاتے ہیں۔ جن کی اشتہا چمکتی ہوئی اور تیز ہو۔۔۔ لیکن مسٹر کاکس کیا بات ہے آپ بہت ہی کم کھا رہے ہیں؟"

میں پھر بھی چپ رہا۔ مگر دل ہی دل میں یہ سوچ کر حیران تھا کہ آج اس عورت کو کیا ہو گیا؟ کیا سچ مچ اس کا دماغ چل گیا۔ یا اس معاملہ کی تہ میں کوئی ایسا راز پوشیدہ ہے۔ جس کا انکشاف کسی خاص موقعہ پر ہوگا۔ بارے یہ ہیبت ناک دور طعام ختم ہوا۔ مس لوٹن کے نہ نہ کرتے میں نے کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا اور مجھ کو دیکھ کر وہ بھی اپنا کھانا ختم کرکے کھڑی ہو گئی۔ وہیں کمرے میں ایک چھوٹا سا پیانو رکھا تھا اس کی طرف رُخ کرکے وہ بولی "مسٹر کاکس ضرور آپ اس کو بجانا جانتے ہوں گے مجھ کو اچھی طرح معلوم ہے سب ریاضی دان موسیقی دان بھی ہوتے ہیں اس کے علاوہ جیک بڑی خوش الحانی سے گاتا ہے۔۔۔ جیک پیارے وہ اپنا میں فیلڈ والا گیت تو گا کر سناؤ تمہاری آواز کا لوچ اس میں خوب نمایاں ہوتا ہے میں امید کرتی ہوں مسٹر کاکس بھی تمہارا ساتھ دیں گے"

اس نے ایک چھپا ہوا گیت نکالا جو میرا جانا ہوا نہ تھا۔ اس کے علاوہ موسیقی کے میدان میں میری معلومات کچھ زیادہ وسیع بھی نہیں ہیں تاہم کچھ کرنا نہ کرنے سے بہتر تھا

اور میں نے اپنے دل میں یہ بھی سوچا کہ اب ایک مرتبہ شروع کر کے اس نقل کو خاتمہ تک پہنچانا ہی بہتر ہوگا

جب میں تھوڑی دیر پیانو بجا چکا تو مس ٹین نے زور سے تالی بجا کر داد تحسین دی پھر اس نے "سونس ہور" کی فرمائش کی میرا جی اتنے ہی سے پریشان ہونے لگا تھا۔ لیکن جب اس کے بعد جینی دیلو نے اپنے لمبے استخوانی بازو پھیلا کر ہوا کو اس طرح اپنی گرفت میں لینے کی کوشش کی گویا درحقیقت وہ اپنے ہمنشیں سے ہم آغوش ہونے لگی ہے تو سچ کہتا ہوں میرے اپنے حواس جواب دینے لگے۔

زبانی تو کچھ نہ کہہ سکا البتہ اس کی فرمائش کے جواب میں صورت انکار سر ہلایا تھا کہ دفعتاً وہ بولی "او ہو جیکی پیارے تمہیں کتنی دیر اپنی ٹانگ کے سہارے کھڑا رہنا پڑا ہے۔ میں دیکھتی ہوں پٹی بھی اپنے مقام سے کھسک کر نیچے اتر آئی ہے۔ بیٹھ جاؤ پیارے۔ جینی دیلو بھی اس کو باندھ دیتی ہے۔"

اس نے اس قسم کی حرکت کی گویا کسی شخص نامعلوم کو کرسی پر بٹھا رہی ہو پھر وہیں اس کرسی کے سامنے دوزانو ہو کر ہوا میں اپنے ہاتھوں کو یوں یوں حرکت دینے لگی۔

"اللہ میرے خدا گرہ کس مضبوطی سے بندھی ہے" وہ تھوڑی دیر کے بعد کہنے لگی "اچھا ایک منٹ ٹھہرو میں چاقو لا کے اسے کاٹتی ہوں" وہ کھانے کی میز کے پاس جا کر ایک چھری اٹھا لائی اور اس کے بعد دوزانو وہیں بیٹھ گئی۔

"مسٹر کالکس آپ مہربانی سے جیک کو سہارا دیں کہ میں اس گرہ کو کاٹ دوں" اس نے کہا "ایسا نہ ہو چاقو کی نوک سے میرے پیارے کی جلد میں خراش آ جائے۔"

اس وقت سے بیکر کہ پیانو کی نقل ختم ہوئی۔ میں چٹان کی طرح بے حرکت کھڑا دیکھ رہا تھا اب آخر کار میں نے اس پر اسرار مقام سے رخصت ہو جانا ہی بہتر سمجھا میرا عندیہ جان کر وہ رحم انگیز لہجہ میں التجا کرنے لگی۔ لیکن میں نے جی میں سوچا کہ یہ نقل کافی لمبی ہو چکی ہے

اب اس کا خاتمہ ہی کرنا چاہیئے۔ پس میں نے قدرے سرد لہجہ میں کہا۔

"مس ٹوٹن خدا کے لئے ہوش دار بنئے۔ میں کس چیز کو سہارا دوں جبکہ وہ موجود ہی نہیں ہے آپ مجھ کو بہت عرصہ احمق بنا چکیں مگر اب حالت ناقابل برداشت ہے۔ آخر آپ کا جیمز کہاں ہے کہ میں اس کی ٹانگ کو سہارا دوں؟"

حیرت اور وحشت کے نئے آثار اس کی آنکھوں میں پیدا ہو گئے لیکن یہ کیفیت صرف ایک ثانیہ تک رہی اس کے بعد وہ مسکراتے ہوئے کہنے لگی "آپ مجھ سے مذاق کر رہے ہیں" پھر دوبارہ خالی کرسی کی طرف نظر کی۔ اس نے ہوا میں دونوں بازو پھیلا دئے اور ہوا کو ہی پرجوش بوسے دینے لگی ساتھ ہی ساتھ مجھ سے کہتی جا رہی تھی "کیا آپ نہیں دیکھ سکتے میرا جان سے پیارا جیک اس جگہ آپ کے سامنے کرسی پر بیٹھا ہے! پیارے تم بھی مجھے بوسہ دو اور اس سنگدل بے حس آدمی کو دکھا دو کہ تم مجھ سے کتنا پیار کرتے ہو"

یہ کہتے ہوئے اس نے اپنے سر کو ذرا سا پیچھے جھکا لیا اس پر عجب طرح کی حالت کیف طاری ہو گئی آنکھیں بند کر کے دہانہ ذرا سا کھول لیا گویا کسی طبعی پرجوش بوسے کی منتظر تھی۔

اس کیفیت کو دیکھ کر مجھ کو بے حد رنج وافسوس ہوا میں خاموش رہنا چاہتا تھا لیکن نہ رہ سکا۔ آخر پرجوش لہجہ میں کہا۔

"مس ٹوٹن از برائے خدا اس نمائش کا خاتمہ کیجئے۔ عقل حیران ہے کہ یہ سب دکھاوا آپ کس لئے کر رہی ہیں اس کمرہ میں میرے اور آپ کے سوا کوئی تیسرا آدمی نہیں ہے پھر ان حرکات کا کیا مطلب؟

حشت
اس نے آہستہ آہستہ آنکھیں کھولیں اور پہلی مرتبہ میں نے دیکھا کہ ان میں و سکا اثر پایا جاتا تھا اس کی آواز بھی اب جنون کی سی کیفیت لئے تھی

"کیا کہتے ہو! ... کوئی تیسرا آدمی نہیں ہے؟ ... تم جھوٹ کہتے ہو! بکتے ہو!—

جیک کیا یہ آدمی محض بکواس نہیں کرتا؟ آہ پیارے میں سارا حال سمجھ گئی۔ وُہ تم کو مجھ سے چھین کرلے جانا چاہتے ہیں۔ اپنی زندگی میں جو تھوڑی سی خوشی مجھ کو پہلی بار نصیب ہوئی تھی وہ مجھے اس سے بھی محروم کرنا چاہتے ہیں۔ ظالم اور بے رحم درندے۔ وُہ خود بھی مجھ کو قبول کرنا نہیں چاہتے اور تمہاری موجودگی بھی اُن کو نہیں بھاتی۔ لیکن وُہ ہمیں ایک دوسرے سے جُدا نہ کرسکیں گے۔۔۔ نہیں پیارے میں انہیں ایسا نہ کرنے دونگی اگر ہم اس دُنیا میں اکٹھے مِل کر نہیں رہ سکتے تو کیا مضائقہ۔ ہم موت کے بعد ایک دوسرے سے مِل کر رہیں گے پھر کوئی طاقت ہم کو علیحدہ نہ کرسکے گی۔"

ایک دہشت ناک چیخ اس کے منہ سے نکلی پھر اس سے پیشتر کہ میں آگے قدم رکھ کر اُسے روکتا یا اس حقیقت کے خطرناک پہلو کو محسوس ہی کرسکتا کہ چھُری ابتک اس کے ہاتھ میں ہے۔ اُس نے وُہ ہاتھ جس میں آلہ تیز پکڑا ہوا تھا بڑے زور سے یوں یوں ہوا میں ہلایا اور اس کے بعد "خون" "خون" کی پُرشور آواز کے ساتھ چھُری کو اپنے حلقوم پر پھیر لیا۔ یہ کیفیت دیکھ کر میں بے تحاشہ اس کی طرف دوڑا لیکن بعد از وقت۔ کیونکہ اس سے بہت کم عرصہ میں جتنا اس واقعہ کی تحریر میں صرف ہوتا ہے اس نے تیز دھار کی چھُری اپنے حلق پر پھیر لی تھی خون خرّاٹے مارتا ہوا بہنے لگا اور جب میں نے پاس جاکر دیکھا تو آخری سانس اس کے تڑپتے ہوئے بدن سے جلد جلد رخصت ہو رہے تھے۔

میرے لئے اس حقیقت سے آگاہ ہونا ذرا بھی مُشکل نہ تھا کہ اب اس کو بچانے کی کوئی صورت ممکن نہیں۔ اس کو وہیں فرش زمین پر تڑپتا چھوڑ کر میں مالک مکان عورت کو بُلانے دروازہ کی طرف دوڑا۔ کیونکہ خطرہ کے عالم میں یہ کیفیت فوراً آشکارا ہوگئی تھی کہ اگر میں نے کسی کو وقت پر اپنا گواہ نہ بنایا تو پولیس کو میرے برخلاف کئی طرح کے شبہات پیدا ہوجائیں گے۔

میری آواز سُن کر وُہ دوڑی دوڑی آئی اور کہنے لگی "کیوں کیا بات ہے؟"

"مس ٹون نے اپنی گردن کاٹ لی!" میں نے بدحواسی کے عالم میں کہا۔ "خدا کے لئے اندر جاکر اس سے پوچھ لو کہ اس نے خود یہ فعل کیا ہے۔ جس طرح ممکن ہے یہ بات اس کے منہ سے کہلوانے کی کوشش کرو۔۔۔"

لیکن جینی دیلوا تنے ہی میں سرد ہونے لگی تھی جب ہم دونو اس کے پاس پہنچے۔ تو اس میں زندگی کا شائبہ تک باقی نہ رہا تھا

مالک مکان عورت نے حقارت آمیز نظروں سے لاش کی طرف دیکھا پھر سخت لہجہ میں بولی۔ "میں پہلے دن سے دیکھ رہی تھی کہ یہ عورت عجیب طرح کی پگلی ہے کہئے آپ مجھ سے کونسی بات کہلوانا چاہتے ہیں؟"

میں نے جیب سے پاکٹ بک نکال کر پانچ پونڈ کا نوٹ اس کے ہاتھ میں دیدیا۔

اس نے بدماغی سے نوٹ لے کر جیب میں ٹھونس لیا پھر آہستہ آہستہ اس طرح کے لہجہ میں گویا مقررہ الفاظ یاد کرنے کی کوشش کر رہی تھی بولی۔

"میں کہہ دوں گی اس نے دم آخر میں مجھ سے کہا تھا میں نے خود ہی سب کچھ کیا ہے۔ کوئی اس کے لئے خطاوار نہیں۔ میں زندگی سے تنگ آچکی تھی وغیرہ۔۔۔"

باب - ۹

صرف ایک منحوس ہڈی

مسٹر الگزینڈر ایچ۔ سٹین کے قلم سے

۱

واقعات جو میں بیان کرنے لگا ہوں اتنے عجیب و حیرت انگیز ہیں کہ میرا خیال ہے۔ بیشتر پڑھنے والے ان کو ایک مزحنی افسانہ خیال کریں گے۔ حالانکہ حقیقتاً حال یہ ہے کہ میں نے شروع سے آخر تک سچ کے سوا ایک لفظ بھی رنگ آمیزی کے لئے شامل نہیں کیا حالات جس طرح پیش آئے میں نے اسی صورت میں اُن کو پیش کر دینا کافی سمجھا میرے حلقہ احباب میں بیشتر احباب اس بیان کی صداقت کی گواہی دے سکتے ہیں مگر اس کے باوجود ابھی تک ایک آدمی نے بھی واقعات کے اس پہلو کے متعلق جو حیرت انگیزی کی رنگت لئے ہے۔ کوئی بات ایسی نہیں کہی جس سے میرے دل کی تسلی ہو جو کوئی میری داستان سنتا ہے۔ تعجب ضرور کرتا ہے مگر اس سے زیادہ اپنی طرف سے کوئی بات میری تشفی کے لئے نہیں کہہ سکتا یہی وجہ ہے کہ میں نے بھی اس وقت تک کوئی نظریہ اس کے متعلق قائم نہیں کیا بلکہ اپنے دل کو اس خیال سے آئینہ وار شفاف رکھا ہوا ہے کہ کسی ایک خیال کو مضبوطی سے جگہ دینے کی صورت میں میرے لئے اصل حقیقت معلوم کرنا غیر ممکن ہو جائے گا۔

لیکن مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں سارا حال شروع سے ہی بے کم و کاست بیان کرنا شروع کردوں۔
سر الگزینڈر رسٹین میرا نام ہے اور میں انگلینڈ میں بیرونٹ کا درجہ رکھتا ہوں۔ پار سال میں اپنی بی بی لیڈی رسٹین کو ساتھ لے کر مصر کی سیاحت کے لئے روانہ ہوا تھا اور منجملہ دیگر مقامات کے ہم نے شہر قاہرہ کی بھی سیر کی۔ اہرام کے سایہ میں ایک چھوٹی سی عمارت ٹھیباؤس کے نام سے مشہور ہے۔ ہمیں اس کی نوادر کیفیت سے غیر معمولی دلچسپی تھی، ان اصحاب کی معلومات کے لئے جن کو مصر جانے کا اتفاق نہیں ہوا یا جو کبھی اہرام مصر دیکھنے نہیں گئے میں بیان کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ سفنکس یعنی ابوالہول کی ننگی مورت جو بیشتر کم و بیش ریت کے سمندر میں ڈوبی رہا کرتی تھی۔ جسے اکثر فقط اس کا سر ہی ریت کے تودوں سے باہر نکلا ہوا دکھائی دیتا تھا۔ اس کے آس پاس اب اس قدر کھدائی کر دی گئی ہے کہ ساری کی ساری مورت نمایاں ہے اس سے اس کی عظمت و شکوہ میں دوگونہ اضافہ ہو گیا ہے کیونکہ اب اس کی عالیشان صورت پوری طرح دکھائی دیتی ہے۔ اس کے سامنے کی طرف پھیلے ہوئے بھاری بھاری پنجوں کے قریب ایک حیرت انگیز عبادت گاہ واقع ہے۔

یہ بات تو ان لوگوں کو جنہوں نے قدیم مصر کے حالات سے کبھی دلچسپی لی ہے اچھی طرح معلوم ہو گی کہ جن بدنصیب غلاموں کو اہرام کی تعمیر پر مامور کیا گیا تھا ان میں بیشمار [illegible] کام کرتے کرتے جاں بحق تسلیم ہو گئے تھے ان کی بہت بڑی تعداد اس زمانہ میں جب بھاری بھاری سامان عمارت کو بلندی تک پہنچانے کے لئے کسی طرح کی کلیں موجود نہ تھیں کام کرتے کرتے مر گئی ہو گی لیکن جو سوال میرے دل کو ہمیشہ ہراساں کرتا رہا۔ یہ ہے کہ ان بدنصیبوں کو جن کی موت حالات پیش آمدہ میں واقع ہوئی دفن کس جگہ کیا گیا ہو گا۔ کئی سال گذرے ماہران سائنس کی دو جماعتوں نے دو مختلف مقامات پر ان قبروں کی تلاش میں کھدائی شروع کی تھی ایک نے میناروں کی پشت پر اور دوسری جماعت نے اس درمیانی میدان میں جو ابوالہول اور بڑے مینار کے بیچ میں واقع ہے۔ فی الحال آخر الذکر کی کھدائی امریکنوں کی طرف سے

ہو رہی ہے اور اہل اللہ کر کی مصریات کے ایک ماہر کامل سلیم بے حسن کی سرکردگی میں۔ انگریزی اور مصریوں کی مشترکہ جماعت کے ذریعہ سے۔

جیسا کہ امید کی جا سکتی تھی اس کھدائی کا نتیجہ جلدی ہی معلوم ہونا شروع ہو گیا۔ بیشمار قبریں جو بیشتر ریت کے نیچے چھپی ہوئی تھیں دکھائی دینے لگیں چنانچہ کھدائی کرنے والوں نے صبر و استقلال کے ساتھ وہ تمام قبریں جو ہزارہا سال سے ریت کے نیچے پوشیدہ چلی آتی تھیں نمایاں کر دیں اور ان کی کھدائی سے یہ بھی نتیجہ نکالا گیا کہ وہ اس زمانہ کی قبریں ہیں جب مصریوں کے اندر لاشوں کو حنوط کرنے کا طریقہ رائج نہ ہوا تھا۔

اس رقبہ کے اندر رہی ہوئی قبروں میں سے ایک میں وہ منحوس ہڈی ہم کو ملی تھی۔ جو انجام کار میرے حق میں اتنی پریشان کن ثابت ہوئی۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ سارے حالات سلسلہ وار ہی بیان کر دوں تاکہ ناظرین کو کسی بات کے سمجھنے میں دشواری نہ ہو۔

۲

میں اور لیڈی میٹن جن دنوں قاہرہ ٹھیرے ہوئے تھے۔ ایک روز ان کھودی ہوئی قبروں کا معائنہ کرنے گئے تو ہم نے سرکاری طور پر اجازت لے لی تھی۔ ایک رہبر ساتھ ہو لیا جو نہایت اچھی انگریزی بول سکتا تھا۔ اور جسے اپنے کام سے بہت گہری دلچسپی تھی ایک قبر جو ہم نے دیکھی اس کو صرف چند روز پیشتر کھودا گیا تھا ہم جب اس کو دیکھنے کے لئے چلے تو ہمارا رہبر ایک چوڑے سوراخ کی راہ سے ہمیں زمین کے اندر لے گیا اور ہمیں ایک ڈھلوان رستہ پر قریباً چالیس فٹ کے فاصلہ تک زمین کے اندر کی جانب چلنا پڑا آگے چل کر ایک اور سرنگ آئی جو دائیں طرف کو واقع تھی اس کی لمبائی ۲۰ فٹ کے قریب ہو گی اور گو پہلی سرنگ میں ہمیں جھک کر چلنا پڑا تھا تاہم اس کی اونچائی کافی ہونے کی وجہ سے ہم سیدھے ہو کر چلنے لگے تا آنکہ آخر کار ہم ایک حجرہ میں داخل ہوئے جس کا ناپ ۱۴ فٹ مربعہ کے قریب تھا

ہمارے رہبر نے ٹارچ جلائی تو اس کی روشنی میں دیکھا کہ اس حجرہ کے وسط میں پتھر کے چار بڑے بڑے ٹکڑوں کا ایک تعویذ بنا ہے۔ اور ایک پانچواں ٹکڑا اُن چاروں کے اوپر پڑا ہے اس پانچویں پتھر کو ایک طرف سرکایا جا چکا تو ہم نے اس بدنصیب کی ہڈیوں کا پنجر دیکھا جس کو خدا جانے کس زمانہ میں سپردِ خاک کیا گیا ہوگا اس کے گلے میں ہار کی قسم سے کوئی زیور تھا جس کی رنگت آبنوس سے ملتی جلتی تھی لیکن جس کے بارہ میں ہم کو بتایا گیا کہ سونا ہے جو اندادِ زمانہ سے سیاہ ہو گیا۔ اس کے علاوہ سونے کے کڑے اور ایک دو اور زیور بھی ہمیں اس لاش کے پاس دکھائی دیئے۔

تابوت کے سرے پر سنگِ مرمر کا ایک ٹکڑا رکھا تھا اتنا محدب اور شفاف کہ اگر جلتی ہوئی دیا سلائی اس کے ایک طرف لے کر کھڑے ہوں تو دوسری جانب دکھائی دیتی تھی اس کے قریب ہی ایک اور سونے کا ہار پڑا تھا جو اثراتِ زمانہ سے کالی رنگت اختیار کر چکا تھا۔

جس مقام پر ہم کھڑے تھے اس کے گرداگرد صدہا اور قبریں تھیں کچھ غیر معمولی تکلف سے بنائی ہوئی اور بعض سرسری اور رسمی۔ اس موقعہ پر میری بی بی لیڈی سیٹن جو شروع سے اس بات کی خواہشمند تھی کہ مصر جاؤں تو اس جگہ سے کوئی یادگار لے کر آؤں۔ اُن عربوں میں سے ایک کو جو ہمارے ساتھ تھے مخاطب کر کے کہنے لگی "یہ جو ہڈیوں کا ڈھانچہ اس قبر کے اندر پڑا ہے۔ اس کی کوئی سی ایک ہڈی مجھے لا دو میں اسے بطور یادگار اپنے پاس رکھنا چاہتی ہوں

بعد ازاں مجھ کو معلوم ہوا کہ وہ خاص ہڈی جو ہمارے ساتھی عربوں میں سے ایک نے اُٹھا کر لیڈی سیٹن کو دی ریڑھ کی ایک تکون ہڈی تھی جس کو طبی اصطلاح میں سکیم کہتے ہیں یہ کشت کی جانب واقع ہوتی ہے اور قدیم اہلِ مصر اس کو خصوصیت کے ساتھ متبرک سمجھا کرتے تھے لیکن میں اپنی صفائی کے لئے یہ کہہ دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ لیڈی سیٹن نے خصوصیت کے ساتھ اس ہڈی کا مطالبہ نہ کیا تھا۔ نہیں معلوم عرب مذکور نے کس خیال سے اُٹھا کر اُسے دے دی۔

اس واقعہ کے تھوڑا عرصہ بعد اخباروں میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ ہڈی جو چرائی گئی وہ ایک قدیم مصری شہزادی کے پنجر کی تھی لیکن میں پرزور لفظوں میں اس کی تردید کرنا چاہتا ہوں۔ اتنا تو بیشک صحیح ہے کہ وہ کسی عورت کا ڈھانچہ تھا۔ لیکن میرا اندازہ کہتا ہے کہ نہ وہ قبر کسی شہزادی کی تھی اور نہ کسی عالی قدر خاتون کی کیونکہ اس قسم کی قبروں میں زیورات کے علاوہ اور بہت سی چیزیں روحانی زندگی میں ساتھ جانے کے لیے لاش کے قریب رکھ دی جاتی ہیں اور وہ اس جگہ قطعاً موجود نہ تھیں۔

اور اب سنئے کہ اس ہڈی کو پاس رکھنے کا کیا پھل ہم کو ملا

۳

جون ۱۹۲۶ء کا مہینہ تھا کہ میں مصر سے روانہ ہوا لیکن لیڈی سٹین بعض احباب اور رشتہ داروں کے پاس وہیں رہ گئی۔ فیصلہ یہ تھا کہ وہ جولائی کے آخری ایام میں انگلستان پہنچ جائیگی۔ نظر بازگشت ڈالتے ہوئے اب میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اس ہڈی کو قبر سے نکالنے کے سلسلہ میں جو عجیب و حیرت انگیز واقعات پیش آنے شروع ہوئے ان کا آغاز کم و بیش اسی زمانہ میں ہوا تھا۔

بسم اللہ تو میری بیماری سے ہوئی جیسے ہی میں انگلینڈ پہنچا صاحب فراش ہو گیا پھر جب میری بی بی عازم انگلینڈ ہوئی تو جس جہاز پر وہ سوار تھی اس پر تپ محرقہ و اسہال کی وبا پھوٹ پڑی۔ اس کی ایک سہیلی مس جارڈن کو کوئی ایسا مرض لاحق ہوا۔ جس کا صحیح حال ڈاکٹر بھی معلوم نہ کر سکے۔ آخر جب ان کا جہاز انگلستان پہنچا تو مس جارڈن کو ایک ہسپتال میں پہنچایا گیا۔ اور میری بی بی سمت شمال سفر کر کے اس جگہ پہنچی جہاں ہمارا مستقر تھا۔ لیکن وہ بھی اس جگہ جاتے ہی بیمار ہو گئی۔ اس کے تھوڑے عرصہ بعد ہمارا بچہ۔ پھر اس کی نرس۔ پھر گھر کی کنیز یہ سب باری باری بیمار ہوئے۔

اس کو بھی شاید ایک معمولی واقعہ سمجھ لیا جاتا لیکن انہی ایام میں بعض عجیب و حیرت انگیز واقعات پیش آنے شروع ہو گئے۔ چنانچہ ہم نے دیکھا کھانے اور نشست کے کمروں میں شیشہ کے ریزے بکھرے ہوئے پائے جاتے تھے۔ کچھ دنوں ہم نے کنیز اور گھر کی بلی کو اس کے لئے ملزم گردانے کی کوشش کی۔ لیکن جیسا کہ بعد ازاں معلوم ہوا اصل حقیقت کچھ اور تھی۔ ان ایام میں وہ منحوس ہڈی جسے لیڈی سیلی اپنے ساتھ لائی تھی کمرہ نشست میں ایک گلاس کے اندر رکھی رہتی تھی۔

ختم سال کے قریب پہلی مرتبہ ہم کو محسوس ہوا کہ گھر میں عجیب و حیرت انگیز واقعات پیش آ رہے ہیں لیکن ایمان کی بات یہ ہے کہ اس وقت بھی ہم نے اس خیال کو دل میں جگہ نہ دی کہ ان واقعات پُر اسرار کا اس ہڈی سے کوئی تعلق ہو سکتا ہے جسے لیڈی سیلی اپنے ساتھ لائی تھی۔ عجیب تر بات یہ ہے کہ اس معاملہ کی طرف کہ وہ ہڈی ہی ان سارے واقعات کا موجب ہے سب سے پہلے میرے نو دس سال بھتیجے نے ہماری توجہ دلائی۔ وہ نشستگاہ کے ساتھ والے کمرہ میں سویا کرتا تھا۔ ایک رات وہ بستر سے اٹھ کر باتھ روم کی طرف جا رہا تھا کہ راستہ میں کمرہ نشست سے گذرتے ہوئے اسے کوئی چیز غیر معمولی نظر آئی۔ وہ آج تک بیان نہیں کر سکا کہ وہ کیا چیز تھی مگر ہاں یہ امر واقعہ ہے کہ وہ بہت سہما ہوا۔ تھر تھر کانپتا دوڑا دوڑا ہمارے کمرہ میں آیا۔ یہ بات میں شروع میں ہی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اس بچہ کو ہڈی کی موجودگی کا بعید تر علم بھی نہ تھا۔ ہم نے جس طرح ممکن ہوا اس کو تسلی دی۔ اور کہا تمہیں کچھ مغالطہ ہوا ہے۔ جاؤ۔ جا کے آرام کرو۔ اور وہ ہمارے کہنے سے جا کر اپنے بستر پر لیٹ بھی گیا۔ دوسرے روز دن کی تسلی بخش روشنی میں میں نے اس سے پوچھا وہ کیا چیز تھی جس سے تم اتنا ڈرے تھے تو کہنے لگا: میں کمرہ نشست میں داخل ہوا تو ایک دھندلی سی صورت مجھ کو چلتی دکھائی دی۔ لیکن مجھے ڈر اس

وقع لگا۔ جب وہ پراسرار صورت اسی طرح چلتے چلتے بند دروازہ کی راہ سے باہر نکل گئی "میرے زیادہ اصرار پر بیگم نے کچھ تفصیلات اپنی طرف سے اضافہ کرنی شروع کر دیں لیکن میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ سب سے پہلا بیان جو اس نے دیدہ دانستہ بالکل صحیح تھا۔ اس واقعہ کے بعد ہماری توجہ ہڈی کی طرف منعطف ہونے لگی اور ہم نے سوچنا شروع کیا کہ یہ اس ہڈی کی موجودگی کا ہی اثر تو نہیں ہے کہ یہ عجیب وغریب واقعات آئے دن پیش آتے رہتے ہیں۔ مجھے بعد از وقت افسوس ہوا کہ لیڈی سیٹن کو اس کی مرضی کے مطابق ہڈی لانے کا موقعہ دیا۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ میں اس منحوس ہڈی کو اس کے ہاتھ سے وہیں رکھوا دیتا۔

اس کے کچھ عرصہ بعد ایک عورت جو ہمارے گھر مہمان تھی اور جسے میرے بھتیجے کی طرح اس ہڈی کی موجودگی کا حال معلوم نہ تھا کہنے لگی کہ "میں جب کبھی کمرہ نشست میں اکیلی ہوتی ہوں تو ایسا محسوس کرتی ہوں گویا تنہا نہیں۔ بلکہ کوئی دوسرا اور بھی میرے پاس موجود ہے" چونکہ ہڈی کے متعلق کئی طرح کے شکوک میرے دل میں پیدا ہو چکے تھے۔ اس لئے میں حقیقت حال تو سمجھ گیا۔ لیکن مہمان عورت کی دلجمعی کی خاطر کچھ حیلہ حوالہ کر دیا

فروری کے مہینے میں ہم جتنے آدمی گھر میں رہتے تھے یکایک بیمار پڑ گئے۔ میری بی بی کی حالت میں تو بار بار مرض نے ایسی شدت اختیار کی کہ اس کی جان ہی کے لالے پڑ گئے۔ خدا جانے کس زمانے کا لیا دیا آگے آگیا کہ وہ بالآخر جانبر ہو گئی کم و بیش ایک ہفتہ مجھے اس گھر میں اکیلے رہنا پڑا۔ اور اس عرصہ میں کئی تعجب خیز واقعات ظہور میں آئے ایک دو موقعوں پر دو دو گملے گر پڑے۔ حالانکہ مکان پختہ تھا۔ نہ بارش تھی نہ آندھی پھر کمرہ نشست میں کانچ کے ٹکڑے آئے دن بکھرے ہوئے پائے جاتے تھے۔ حتےٰ کہ ایک روز میں نے دیکھا کہ وہ ہڈی بھی جسے شیشہ کے برتن میں رکھا گیا تھا اصلی مقام سے بہت دور فرش پر پڑی ہوئی پائی گئی۔ حالانکہ ان ایام میں گھر کے اندر میرے

سوا کوئی دوسرا موجود نہ تھا اس بات کا اندازہ پڑھنے والے خود ہی کر لیں کہ یہ پُر اسرار واقعہ کیونکر پیش آیا ہوگا؟

میں نے اس منحوس ہڈی کو اٹھا کر ایک اور شیشے کے برتن میں رکھ دیا اور جی میں خیال کیا کہ اب کوئی نیا واقعہ دیکھنے میں نہ آئے گا۔ لیکن جیسا حالات مابعد سے معلوم ہوا یہ میری بھول تھی۔ انہی ایام میں میرے دوست کپتان مارشل مجھ سے ملنے کے لئے آئے گھر کی فضا ایسی بگڑی ہوئی تھی کہ ان کا مزاج آتے ہی ناساز ہو گیا میں نے ان کو آرام کرنے کے لئے اپنی خوابگاہ میں بھیج دیا۔ اس کے تھوڑی دیر بعد میں جب اُن کا حال پوچھنے جا رہا تھا تو کمرہ نشست کی سمت میں اس طرح کی آواز میرے کانوں میں آئی گویا کسی نے ہتھوڑا مار کر شیشے کے برتن کو ریزہ ریزہ کر دیا۔ میں اس وقت تک کمرے سے باہر تھا۔ دوڑ کر اندر گیا تو کیا دیکھتا ہوں وہ گلاس کیس جس میں ہڈی رکھی گئی تھی اس میز سے جس پر وہ رکھا رہتا تھا کئی فٹ کے فاصلہ پر چکنا چور پڑا ہے۔ لیکن ہڈی کو کسی طرح کا ضرر نہیں پہنچا۔ میں یہ دیکھ کر سخت حیران ہوا کہ اس گلاس کیس کو کس نے اٹھا کر پھینک دیا۔ اور وہ کونسی طاقت تھی جس سے شیشہ تو ریزہ ریزہ ہو گیا مگر ہڈی جوں کی توں رہی۔

لیکن اور آگے سنئے یہ حیرت انگیز معاملہ یہیں پر ختم نہیں ہوتا۔ اس کے تھوڑے ہی دن بعد ایک بہت بڑا شیشے کا برتن جس میں قریباً ڈھائی گیلن پانی پڑا تھا اور جو کمرہ نشست کے ایک جانب بطور گلدان رکھا رہتا تھا کسی نے اس کو اٹھا کر کمرہ کے باہر پھینک دیا پانی تو گر پڑا لیکن برتن محفوظ رہا۔ حالانکہ جس مقام پر وہ پہلے رکھا رہتا تھا وہاں سے اس جگہ کا فاصلہ جہاں ہم نے اس کو پڑے ہوئے پایا چار گز سے کم نہ تھا۔ اور کوئی آدمی اس وقت کمرہ کے اندر موجود بھی نہ تھا۔

اس کے بعد تھوڑے دن امن رہا اور میں نے سوچنا شروع کر دیا کہ ہڈی

کا منحوس اثر شاید رفتہ رفتہ زائل ہونے لگا ہے۔ لیکن آپ دیکھیں گے۔ کس طرح واقعات نے میری ساری غلط فہمیاں دور کر دیں۔

۴

رات کا وقت تھا اور میں سونے کی تیاری میں کپڑے اتار رہا تھا۔ لیڈی سیٹن بھی میرے پاس تھی کہ ناگاہ زیریں منزل میں کسی چیز کے گرنے کی آواز سنائی دی میری بی بی طبعاً دلیر اور بے خوف ہے وہ دوڑی دوڑی گئی۔ میں بھی حالات معلوم کرنے اس کے پیچھے گیا کمرہ نشست میں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں وہی شیشے کا برتن جس کا ذکر پیشتر آیا ہے۔ اور جو گلدان کا کام دیتا تھا اپنے مقام سے گرا ہوا فرش پر پڑا ہے لیکن وہ پھول جو اس میں رکھے ہوئے تھے کمرہ کے فرش پر جابجا اس طرح بکھرے ہوئے نظر آئے گویا کسی نے ان کی پتیاں بڑی بے رحمی سے نوچ کر ادھر اُدھر پھینک دی ہوں میں نے ہڈی کی تلاش میں ایک گھومتی ہوئی نظر کمرہ کے اندر ڈالی، وہ شیشہ کے کیس میں بدستور محفوظ پڑی تھی!

اس واقعہ کے بعد ایک دوست نے صلاح دی کہ آپ اس ہڈی کو ایڈنبرگ کے ایک میڈیم کے پاس لے جائیں وہ آپ کو بتا سکے گا کہ کون سے منحوس اثرات اس کی تہ میں کام کرتے ہیں۔ میں اس میڈیم سے ملا اور میرے خاموش رہنے کے باوجود اس نے سارا حال اس ہڈی کے متعلق مجھ کو بتا دیا یعنی وہ کس جگہ ہم کو ملی تھی اور کن حالات میں ہمارے پاس آئی۔

کہنے لگا "جس کی یہ ہڈی ہے وہ آپ لوگوں سے سخت ناراض ہے" اور ایسا ہونا میرے خیال میں قدرتی بھی تھا اس نے مجھ کو بتایا کہ "زمانہ قدیم میں اس قسم کی لاشوں کو دفن کرتے وقت کچھ اس طرح کے منتر اور سحر پڑھے جاتے تھے کہ اگر کوئی شخص اس قبر میں سے کوئی چیز نکالے تو اس پر مصیبتیں نازل ہوں" میرے